اساس السلوک

مرتب مولانا محمود خالد

شعبہ نشرواشاعت
ادارہ نقشبندیہ اویسیہ
دارالعرفان منارہ ضلع چکوال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تصوّف کے بارے پانچ بنیادی سوالات

سوالات:

1۔(ا) اذکار واشغالِ صوفیاء بدعت ہیں یا سنت؟

(ب) دووقت ذکر اور مجموعی طور پر ذکر کا وجود شریعت سے ثابت ہے یا نہیں؟

2۔کیا نجاتِ اُخروی کے لیے کتاب اللہ اور سنّت رسول ﷺ کافی ہیں؟ یا اذکار واشغال بھی ضروری ہیں؟

3۔کیا علمِ تصوّف وسلوک جزوِ دین ہے؟ اگر جزوِ دین ہے تو قرونِ ثلاثہ اس سے خالی کیوں ہیں؟

4۔علمِ تصوّف وسلوک کے حصول کے لیے ولی کامل اور مرشدِ کامل کی ضرورت کیوں ہے؟ کیا اس کا حصول کتبِ تصوّف اور کتاب وسنّت سے ممکن نہیں؟

5۔(ا) تلاوتِ قرآن اور دیگر عبادات ذکر ہیں پھر دیگر اذکار کی کیا ضرورت ہے؟

(ب) کیا ذکرِ لسانی کافی نہیں کہ ذکرِ خفی قلبی بھی کیا جائے؟

روحانیت کے متعلق پانچ بنیادی سوال

اساس السلوک

مرتّبہ: مولانا محمود خالد

شعبہ نشر واشاعت

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ

دارالعرفان، منارہ، ضلع چکوال، پاکستان

Phone: +92 543 562200

Email: darulirfan@gmail.com

Web Site: www.oursheikh.org

http://www.facebook.com/oursheikh.official

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: اساس السلوک

مرتبہ: مولانا محمود خالد

اشاعت اوّل: مارچ - 2017ء

قیمت: 150 روپے

ڈیزائننگ: آنکھ گرافکس

مطبع: آغا ندیم پرنٹنگ پریس لاہور

ناشر

صاحبزادہ عبدالقدیر اعوان

ناظم اعلیٰ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

دارالعرفان منارہ ضلع چکوال پاکستان

انتساب

مفسّرِ قرآن و مفکّرِ اسلام، صدیقِ دوراں

الشیخ حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان دامت برکاتہم وفیوضہم

کے نام

جن کی مشفقانہ تربیت کے سبب اس تحریر کے لائق ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت حضرت مولانا مفتی صاحب .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تصوف سے متعلق ذیل چند اُمور میں رہنمائی مطلوب ہے:

(۱) .... تصوف وسلوک کی حقیقت اور شرعی حیثیت کیا ہے؟

(۲) .... تصوف وسلوک دین کا جزء ہے یا نہیں؟

(۳) .... قرونِ ثلاثہ میں تصوف وسلوک کا ثبوت ملتا ہے یا نہیں؟

(۴) .... تزکیۂ باطن اور تصوف وسلوک میں شیخِ کامل کی صحبت اور رہنمائی کس حد تک ضروری ہے؟ کیا کتاب وسنت اور کتبِ تصوف کے مطالعے سے رہنمائی لی جاسکتی ہے؟

(۵) .... کیفیتِ ذکر کے رسوخ، دوامِ ذکر کے حصول، احسانی کیفیت پیدا کرنے اور ربّ العٰلمین کا دھیان حاصل کرنے، تعلق مع اللہ قربِ الٰہی کے لئے ذکر وفکر اور اشغالِ صوفیاء (حضراتِ صوفیاءِ کرام کے اختیار کردہ مختلف طریقہ ہائے ذکر اور مراقبات وغیرہ) کو حضرات مشائخ کی نگرانی میں اختیار کرنے کی شرعی حیثیت بیان فرمادیں بالخصوص جبکہ ان اشغال کو بذاتہ مقصود نہ سمجھا جائے بلکہ مقصود کے حصول کا ذریعہ اور غفلت ورذائل کے زوال اور فضائل کے حصول میں معین تصور کیا جائے یا بالفاظ دیگر اصلاحِ باطن کے لئے بطور طریقہ علاج اختیار کیا جائے۔

(۶) .... کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں الگ سے ان اذکار واشغال کو کیوں اختیار کیا جاتا ہے؟ کیا مسنون اعمال پر عمل کرلینا ہی کافی نہیں؟ حالانکہ تمام سلاسلِ تصوف اور اکابرین کے حالات میں ملتا ہے کہ سب نے کسی نہ کسی حد تک ان اذکار واشغال کو بھی اختیار فرمایا، اس کی وضاحت فرمادیں؟

آخر میں ایک گزارش یہ بھی ہے کہ ممکن ہو تو جواب پر شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کے تصدیقی دستخط کروادیں، نوازش ہوگی۔ والسلام!

محمود خالد

فاضل دار العلوم کبیر والہ

دار الافتاء

فتویٰ نمبر ۵۹/۱۷۷۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(1)......... تصوف وسلوک کی حقیقت جاننے کے لئے سمجھنا چاہئے کہ پورے دین کا مقصود نجات کاملہ اور قرب خداوندی ہے، یعنی آخرت میں بلا حساب وکتاب جنت میں داخل ہو جائے۔ اور جنت میں اللہ تعالیٰ شانہٗ کا زیادہ سے زیادہ قرب و دیدار نصیب ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ پورے دین پر عمل کیا جائے اور کامل دیندار بنا جائے، شریعت کے تمام احکام کو تسلیم کیا جائے اور ان پر دل وجان سے عمل کیا جائے، چاہے شریعت کے وہ احکام انسان کے ظاہر سے متعلق ہوں یا انسان کے باطن سے ہوں، دونوں قسم کے احکامات پر عمل کرنا ضروری ہے اس کے بغیر نجات کاملہ اور قرب خداوندی کی امید رکھنا بے کار ہے۔

دین کے وہ احکام جن کا تعلق انسان کے ظاہر سے ہے خواہ وہ اوامر ہوں (یعنی جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے) جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، جہاد وغیرہ، یا نواہی ہوں (یعنی جن سے بچنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے) جیسے زنا، چوری، ڈاکہ، شراب نوشی، حرام خوری وغیرہ، ان احکام سے علم فقہ میں بحث کی جاتی ہے۔ اور یہ احکام کتاب اللہ، سنتِ رسول اللہ، اجماع اور قیاس سے ثابت ہیں۔

اور شریعت کے وہ احکام جن کا تعلق انسان کے باطن سے ہے چاہے وہ اوامر ہوں (جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے) جیسے صبر، شکر، تقویٰ، تواضع، اخلاص، رضا بالقضاء وغیرہ، یا نواہی ہوں (جن سے بچنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے) جیسے تکبر، عجب، ریا، حسد، بغض، کینہ، غضب وغیرہ۔ ان احکام سے علم تصوف میں بحث کی جاتی ہے، یہ احکام بھی احکام ظاہرہ کی طرح کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع اور قیاس سے ثابت ہیں۔

گویا تصوف کا موضوع اور اصل مقصود یہ ہے کہ مسلمان باطن کے اچھے اخلاق (اخلاقِ حمیدہ) مثلاً صبر، شکر، تقویٰ، اخلاص، رضا وغیرہ اپنے اندر پیدا کرے جنہیں پیدا کرنے اور جاری رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور باطن کے برے اخلاق (اخلاقِ رذیلہ) مثلاً تکبر، غضب، حرص، حسد، ریا وغیرہ کو اپنے اندر سے دور کرے اور ہرگز ان کے مقتضاء پر عمل نہ کرے۔ آسانی کے لئے یہ بھی کہا جاسکتا ہے تصوف کا موضوع اور اصل مقصود "تزکیۂ نفس" ہے یعنی اپنے باطن کو پاک صاف کرنا۔ یہ وہی تزکیۂ نفس ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کامیابی کی کنجی قرار دیا۔ اور فرمایا:

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا (الشمس:10،9)

ترجمہ: یقیناً کامیاب ہے وہ شخص جس نے اس نفس کو پاک کرلیا، اور وہ ناکام ہے جس نے اسے گناہوں میں دبادیا۔

(جاری ہے)

دارالافتاء

اور یہ وہی تزکیۂ نفس ہے جسے قرآن کریم نے نبی آخرالزمان محمد مصطفی ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں سے قرار دیا ہے۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (آل عمران: 164)

ترجمہ: حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جبکہ ان میں ان ہی کی جنس میں سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان لوگوں کا تزکیہ کرتے رہتے ہیں اور ان کو کتاب وحکمت کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں اور یقیناً یہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

اس آیت (سورۂ بقرہ، آیت: 129 اور سورۂ جمعہ، آیت: 2) سے واضح ہے کہ تلاوتِ قرآن اور تعلیم کتاب وحکمت کے ساتھ "تزکیۂ نفس" بھی رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں سے تھا۔ بس یہی "تزکیۂ نفس" تصوف وسلوک کا حاصل اور اس کا مقصود ہے۔

﴿2﴾......... جی ہاں! تصوف وسلوک اس معنی میں بلاشبہ دین کا جزء ہے کہ اس کا مقصود "تزکیۂ نفس" ہے جس کو قرآن حکیم نے آنحضرت ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں سے شمار کیا ہے۔

﴿3﴾......... جی ہاں ملتا ہے۔ کیونکہ مربیٔ اعظم رسول اکرم ﷺ حضراتِ صحابہ کرامؓ کے لئے مزکی یعنی تزکیہ کرنے والے اور ان کے شیخ تھے، آپ ﷺ نے حضراتِ صحابہ کرامؓ کا تزکیۂ نفس فرمایا۔ اور حضراتِ صحابہ کرامؓ اپنے بعد آنے والے تابعین کے لئے اور تابعین اپنے بعد تبع تابعین کے لئے مزکی اور شیخ کا درجہ رکھتے تھے، اسی طرح یہ سلسلہ نسلاً بعد نسلٍ چلا آرہا ہے۔

﴿4﴾......... جیسا کہ ماقبل میں ذکر کیا گیا ہے کہ قرآن کریم میں نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں تلاوتِ آیات اور تعلیم کتاب وحکمت کے ساتھ تزکیۂ نفس کو بھی ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی قرآن کریم کے نازل کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بھیجا اور امت کا تزکیۂ نفس ان کے سپرد کیا تو اس سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ علم اور کتاب تزکیہ کے لئے کافی نہیں بلکہ تزکیہ کے لئے کسی مزکی کا وجود ضروری ہے جس کی راہنمائی اور تربیت کے ذریعہ یہ دولت حاصل کی جاسکے۔ "شریعت وتصوف" مؤلفہ مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب رحمہ اللہ "ضرورت شیخ" کے بیان میں مذکور ہے کہ:

(جاری ہے)

"عادت اللہ یوں ہی جاری ہے کہ کوئی کمال بدوں استاد کے حاصل نہیں ہوتا تو جب اس راہ طریقت میں آنے کی توفیق ہو تو استاد طریق کو ضرور تلاش کرنا چاہئے جس کے فیض تعلیم و برکت صحبت سے مقصود حقیقی تک پہنچے۔

گر ہوائے ایں سفر داری دلا — دامن رہبر بگیر و پس بیا
بے رفیقے ہر کہ شد در راہ عشق — عمر بگذشت و نشد آگاہ عشق

"یعنی اے دل اگر اس سفر کی خواہش ہے تو رہبر کا دامن پکڑ کر چلو۔ اس لئے کہ جو بھی عشق کی راہ میں بغیر رفیق کے چلا، اس کی عمر گزر گئی اور وہ عشق سے آگاہ نہ ہوا۔"

چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

بھلا نری کتابوں سے بھی کوئی کامل ہوا ہے۔ موٹی بات ہے کہ بڑھئی کے پاس بیٹھے بغیر کوئی بڑھئی نہیں بن سکتا، حتیٰ کہ بسولہ بھی بطور خود ہاتھ میں لے کر اٹھائے گا تو وہ بھی قاعدہ سے نہ اٹھایا جاسکے گا۔ بلا درزی کے پاس بیٹھے سوئی پکڑنے کا انداز بھی نہیں آتا۔ بلا خوشنویس کے پاس بیٹھے اور بلا قلم کی گرفت اور کشش دیکھے ہرگز کوئی خوشنویس نہیں ہوسکتا۔ غرض بدوں کسی کامل کی صحبت کے کوئی کامل نہیں بن سکتا۔ اس کو کہا ہے:

صحبتِ صالح ترا صالح کند — صحبتِ طالع ترا طالع کند
ہر کہ خواہد ہم نشینی باخدا — گو نشیند در حضورِ اولیاء
یک زمانہ صحبتِ با اولیاء — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

مطلب یہ ہے کہ نیک کی صحبت تم کو نیک بنادے گی اسی طرح بدبخت کی صحبت تم کو بدبخت بنادے گی۔ جو شخص خدا تعالیٰ کی ہم نشینی کا طالب ہو تو اس کو اولیاء کرام کی صحبت میں بیٹھنا چاہئے۔ اللہ والوں کی تھوڑی دیر کی صحبت سو سالہ بے ریاء طاعت سے بہتر ہے۔"

خلاصہ یہ کہ قرآن کریم سے یہ ثابت ہے کہ تزکیہ کے لئے مزکی کا وجود ضروری ہے۔ اس کے ساتھ عقلاً بھی شیخ کا ہونا تزکیہ کے حصول کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن وسنت کے احکام کی روشنی میں تزکیہ نفس دو طریقوں سے حاصل ہوتا ہے، ایک مجاہدہ یعنی خواہشات نفسانی کی مخالفت، اور دوسرے تقرب بالنوافل یعنی اذکار ونوافل اور دیگر اعمالِ خیر کے ذریعہ تقرب الی اللہ۔ ان دونوں طریقوں کے اپنانے میں شیخ کا وجود ضروری ہے۔ اس کی کچھ تفصیل درج ذیل ہے۔

(جاری ہے)

مجاہدہ:

مجاہدہ میں خواہشات نفسانی کی مخالفت کی جاتی ہے۔مگر ہر انسان کی خواہشات دوسرے انسان سے مختلف ہوتی ہیں نیز ایک ہی انسان کی خواہشات نفسانی بھی اس کے اپنے مخصوص حالات اور اس پر نفس وشیطان کے اثرات کے مختلف ہونے کے اعتبار سے مختلف ہوتی رہتی ہیں۔ نیز خواہشات اور ان کی مخالفت میں حق و باطل بھی عام انسان پر خلط ملط ہوجاتا ہے، کیونکہ بعض خواہشات شریعت کے مطابق ہوتی ہیں اور بعض شریعت کے خلاف۔اسی طرح خواہشات کی مخالفت کے لئے اختیار کیے جانے والے بعض مجاہدات شریعت کے مطابق ہوتے ہیں اور بعض شریعت کے خلاف۔ان خواہشات میں حق و باطل کی پہچان کرنا اور پھر ہر انسان کے لئے اس کے مخصوص حالات کے مطابق آسان اور سہل جائز علاج تجویز کرنا ایسے حاذق شیخ ہی کا کام ہے جو ان وادیوں سے گزرا ہوا ہو اور جسے معالجہ کا تجربہ علی وجہ البصیرت حاصل ہو۔اس مجاہدہ کو صوفیاء کی اصطلاح میں "تخلیہ" بھی کہا جاتا ہے۔

تقرب بالنوافل:

اسی طرح ہر انسان کے مخصوص حالات کے پیش نظر تقرب الی اللہ کا آسان اور سہل راستہ بھی شیخ حاذق ہی تجویز کرسکتا ہے۔کیونکہ قرآن کریم میں بے شمار اعمال خیر کا ذکر ہے۔ایک مسلمان بیک وقت ان سب اعمال خیر کو اختیار نہیں کرسکتا۔مثلاً نفل نمازیں، نفل روزے، نفلی حج وعمرہ، صدقہ، تلاوت قرآن، امارت، قضاء وافتاء، درس وتصنیف، تعلیم وتبلیغ، جہاد، خدمتِ خلق، عیادت، تعزیت، جنازہ کی مشایعت، امامت، اذان، حلال تجارت، زراعت، شہادت، نکاح، تربیت اولاد، خدمتِ والدین، صلہ رحمی، حق جوار، میزبانی، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں تدبر وتفکر، ذکر اللہ کی مختلف صورتیں وغیرہ وغیرہ، یہ سب اعمال خیر ہیں، ان سب کے فضائل قرآن وسنت میں وارد ہیں مگر ایک مسلمان کے لئے بیک وقت ان سب اعمال خیر کو اختیار کرنا ممکن نہیں ہے، اس میں ترجیح دینے کی ضرورت پیش آتی ہے جو ہر انسان کے حالات کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے۔یہ ترجیح ایک شیخ حاذق ہی دے سکتا ہے۔کیونکہ انسان کے لئے اپنے بارے میں خود کوئی حتمی فیصلہ کرنا ممکن نہیں ہوتا، اور اگر خود فیصلہ کر بھی لے تو اس میں غلطی، خواہشات نفسانی کی تلبیس، افراط وتفریط اور تساہل وتشدد کا قوی امکان موجود ہے بلکہ مشاہد ہے۔اس لیے ایسے شیخ حاذق کی ضرورت ہے جو اس طالب کے حالات، اس کے جسمانی ومعاشی مصالح اور سب سے بڑھ کر اس کی

(جاری ہے)

روحانی مصلحت کے پیش نظر اسے اپنے اپنے مواقع پر نوافل علی وجہ الکفایت تلقین کرے جنہیں اختیار کرکے طالب روز بروز راہ خدا میں ترقی کرتا چلا جائے۔ اس تقرب بالنوافل کو صوفیاء کی اصطلاح میں "تحلیہ" کہا جاتا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ تصوف وسلوک نام ہے تزکیہ نفس کا۔ اور تزکیہ نفس کے لئے مزکی اور شیخ کا ضروری ہونا قرآن و سنت سے بھی ثابت ہے اور عقلاً بھی۔

(5)......... اصل حکم ذکر اللہ ہے۔ قرآن کریم میں خوب کثرت سے ذکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کو خوب کثرت سے یاد کرو اور صبح وشام اس کی تقدیس کرتے رہو۔

(الاحزاب: 41،42)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَكْثِرُوا ذِكْرَ اللَّهِ حَتَّى يَقُولُوا مَجْنُونٌ

یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر اتنا کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہیں۔ (مسند احمد، مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ)

مذکورہ بالا آیت اور حدیث سے نیز ان جیسی دیگر بہت سی آیات واحادیث سے یہ واضح ہے کہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے ذکر کا حکم دیا گیا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے۔ اس لئے ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا جائز ہے، کھڑے ہوکر ہو، بیٹھ کر ہو، پہلو پر ہو، لیٹ کر ہو، سر جھکا کر ہو، یا سر اٹھا کر، سر ہلا کر ہو یا ہلائے بغیر، ذکر جلی ہو یا ذکر خفی ہو، کلمہ طیبہ کا ذکر ہو یا تیسرے کلمہ کا، تسبیح ہو یا تحمید، درود شریف ہو یا استغفار، اور یہ سب سراً ہوں یا جہراً، انفراداً ہوں یا اجتماعاً، سب جائز ہیں۔ ذکر کی کوئی صورت ممنوع نہیں الا یہ کہ کوئی ایسی صورت ہو جس میں ذکر اللہ کی بے ادبی اور اہانت ہو۔

مشائخ اپنے تجربہ کی بناء پر طالب کے لئے کسی خاص وقت میں ذکر اللہ کے کسی خاص طریقہ کی تلقین کردیتے ہیں جس سے عادۃً وتجربۃً اسے نفع ہوتا ہے۔ یہ مخصوص طریقہ اختیار کرنا نہ ممنوع ہے اور نہ خلاف سنت۔ البتہ اسے سنت کہنا بھی درست نہیں کیونکہ یہ مخصوص طریقہ خاص وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔

خلاصہ یہ کہ ذکر اللہ باعث ثواب ہے اور اس کے جتنے طریقے صوفیاء کے ہاں مروج ہیں وہ اپنی ذات کے اعتبار سے جائز ہیں۔ انہیں سنت سمجھنا بھی غلط ہے اور مطلقاً بدعت کہنا بھی غلط ہے۔ ہاں! اگر کوئی شخص ذکر اللہ کے کسی خاص طریقہ کو سنت سمجھے گا یعنی اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول سمجھے گا یا اس میں زیادہ ثواب کا قائل ہوگا اس خاص طریقہ پر عمل نہ کرنے والوں کو محروم سمجھے گا اور انہیں ملامت کرے گا تو یہ طریقہ خاص اس شخص کے حق میں بدعت بن جائے گا۔

(جاری ہے)

﴿6﴾......... ماقبل میں گزر چکا ہے کہ اصل مقصود ذکراللہ کی کثرت اور اپنے آپ کو اس کا عادی بنانا ہے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو اذکار حضور اقدس ﷺ سے ثابت ہیں ان میں جو نور و برکت ہے اور ان میں جو نفع ہے وہ دوسرے اذکار و اوراد میں نہیں ہے۔ اس لئے کہ تجربات سے یہ بات ثابت ہے کہ ذکر ماثور وافق بالطبائع ہے یعنی ذکر نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے، یا آپ کا کوئی ذکر کرنا یا دوسروں کو بتلانا ثابت ہے وہ ذکر جتنا مفید ہوتا ہے اور طبیعت کے جتنا مواقف ہوتا ہے دوسرا کوئی ذکر نہیں ہوتا، اس لئے ایسا ذکر مفید بھی زیادہ ہے۔ تاہم چونکہ انسانی طبیعت یہ ہے کہ ہر نئے کام کے کرنے میں ابتداء مشقت ہوتی ہے اور دل اس سے الجھتا ہے، نیز لوگوں کی طباع بھی مختلف ہوتی ہیں تو ان باتوں کا خیال کرتے ہوئے اور طالب کے لئے ذکر کو سہل کرنے اور اس کو ذکر کا عادی بنانے کے لئے حضرات صوفیاء کرام نے اوراد و وظائف کے مختلف طریقے بھی ذکر فرمائے ہیں اور اپنے مریدوں کو تلقین کیے ہیں۔ وہ ان اذکار اور وظائف کی طرف توجہ کرتے ہیں اور شوق سے انجام دیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ ذکر معمول میں شامل ہوجاتا ہے اور رفتہ رفتہ وہ اس کے ایسے عادی ہوجاتے ہیں کہ ذکر کے بغیر چین نہیں آتا۔

خلاصہ یہ کہ حضرات صوفیاء کرام نے ذکر کے جو خاص طریقے بیان فرمائے ہیں وہ بطور علاج ذکر فرمائے ہیں تاکہ مبتدی کا دل ذکراللہ میں لگ جائے، اسے یکسوئی حاصل ہوجائے اور ذکر کا عادی بن جائے۔ یہ طریقے بذات خود نہ مقصود ہیں، نہ مسنون ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی خاص طریقہ کو مسنون سمجھے گا تو اس شخص کے حق میں یہ طریقہ بدعت بن جائے گا، بلکہ ان طریقوں کے جائز ہونے کی شرط ہی یہ ہے کہ ان کے بارے میں یہ تصور رکھا جائے کہ یہ مبتدی کے لئے بطور علاج تجویز کیے جاتے ہیں تاکہ اس کا دل ذکر میں لگ جائے اور خیالات میں یکسوئی پیدا ہو کر انابت الی اللہ، توکل علی اللہ اور اخلاص لوجہ اللہ کی صفات اس میں پیدا ہوجائیں۔

مگر نفس وشیطان کی وجہ سے آدمی اپنی حد پر نہیں رہتا۔ ایسا ہی اس معاملے میں بھی ہوا کہ ذکر کے مختلف طریقے تو صوفیاء کرام نے بغرض علاج بتائے تھے لیکن بعض طالبانِ سلوک اس میں غلو کرنے لگتے ہیں اور ان طریقوں کو ہی بذات خود مقصود سمجھنے لگتے ہیں اور دوسروں کو یہ باور کراتے ہیں کہ آپ جس طریقہ سے ذکر کرتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے، یا افضل نہیں ہے۔ صحیح اور افضل طریقہ وہ ہے جو ہم کرتے ہیں۔ اور بعض تو اس حد تک غلو کرتے ہیں کہ جو ان کے طریقہ کو نہ اپنائے بلکہ ذکراللہ کے دوسرے طریقے اختیار کرے اسے محروم سمجھتے ہیں اُسے بنظرِ حقارت یا بنظرِ افسوس دیکھتے ہیں۔ اس طرح سے جو چیز مقصود نہیں تھی وہ مقصود قرار پاتی ہے اور ان کا طرزِ عمل حدودِ شرعی سے متجاوز ہوجاتا ہے۔

(جاری ہے)

صحیح بات یہ کہ اصل مقصود وصول الی اللہ اور تقرب الی اللہ ہے جس کے راستے مختلف ہیں، اور تمام راستے درست اور جائز ہیں جب تک کہ کسی میں کوئی واضح خرابی اور خلاف شرع امر نہ پایا جائے۔

نوٹ مذکورہ بالا جواب درج ذیل کتابوں سے استفادہ کر کے لکھا گیا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے ان کا مطالعہ مفید رہے گا۔

1۔ التکشف عن مہمات التصوف — حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
2۔ شریعت و تصوف — مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ صاحبؒ
3۔ اصلاحی مجالس — شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ
4۔ تصوف کی حقیقت اور اس کا طریق کار — حضرت مولانا محمود اشرف عثمانی صاحب مجدہ

واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح	الجواب صحیح	
[signature]	احقر محمد اشرف غفر اللہ لہٗ	[signature]
		بندہ محمود الحسن عفی عنہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی	دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی	دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۲۸/ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ	۲۹/ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ	۲۸/ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ
		4 فروری 2016ء

مفتی

مفتی

دار الافتاء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خطبہ کتاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ ذِکْرَہٗ حَیَاۃً لِلدُّنْیَا وَ لِعِبَادَتِہٖ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مَنْ کَانَ ذِکْرًا رَّسُوْلًا وَ عَلٰی اٰهْلِهِ الطَّیِّبِیْنَ وَ الطَّاهِرِیْنَ وَصَحْبِہٖ وَ التَّابِعِیْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَ بَعْدُ...

حرمین شریفین کی حاضری، سالانہ اجتماع 2014ء سے قبل نصیب ہوئی تو مختلف دعاؤں میں سے ایک دعا تھی۔ "بارالٰہا! مجھ ناکارہ سے کوئی ایسی خدمت لے جس سے تیرا نام گھر گھر اور پوری دنیا میں عام ہو جائے۔"

الحمدللہ! واپس لوٹا، گو اسباب ظاہری وہم وگمان میں نہ تھے لیکن دعا بارگاہِ ربّ العزت کے حضور تھی جہاں سے ہاتھ خالی نہیں لوٹتے۔ وہ ذات قادرِ مطلق بھی ہے اور مسبب الاسباب بھی۔

محترم ناظم اعلیٰ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ، جناب صاحبزادہ عبدالقدیر اعوان صاحب طالت حیاتہٗ غیر ملکی دورہ سے واپس تشریف لائے تو حاضرِ خدمت ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ مجھے مخاطب ہو کر بڑے دُکھ سے فرمانے لگے: "بہت افسوس ہوتا ہے جب بعض علمائے کرام ہی تصوف اور ذکرِ قلبی سے انکار کرتے ہیں، یا جو زم گوشہ رکھتے ہیں وہ بھی ذکرِ لسانی ہی کو کافی سمجھتے ہیں۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ایک کتابچہ مرتب کیا جائے، جس میں تصوف اور ذکرِ قلبی سے متعلق لکھا جائے۔ چند سوالات کی نشاندہی فرمائی اور تاکید کی کہ مصنفین درسِ نظامی کے حوالے ملیں تو بہتر ورنہ ایسے اکابر علماء کرام کی تحریریں جن کی حیثیت مسلّمہ ہو، تحریر مستند اور حوالے درست ہوں۔ کتاب نہیں لکھنی، کتابچہ ہو۔ یہیں دار العرفان منارہ کر دورانِ اجتماع مکمل کریں۔"

اپنے کمرہ تک آتے ہوئے سوچ رہا تھا، سلسلہ عالیہ میں علماء کرام کے علاوہ مفتیانِ عظام بھی ہیں، پروفیسرز اور سکالرز بھی، کس قدر سعادت ہے کہ یہ کام میرے ذمہ لگا۔

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

معاً یاد آیا، اللہ ربّ العزّت نے دُعا قبول فرمالی ہے اور سبب بھی خود ہی بنا دیا ہے۔ الحمدللہ!

ایسے اہم کام کے لیے وقت، کتب، یکسوئی، مطالعہ اور اعلیٰ انتخاب چاہیے۔ بیٹے مولوی محمد احمد سلمہٗ اللہ کو بذریعہ فون اطلاع کی۔ اس نے گھر پر موجود کتب سے جو مناسب اور ضروری سمجھیں، بھجوا دیں۔ مگر کئی کتب ''التَّشَرُّف اور عُمدَۃُ السُّلُوْک'' وغیرہ گھر پر ہی رہ گئیں۔ خیر! جو دستیاب ہوئیں، انہی کو غنیمت سمجھا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام سے کام شروع کیا۔ نمازِ فجر سے نمازِ مغرب تک اوسطاً دس گھنٹے مطالعہ کرتا اور عبارات کا انتخاب کرتا تو دو تین گھنٹے لکھنے میں لگ جاتے۔ ممکن ہے لکھاری دو تین دن میں لکھ لے۔

میری عادت کے مطابق اس کام پر کئی مہینے لگتے۔ یہ مرشدی ومولائی حضرت الشیخ المکرم مولانا محمد اکرم اعوان صاحب دامت برکاتہم وفیوضہم کی صحبت کا اثر اور ان کی واضح کرامت تھی، مہینوں کا کام دو عشروں میں مکمل ہوا۔

محترم ناظم اعلیٰ صاحب طالت حیاتہ اپنی مصروفیات کے باوصف جس قدر لکھا ہوتا مطالعہ فرمالیتے، جہاں ضروری سمجھتے، ہدایات سے نوازتے۔

حضرت شیخ المکرم مدفیوضہم کی خدمت میں مسودہ پیش کیا۔ دوسرے روز حضرت امیر المکرم مدظلہم ڈیرے پر رونق افروز ہوئے۔ مجھے بلا کر مسودہ واپس دیتے ہوئے، فرمایا:

''عبدالقدیر (صاحب) نے کل (سہ پہر) دیا تھا، رات مکمل پڑھ کر سویا۔''

اظہارِ پسندیدگی فرمایا۔ (افسوس! اصل الفاظ بھول گیا)۔

مزید فرمایا: ''نام میں نے تجویز کر دیا ہے۔ کہیں کوئی معمولی غلطی تھی تو وہ بھی درست کر دی ہے۔ ہر جواب سے پہلے سوال ضرور لکھیں۔''

حیران ہوا اور خوش بھی۔ حضرت الشیخ المکرم زید مجدہم تو عام دنوں میں بھی زیادہ وقت تلاوت میں گزارتے ہیں۔ کس قدر شفقت کہ رمضان المبارک کی مقدس ساعات میں پورا کتابچہ پڑھ کر سوئے۔ گھر آیا تو چند ضروری حوالے منتخب کیے۔ بہت سا مواد بخوفِ طوالت نظر انداز کیا۔

یہ کتابچہ پانچ سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے۔

بنیادی باتیں دو ہیں: تصوف اور ذکرِ خفی قلبی۔

تزکیہ، تقویٰ، احسان، حسنِ اخلاق، سلوک، طریقت، تصوف ایک ہی چیز کے مختلف نام ہیں۔

لفظ تصوف پر ہمیں اصرار نہیں چونکہ عام استعمال میں ہے، اسی لیے اسے اختیار کیا ہے۔

حدیث جبرئیل سے ظاہر ہے کہ دین، اسلام، ایمان اور اخلاص سے مرکب ہے۔

✿ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''دین کی بنیاد اور اس کی تکمیل کا انحصار فقہ، کلام اور تصوف پر ہے۔''❶

✿ حضرت علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جبرئیل آئے کہ تمہیں دین سکھائیں یعنی تا کہ تم جان لو کہ عقائد دینیہ کیا ہیں؟ اعمالِ ظاہری اور اعمالِ قلبی کون کون سے ہیں؟''❷

✿ مولانا محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں:

''حدیث جبرئیل تین علوم پر دلالت کرتی ہے:

اوّل عقائد، یہ علمِ کلام ہے۔ دوسرا حلال وحرام اور احکام کی معرفت، یہ فقہ ہے۔ تیسرا مکاشفات اور مراقبات کا علم، یہ تصوف ہے۔''

مزید لکھتے ہیں: (حضرت) قاضی عیاض (رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا ہے کہ حدیثِ جبرئیل تمام وظائف، عباداتِ ظاہری، باطنی اعمال جوارح اور دل کے اخلاص سب پر مشتمل ہے۔''

نیز لکھتے ہیں: حضرت شیخ الہند (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ

''اس ترجمہ سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اصول وفروع، اعمال، ایمان، اسلام، احسان، اخلاص، اخلاق سب دین کے اجزاء ہیں۔''❸

✿ حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ شرح عقیدۃ السفارینی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''اس حدیث (حدیثِ جبرئیل) کا حاصل یہ ہے کہ دین اور اہلِ دین کے تین طبقے ہیں؛

❶ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، ص: 41 ❷ عمدۃ القاری، ج: 1، ص: 339 ❸ تحفۃ القاری، ج: 1، ص: 121

پہلا طبقہ لفظ اسلام سے، دوسرا ایمان سے اور تیسرا احسان سے ظاہر ہے۔"❶

✿ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ ایک مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دین وتر ہے، تین رکعات۔ پہلی رکعت ایمان ہے، دوسری رکعت اسلام اور تیسری رکعت احسان ہے۔" یعنی جس طرح نمازِ مغرب اور نمازِ وتر تین تین رکعت ہے۔ ایک رکعت کے چھوڑ دینے سے نماز مکمل نہ ہوگی۔ اسی طرح احسان چھوڑ دینے سے دین مکمل نہ ہوگا۔"❷

کنز العمال میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ذکر کی ضرورت واہمیت کے بارے قول ہے کہ

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ:

مَجَالِسُ الذِّكْرِ مَحْيَاةٌ لِّلْعِلْمِ وَتُحْدِثُ لِلْقُلُوْبِ خُشُوْعًا ❸

"ذکر کی مجلسیں علم کے زندہ ہونے کا ذریعہ ہیں اور یہ مجلسیں دلوں میں خشوع پیدا کرتی ہیں۔"

اللہ کرے! یہ حقیقت واہمیت ہمارے دلوں پر اثر انداز ہو۔

احسان فراموشی ہوگی اگر اس موقع پر شیخنا المکرم حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان مدظلہم کا شکریہ ادا نہ کروں، جن کی تربیت وفیض توجہ سے مجھے توفیق دُعا اور اس کی قبولیت کا شرف نصیب ہوا۔ حضرت المکرم خود پوری دنیا میں ذکرِ قلبی کی نعمت کو عام کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ اس کا معمولی پرتو میری یہ سوچ وفکر ہے۔ حضرت شیخ المکرم دامت فضلہم پورے عالم میں غلبۂ اسلام کے لیے بھی کوشاں ہیں۔ وہ ہر ایک کو ذکرِ قلبی کی دولت سے نواز کر مجسم ذکر بنانے میں مصروف ہیں۔ وہ مغلوب ومایوس مسلمانوں کو دنیوی قائدین اور سیاسی لیڈروں کی طرح سراب نہیں دکھاتے، مایوسی سے نکال کر حقائق کی دنیا سے روشناس کراتے ہیں، غفلت وناامیدی سے نکال کر عظمتِ رفتہ پانے اور اسلاف کی سچی تصویر بننے کا درس دیتے ہیں۔

"بحمد اللہ! جب ذکرِ الٰہی سے قلب اور دیگر لطائف منور ہوتے ہیں تو بندہ ایمان

---

❶ دلائل السلوک، ص:23 ❷ تحفۃ القاری، ج:1، ص:121

❸ کنز العمال، کتاب الاذکار من قسم الافعال، حدیث نمبر:1045، ج:2، ص:156

ویقین کی دولت سے سرشار ہوتا ہے اور اعمالِ صالحہ کا عملی پیکر بن جاتا ہے۔اسے دیکھ کر یقین ہوتا ہے کہ یہ ہے سچا اور کھرا مسلمان۔"

شیخ المکرم ادام اللہ فیوضہم فرماتے ہیں:

"اس پانچ چھ فٹ کے ملک (اپنے وجود) پر اسلام نافذ کرلو، اپنے گھروں میں اسلام نافذ کرلو، ان شاء اللہ رفتہ رفتہ ملک میں بھی اسلام نافذ ہو جائے گا۔اپنے قلوب میں انقلاب لاؤ، وطنِ عزیز ہی نہیں پوری دُنیا پر اسلام غالب ہو جائے گا۔اپنے دلوں میں اللہ کی یاد بسالو، نبی رحمت ﷺ کی اطاعت و اتباع کرلو، فلاحِ دارین تمہارے قدم چومے گی۔"

اللہ سبحانہ تعالیٰ ان کا سایہ عاطفت تادیر سلامت رکھے، پورے عالم کو ان سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے اور جس انقلاب کی نوید سناتے ہیں اس کی بہار خود بھی دیکھ سکیں۔

ناسپاسی ہوگی اگر اس موقع پر محترم ناظم اعلیٰ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ جناب صاحبزادہ عبدالقدیر اعوان صاحب طول عمرہ، وزید عنایتہم کا شکریہ ادا نہ کروں جن کی خواہش اور تڑپ میری دُعا کی قبولیت کی عملی شکل بن گئی۔ کتابچہ کی تحریر و تکمیل میں ان کی مشاورت، ہدایات پھر ادارہ کی طرف سے ہنگامی بنیادوں پر کثیر اشاعت مزید ممنون بہ احسان کرگئی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں سلامت رکھے اور بیش از بیش دین متین کا کام لے۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ ان سب کو اجرِ عظیم عطا فرمائے جنہوں نے کسی بھی انداز میں اس کتابچہ کی تیاری میں معاونت و رہنمائی فرمائی۔ اللہ ربّ العزت اس کتابچہ کو شرفِ قبولیت بخشے۔ اُمتِ اجابت اور اُمتِ دعوت کے لیے نفع بخش اور ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ سلسلہ عالیہ کی ترویج و ترقی کا سبب اور میری نجات کا ذریعہ ہو۔

آمین۔ثم آمین!

محمود خالد، خادم سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ، بہاولپور

فہرس:

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	خطبہ کتاب	12
2	تصوف کے بارے پانچ بنیادی سوالات	19
3	پہلے سوال کا جواب	20
4	سنت کی تعریف	20
5	بدعت کی تعریف	22
6	اذکار واشغال از روئے قرآن	25
7	احادیث سے اذکار واشغال کی تائید	27
8	اکابر علماء کے افکار ونظریات	28
9	دو وقت ذکر کا ثبوت	31
10	اجتماعی ذکر کا ثبوت	32
11	دوسرے سوال کا جواب	37
12	اذکار واشغال کی ضرورت واہمیت	37
13	تیسرے سوال کا جواب	40
14	تصوف رُوحِ دین ہے	40
15	تصوف فرض عین ہے	45
16	قرون ثلاثہ اور تصوف	50
17	صحابہ کرامؓ کو صوفی کیوں نہ کہا گیا؟	51
18	خیر القرون میں نمایاں اہل طریقت	52
19	چوتھے سوال کا جواب	56
20	مرشد کامل کی ضرورت واہمیت	56

21	ضرورت شیخ اور قرآن کریم	56
22	ضرورت شیخ از روئے احادیث	64
23	اہل اللہ کی صحبت فرض عین ہے	68
24	ضرورت شیخ صوفیاء کرام کی نظر میں	70
25	**پانچویں سوال کا جواب**	74
26	تلاوت وعبادات کے علاوہ ذکر کا ثبوت	74
27	قرآن کریم اور ذکر الٰہی	74
28	نماز اور ذکر الٰہی	75
28	حج اور ذکر الٰہی	76
30	تبلیغ اور ذکر الٰہی	77
31	ذکر قلبی کی ضرورت واہمیت	80
32	فرضیت ذکر قلبی	80
33	افضلیت ذکر خفی قلبی	81
34	قرآن کریم کی روشنی میں	81
35	احادیث کی روشنی میں	86
36	ذکر خفی قلبی کی افضلیت کے بارے صوفیاء عظام کی آراء	96
37	ذکر خفی قلبی بہ طریق پاسِ انفاس	99
38	قرآن وحدیث سے ذکر خفی پاس انفاس کا ثبوت	102
39	ذکر اللہ اللہ، قرآن حکیم سے ثبوت، ذکرُ اللہ ھوٗ ضربیں لگانا	109
40	لطائف اور مراقبات	115
41	حضرت العلام مولانا اللہ یار خاں صاحبؒ	120
42	الشیخ مولانا امیر محمد اکرم اعوان صاحب مدظلہٗ العالی	123
43	صلائے عام	126
44	مصادر ومراجع	127

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تصوّف کے بارے پانچ بنیادی سوالات

سوالات:

1۔(ا) اذکار واشغالِ صوفیاء بدعت ہیں یا سنت؟
(ب) دووقت ذکر اور مجموعی طور پر ذکر کا وجود شریعت سے ثابت ہے یا نہیں؟

2۔کیا نجاتِ اُخروی کے لیے کتاب اللہ اور سنّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہیں؟
یا اذکار واشغال بھی ضروری ہیں؟

3۔کیا علمِ تصوّف وسلوک جزوِ دین ہے؟ اگر جزوِ دین ہے تو قرونِ ثلاثہ اس سے خالی کیوں ہیں؟

4۔علمِ تصوّف وسلوک کے حصول کے لیے ولی کامل اور مرشدِ کامل کی ضرورت کیوں ہے؟
کیا اس کا حصول کتبِ تصوّف اور کتاب وسنّت سے ممکن نہیں؟

5۔(ا) تلاوتِ قرآن اور دیگر عبادات ذکر ہیں پھر دیگر اذکار کی کیا ضرورت ہے؟
(ب) کیا ذکرِ لسانی کافی نہیں کہ ذکرِ خفی قلبی بھی کیا جائے؟

سوال نمبر 1:

ا۔اذکار واشغال صوفیاء بدعت ہیں یا سنّت؟

ب۔دو وقت ذکر کا وجود شریعت سے ثابت ہے یا نہیں؟

جواب:

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اذکار واشغال صوفیاء (ضربیں اور کیفیتیں وغیرہ) بدعت ہیں۔

اس سلسلہ میں چند باتیں سمجھنا ضروری ہیں:

جو عمل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے دور میں دین سمجھ کر کیا جاتا تھا، وہ سنّت ہے۔اور جو عمل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے دور میں نہیں تھا، وہ بدعت ہے۔

سنّت کی تعریف:

حضرت علامہ حافظ ابن رجب (متوفی 795ھ) تحریر فرماتے ہیں:

وَالسُّنَّةُ هِيَ الطَّرِيْقُ الْمَسْلُوْكُ فَيَشْمَلُ ذٰلِكَ التَّمَسُّكُ بِمَا كَانَ عَلَيْهِ هُوَ وَخُلَفَاؤُهُ الرَّاشِدُوْنَ مِنَ الْاِعْتِقَادَاتِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَقْوَالِ وَهٰذِهِ هِيَ السُّنَّةُ الْكَامِلَةُ ...❶

ترجمہ: ''سُنت اُس راہ کا نام ہے جس پر چلا جائے اور یہ اس راہ کو مضبوطی سے پکڑنا ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء راشدین عمل پیرا تھے۔خواہ وہ اعتقادات ہوں یا اعمال واقوال اور یہ سُنتِ کاملہ ہے۔''

حضرت مولانا سرفراز خاں صفدرؒ لکھتے ہیں:

''یعنی گوفی الجملہ نفسِ سُنت کا اطلاق تو عام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعینؒ وتبع تابعینؒ کے قول وعمل پر بھی ہوتا ہے مگر سنّتِ کاملہ صرف یہی ہے جس کا اوپر ذکر ہوا۔''❷

❶ جامع العلوم والحکم، ص:230 ❷ راہ سنت، ص:29

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، اہل السنت والجماعت کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

نَعَلَی الْمُؤْمِنِ اِتْبَاعُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةُ فَالسُّنَّةُ مَاسَنَّهُ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَالْجَمَاعَةُ مَا اتَّفَقَ عَلَيْهِ اَصْحَابُ رَسُوْلِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ خِلَافَةِ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ... ❶

''مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ اہل السنت والجماعت کی پیروی کرے۔ سنت وہ ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری فرمایا اور جماعت اسے کہتے ہیں جس پر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چاروں خلفاء کرامؓ کے دورِ خلافت میں اتفاق کیا۔''

مولانا سرفراز خانؒ لکھتے ہیں:

''صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کی اکثریت کا کسی کام کو بلانکیر کرنا یا چھوڑنا بھی ایک حجتِ شرعی ہے، اور ہمیں ان کی پیروی کرنا ضروری ہے۔'' ❷

مولانا اس امر کے ثبوت پر متعدد احادیث پیش کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْئُ اَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِيْنَهُ وَيَمِيْنُهُ شَهَادَتَهُ. ❸

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بہترین لوگ وہ ہیں جو میرے زمانہ میں ہیں پھر ان کے بعد والے، پھر ان کے بعد والے... پھر ایسی قومیں آئیں گی جن کی شہادت، قسم سے اور قسم، شہادت اور گواہی سے سبقت کرے گی۔''

یہ حدیث مختلف صحابہ کرامؓ سے مروی ہے۔ مشہور الفاظ خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ کے ہیں۔ اکثر میں خَيْرُ كُمْ قَرْنِيْ، بعض میں خَيْرُ اُمَّتِي الْقَرْنِ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ہے

حضرت امام محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی خیر القرون کی حدیث کی شرح کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں:

---

❶ الغنیۃ لطالبی طریق الحق، ج:1، ص:80 ❸ راہ سنت، ص:40

❷ صحیح البخاری، باب لایشھد علی شھادۃ جور اذا اشھد، حدیث نمبر:2652، ج:3، ص:131

وَالصَّحِيحُ اَنَّ قَرْنَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّحَابَةُ وَالثَّانِي التَّابِعُوْنَ وَالثَّالِثُ تَابِعُوْهُمْ...❶

"صحیح بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرن سے صحابہ کرامؓ کا قرن اور دوسرے قرن سے تابعین کا قرن اور تیسرے قرن سے تبع تابعین کا قرن مراد ہے۔"

بدعت کی تعریف:

وَرَهْبَانِيَّةَ ۨابْتَدَعُوْهَا...❷

''اور لذات سے کنارہ کشی تو انہوں نے خود ایک نئی بات شروع کر لی۔''

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''بدعت کہتے ہیں ایسا کام کرنا جس کی اصل، کتاب وسنت اور قرونِ مشہود لہا بالخیر میں نہ ہو اور اس کو دین اور ثواب کا کام سمجھ کر کیا جائے۔''❸

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''بدعت ان چیزوں کو کہتے ہیں جن کی اصل شریعت سے ثابت نہ ہو یعنی قرآن مجید اور احادیث شریف میں اس کا ثبوت نہ ملے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے زمانہ میں اس کا وجود نہ ہو اور اسے دین کا کام سمجھ کر کیا یا چھوڑا جائے۔''❹

مولانا سرفراز خان صفدرؒ، بریلوی مکتبِ فکر کے مشہور محقق، عالم، مولوی محمد صالح صاحب کی کتاب ''تحفۃ الاحباب'' کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''اصطلاحِ شریعت میں بدعت اس چیز کو کہتے ہیں جو امورِ دینیہ سے سمجھی جائے مگر کسی دلیلِ شرعی سے اس کا ثبوت نہ ملتا ہو، نہ کتاب سے نہ احادیثِ نبویہ سے، نہ اجماعِ مجتہدین سے، نہ قیاسِ شرعی سے۔''❺

❶ شرح اکمال للنواوی، ج:2، ص:309 ❷ الحدید 27:57 ❸ تفسیر عثمانی، ص:704
❹ تعلیم الاسلام، ج:4، ص:22 ❺ راہِ سنت، ص:73

✿ حضرت العلام مولانا اللہ یار خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اذکار، وہ سنت ہے جس کا ثبوت صراحۃً رسول کریم ﷺ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے میں اور خیر القرون میں پایا جاتا ہے۔ اذکار و اشغال جن کی اصل کتاب وسنت میں موجود ہو اور ان کی جزئیات مشائخ نے اس کی اصل سے اخذ کی ہوں وہ سنت میں داخل ہوں گی کیونکہ وسائل وذرائع، حکماً مقاصد میں داخل ہیں۔'' ❶

حضرت مولانا حسین احمد مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''زمانہ کے بدلنے کی وجہ سے احوال بدلتے رہتے ہیں لیکن وہ احوال جو مقصود کو بدلنے والے نہ ہوں ان کو سنت ہی کہا جائے گا۔'' ❷

حضرت العلام مولانا اللہ یار خان ؒ فرماتے ہیں:

صوفیاء کرام کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق ذکر کرنے، ضربیں لگانے اور مراقبات کرنے کا اصل مقصد اپنے رب سے تعلق، توجہ اور نسبت مضبوط بنانا ہے۔ سینکڑوں آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی ﷺ سے اس مقصد کے بارے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات موجود ہیں بلکہ پوری شریعت کا خلاصہ اور اجمال یہ ہے کہ مال اور اولاد سے تعلق حفاظت کا ہو اور اللہ تعالیٰ سے تعلق عبادت اور اطاعت کا ہو۔ جو شخص قرآن مجید اور حدیث شریف میں غور کرے گا، سینکڑوں آیات اور احادیث سے معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا حکم دیا ہے نیز غیر اللہ سے دل کا تعلق نہ ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

مزید فرماتے ہیں کہ یہ بات بھی ہمیشہ یاد رکھنے کی ہے کہ جس عمل یا کیفیت وحالت کے لیے حکم ہو اس عمل یا حال کو حاصل کرنا مقصود بن جاتا ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے جو ذرائع یا وسائل اختیار کیے جائیں گے وہ عبادت شمار ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کا بھی اجر دے گا۔ وہ ذرائع دین میں نیا عمل یعنی بدعت نہ ہوں گے۔ جیسے نماز مقصود ہے اور نماز، وضو پر موقوف ہے لہٰذا وضو کے لیے پانی مہیا کرنا واجب ہوگا کیونکہ وہی تو طہارت کا وسیلہ اور ذریعہ

❶ دلائل السلوک، ص:263 ❷ خطبات مدنی، ص:65

صفائی کے لیے متعین کیے گئے۔ لوگ ان اشغال پر اعتراض کرتے ہیں کہ حدیث میں ان کا ذکر نہیں ہے، ان کا یہ اعتراض غلط ہے۔“ ❶

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ... ❷

”بے شک یہ ذکر (قرآن) ہم نے نازل فرمایا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔“

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی ؒ لکھتے ہیں۔

”قرآن مجید کی حفاظت اور اشاعت، اُمت کا اہم فریضہ ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق یہ نہیں بتلایا کہ تم اس کے لیے فلاں فلاں طریقے اختیار کرنا حتیٰ کہ جب عہد صدیقی میں یمامہ کی جنگ میں چار سو حفاظ قرآن شہید ہوگئے تو سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خیال ہوا کہ سینوں میں محفوظ کرنے کے علاوہ ہمیں قرآن کو سفینوں میں محفوظ کرنے کا بھی انتظام کرنا چاہیے چنانچہ انہوں نے اپنی یہ تجویز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کی۔ انہیں ابتداءً اس کے ماننے میں تامل ہوا اور فرمایا کہ جس کو رسول اللہ ﷺ نے نہ تو خود کیا اور نہ ہمیں اس کا حکم دیا، اس کو ہم کیوں کریں۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دلائل سے بالآخر وہ مطمئن ہوگئے اور حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کی خاص نگرانی میں یہ کام انجام پایا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک اور قدم اٹھایا کہ اپنے خاص اہتمام اور نگرانی میں اس مصحف کی نقلیں کرا کر تمام بلادِ اسلامیہ میں روانہ کیں اور اس وقت سے لے کر اب تک قرآن مجید کی حفاظت واشاعت، تعلیم وتبلیغ اور ترجمہ وتفسیر کے سلسلہ میں خدمتِ قرآن کے کتنے ہی نئے نئے قدم اٹھائے جاچکے ہیں۔

پس یہ خیال کہ جو چیز دین میں اہم ہو اُس کے ذرائع اور وسائل کی تصریح اور تعیین کتاب وسنت میں ہونی چاہیے، بہت ہی سطحی قسم کا مغالطہ ہے اور انبیاء علیہم السلام کے طریق تعلیم اور اصولِ تشریع سے ناواقفی کا نتیجہ ہے۔ ❸

---

❶ خطبات مدنی، ص:32 ؛ تحفۂ تصوف، ج:1، ص:73 ❷ الحجر 9:15 ❸ تصوف کیا ہے، ص:54,53

احادیث سے اذکار واشغال کی تائید:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ... ❶

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔''

علماء کرام وصوفیاء عظام، علم کی مختلف اقسام بیان فرماتے ہیں:

''انہوں نے احوال قلب (اچھے اور برے اخلاق) کے علم کو فرض قرار دیا ہے۔''

یہ مضمون رد المختار، قوت القلوب، احیاء علوم دین، عین العلم، الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ، قطب الارشاد وغیرہ کئی کتب معتبر فقہ، فتاویٰ اور کتب تصوف میں موجود ہے۔

حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری، حضرت مولانا محمد منظور نعمانی ؒ کو اذکار واشغال کے متعلق سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مثلاً دین سیکھنا سکھانا ضروری ہے اور دین میں اس کا نہایت ہی تاکیدی حکم ہے اور آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کے زمانہ میں اس کے لیے صرف صحبت کافی ہو جاتی تھی، تعلیم کے لیے کوئی مستقل انتظام نہیں تھا، نہ مدرسے تھے نہ کتابیں تھیں لیکن بعد میں حالات ایسے ہو گئے کہ صحبت اس مقصد کے لیے کافی نہیں رہی بلکہ کتابوں کی اور پھر مدرسوں کی بھی ضرورت پڑ گئی تو اللہ تعالیٰ کے بندوں نے کتابیں لکھیں اور مدرسے قائم کیے اور اس کے بعد سے دین کی تعلیم وتعلم کا سارا سلسلہ چلا اور اب تک اسی طرح قائم ہے...

پس سلوک کے جن اعمال واشغال پر آپ کو بدعت ہونے کا شبہ ہے، اُن سب کی نوعیت بھی یہی ہے۔ ان میں سے کوئی چیز بھی مقصد سمجھ کر نہیں کی جاتی بلکہ یہ سب نفس کے تزکیہ اور تحلیہ کے لیے کرایا جاتا ہے جو دین میں مقصود اور مامور بہ ہے۔ مثلاً یوں سمجھیے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور ہر وقت اس کا اور اس کی رضا کا دھیان، فکر رہنا اور اس کی طرف سے کسی وقت بھی غافل نہ ہونا،

---

❶ سنن ابن ماجہ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، حدیث نمبر: 224، ص: 20 ؛ المعجم الکبیر، حدیث نمبر: 10439، ج: 10، ص: 195 ؛ الجامع لشعب الایمان، حدیث نمبر: 1543 تا 1547، ج: 4، ص: 290، 294

یہ کیفیتیں دین میں مطلوب ہیں اور قرآن وحدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے بغیر ایمان اور اسلام کامل ہی نہیں ہوتا۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تعلیم وتربیت کی طرح یہ ایمانی کیفیتیں بھی آپ ﷺ کی صحبت ہی سے حاصل ہوجاتی تھیں اور حضور ﷺ کے فیضانِ صحبت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبتوں میں بھی یہ تاثیر تھی لیکن بعد میں ماحول کے زیادہ بگڑ جانے اور استعدادوں کے ناقص ہونے کی وجہ سے اس مقصد کے لیے کاملین کی صحبت بھی کافی نہیں رہی تو دین کے اس شعبہ کے اماموں نے ان کیفیات کے حاصل کرنے کے لیے صحبت کے ساتھ ''ذکر وفکر کی کثرت'' کا اضافہ کیا اور تجربہ سے یہ تجویز صحیح ثابت ہوئی۔'' ❶

مندرجہ بالا مثالوں سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ شریعت مطہرہ نے بعض احکام کی اہمیت تو واضح کردی مگر ذرائع وسائل کو متعین نہیں کیا۔

اکابر علماء کے افکار ونظریات:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے حالات زندگی میں لکھتے ہیں:

''پندرہ برس کی عمر میں والد بزرگوار سے بیعت کرکے اشغال صوفیاء خصوصاً مشائخ نقشبندیہ کے اشغال میں مصروف ہوگیا۔'' ❷

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''القول الجمیل'' اسی موضوع پر ہے جس میں سہروردیہ کے علاوہ تینوں سلاسل کے اشغال لکھے ہوئے ہیں۔ اگر اشغال جائز نہ ہوتے تو وہ نہ خود عمل کرتے نہ ان کے حق میں پوری کتاب لکھتے۔

حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ہر ہر وقت کے مناسب اشغال اور ہر ہر قرن کے مطابق حال، ریاضات جدا جدا ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ طریقت کے پیشواؤں میں سے اہلِ تحقیق، اشغال کی تجدید میں بڑی بڑی کوشش کرگئے ہیں۔ ❸

❶ تصوف کیا ہے، ص:18 تا 20 ❷ حجۃ اللہ البالغہ، ص:8، 13 ❸ صراط مستقیم، ص:20

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''تمام اذکار واشغال ومراقبات کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی حضوری ہر وقت میسر رہے۔'' ❶

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

اشغال صوفیاء بطور معالجہ کے ہیں، سب کی اصل، نصوص سے ثابت ہے۔ جیسا کہ اصل علاج ثابت ہے مگر شربت بنفشہ حدیث صحیح سے ثابت نہیں، ایسے ہی سب اذکار کی اصل ہیئت ثابت ہے۔ جیسا کہ توپ بندوق کی اصل ثابت ہے اگرچہ اس وقت میں نہ تھی، سو یہ بدعت نہیں۔ ہاں! ان ہیئات کو ضروری جاننا بدعت ہے۔ ❷

حضرت مولانا خلیل احمدؒ لکھتے ہیں:

وَيَشْتَغِلُ بِاشْتِغَالِ الصُّوْفِيَّةِ مِنَ الذِّكْرِ وَالْفِكْرِ وَالْفِنَاءِ الْكُلِّيِّ

''اور صوفیہ کے اشغال یعنی ذکر وفکر اور اس میں فناء تام کے ساتھ مشغول ہو۔'' ❸

حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:

وَاعْلَمْ اَنَّ لَفْظَ الْاِحْسَانِ شَامِلٌ لِجَمِيْعِ اَنْوَارِ الْبِرِّ مِنَ الْاَذْكَارِ وَ الْاَشْغَالِ وَغَيْرِهَا وَ الْاَذْكَار تُقَالُ لِلْاَوْرَادِ الْمَسْنُوْنَةِ وَ مَا ذَكَرَهُ الْمَشَايِخُ مِنَ الضَّرَبَاتِ وَالْكَيْفِيَّاتِ يُقَالُ لَهَا الْاَشْغَالُ ❹

''احسان کا لفظ تمام نیکیوں پر مشتمل ہے خواہ اذکار ہوں یا اشغال (صوفیاء) وغیرہ ان کا اطلاق اوراد مسنونہ پر ہوتا ہے اور مشائخ صوفیاء نے جو ضربوں اور کیفیتوں کا ذکر کیا ہے، انہیں اشغال کہتے ہیں۔''

جناب ڈاکٹر محمد اسماعیل میمن مدنی، خلیفہ مجاز، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ لکھتے ہیں:

''صوفیاء کے مجاہدات اور ریاضات اور اذکار واشغال کا قرآن وحدیث سے ماخوذ ہونا

---

❶ تذکرۃ الرشید، ج:2، ص:12 ❷ فتاویٰ رشیدیہ، ص:48

❸ المہند علی المفند یعنی عقائد علماء اہل سنت دیوبند، ص:19؛ عقائد وکمالات علمائے دیوبند، ص:62

❹ فیض الباری، ج:1، ص:149، 150

حضرت حکیم الامت تھانوی نوراللہ مرقدہٗ کی تصنیف ''التکشف فی مہمات التصوف'' اور حضرت شیخ زید مجدہم کی تصنیف ''شریعت وطریقت کا تلازم'' میں ملاحظہ کریں۔''❶

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی ''ایک صاحب کے سوال'' تصوف میں جن اعمال واشغال، صحبت شیخ، اوراذکار ومراقبات وغیرہ پر زور دیا جاتا ہے کیا کتاب وسنت میں کہیں اس کا اشارہ ملتا ہے؟'' کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اِس عاجز کے نزدیک صحبت اور ذکر وفکر کا قلب پر اثر انداز ہونا کتاب وسنت سے اشارۃً ہی نہیں بلکہ صراحۃً بھی معلوم اور ثابت ہے۔''❷

حاشیہ میں حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرنے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قلبی کیفیات کا بدل جانا تحریر ہے۔

وضاحت: دونوں واقعات ''ضرورتِ شیخ'' حصہ احادیث میں موجود ہیں، تفصیل، کتاب ھٰذا کے صفحہ 66، 67 پر ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ ''ضربات'' کے متعلق لکھتے ہیں:

'' آدمی غافل ہوتا ہے تو یہ (شیطان) وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔ اسی لیے صوفیاء کرام ذکر کی کثرت کراتے ہیں تاکہ قلب میں اس کے وساوس کی گنجائش نہ رہے اور وہ اتنا قوی ہوجائے کہ اس کا مقابلہ کر سکے۔ یہی راز ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت سے، قوتِ قلبیہ اعلیٰ درجہ پر حاصل تھی تو ان کو ضربیں لگانے کی ضرورت پیش نہ آتی تھی۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے جتنا بُعد (دُوری) ہوتا گیا اتنی ہی قلب کے لیے اس مقویٔ قلب خمیرہ کی ضرورت بڑھتی گئی۔ اب قلوب اس درجہ ماؤف ہو چکے ہیں کہ بہت سے علاج سے بھی وہ درجہ قوت کا حاصل نہیں ہوتا لیکن جتنا بھی ہوجاتا ہے وہی بسا غنیمت ہے کہ وبائی مرض میں جس قدر بھی کمی ہو بہتر ہے۔''❸

پس ثابت ہوا، اشغال صوفیاء جائز ہیں، بدعت نہیں۔

---

❶ نسبت واحسان، ص: 4 ❷ تصوف کیا ہے، ص: 55,54 ❸ فضائل ذکر، ص: 46

علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ (المتوفی 973ھ) فرماتے ہیں:

”خبردار! ایسا کبھی مت کہنا کہ طریقہ صوفیاء نہ کتاب اللہ سے ثابت ہے نہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے، کیونکہ یہ بات کفر ہے، درحقیقت طریقہ تصوف بتامہ اخلاق محمد ﷺ کا مجموعہ ہے، اس کا تانا بانا ظاہر و باطن سب اسی سے ماخوذ ہے۔“ ❶

دو وقت ذکر کا ثبوت:

رہا دو وقت کا ذکر، تو یہ نص سے ثابت ہے:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ... ❷

”اور اپنے رب کا ذکر (دل سے) کثرت سے کریں اور تسبیح (زبان سے) کریں شام کو اور صبح کو“

دوسرا ترجمہ: ”اور اپنے رب کو (دل سے) بکثرت یاد کیجیو اور (زبان سے بھی) تسبیح (وتقدیس) کیجیو، دن ڈھلے بھی اور صبح کو بھی“... ❸

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا...

اور صبح و شام اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرتے رہیے۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ... ❹

”اور اپنے پروردگار کو دل ہی دل میں یاد کریں عاجزی اور خوف سے اور اونچی آواز کے بغیر صبح و شام (ہمہ وقت) اور (کبھی) بھولنے والوں میں شامل نہ ہوں۔“ ❺

حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”اس آیت میں ذکر قلبی کرنے کا حکم ہے کیونکہ خوف کا تعلق دل سے ہے، زبان سے نہیں۔ صبح و شام ذکر کرنے کا حکم ہے۔ آخری بات یہ نکلی کہ جو شخص اس طرح ذکر نہیں کرتا، وہ خدا سے غافل ہے اور ظاہر ہے کہ خدا سے غافل ہو جانے سے بڑھ کر محرومی اور کیا ہو سکتی ہے اور اس غفلت سے دین میں جو نقص پیدا ہو جاتا ہے اس میں کلام کی گنجائش کہاں ہے؟ ❻

❶ الدر المنضود، ص: 191-192 ❷ آل عمران، 3:41 ❸ بیان القرآن، ج: 2، ص: 17

❹ الدھر، 76:25 ❺ الاعراف، 7:205 ❻ دلائل السلوک، ص: 265

مختصر یہ کہ ذکر کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے
اور صبح شام اہتمام سے ذکر کرنا قرآنی آیات سے ثابت ہے۔

اجتماعی ذکر کا ثبوت:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ...❶

''اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھیے جو صبح وشام (علی الدوام) اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اس کی خوشنودی کے طالب ہیں۔''

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَهْلِ ابْنِ حُنَيْفٍ قَالَ نَزَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ بَعْضِ أَبْيَاتِهٖ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ فَخَرَجَ يَلْتَمِسُهُمْ فَوَجَدَ قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِيْهِمْ ثَائِرُ الرَّأْسِ وَجَافُّ الْجِلْدِ وَذُوْ ثَوْبِ الْوَاحِدِ فَلَمَّا رَاٰهُمْ جَلَسَ مَعَهُمْ وَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِيْ أُمَّتِيْ مَنْ أَمَرَنِيْ أَنْ أَصْبِرَ نَفْسِيْ مَعَهُمْ...❷

ترجمہ: عبدالرحمان بن سہل بن حنیفؓ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ اپنے کسی دولت کدہ میں تھے کہ یہ آیت وَاصْبِرْ نَفْسَكَ نازل ہوئی (جس کا ترجمہ یہ ہے): ''اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھیے جو صبح وشام (یعنی علی الدوام) اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں۔'' تو آپ ﷺ ان لوگوں کی تلاش میں نکلے۔ایک جماعت کو ذکر کرتے ہوئے پایا، ان میں بعض لوگوں کے بال بکھرے ہوئے تھے، کھالیں خشک تھیں اور صرف ایک کپڑے والے تھے۔جب نبی رحمت ﷺ نے انہیں دیکھا، ان کے ساتھ بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ مجھے ان کے پاس بیٹھنے کا حکم ہے۔''

❶ الکہف 28:18 ❷ المعجم الکبیر، ج:4، ص:77

حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ فرماتے ہیں:

"اس آیت کے حصہ "مَعَ الَّذِیْنَ" سے اجتماعی ذکر اور حلقۂ ذکر کا ثبوت ملتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کو بھی ان کی معیت کا حکم ملا ہے۔ اس سے اجتماعی ذکر کی فضیلت بھی ظاہر ہوگئی۔"❶

ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ سے مراد ذاکرین کی جماعت ہے۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ...❷

اور ان لوگوں کو مت نکالیں جو صبح اور شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں وہ اس کی رضا چاہتے ہیں۔

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ ۝ وَالطَّیْرَ مَحْشُوْرَةً كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ...❸

"بے شک ہم نے پہاڑوں کو ان کے تابع کر دیا تھا کہ شام اور صبح ان کے ساتھ ذکر کیا کرتے اور (اسی طرح) پرندوں کو بھی جو (ذکر کے وقت) ان کے پاس جمع ہو جاتے تھے۔ سب ان کے فرمانبردار تھے۔"❹

(تسبیح کی) وجہ سے مشغول رہتے تھے۔

حضرت مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"(اس) آیت قرآنی کی تفسیر "کلام الملوک ملوک الکلام" سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حلقۂ ذکر یعنی اجتماعی صورت میں ذکر کرنا موید بالقرآن ہے۔ اور صاحب تفسیر نے حلقۂ ذکر کے فوائد کی بھی نشان دہی کر دی، ان میں نشاط اور تقویت کا احساس تو عام ہے۔"❺

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّكِیْنَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ

---

❶ دلائل السلوک، ص:103 ❷ الانعام 52:6 ❸ ص 19،18:38

❹ بیان القرآن، ص:588 ❺ دلائل السلوک، ص:107

''حضرت ابوہریرہ ؓ اور حضرت ابوسعید خدری ؓ دونوں گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے نبی رحمت ﷺ سے سنا، ارشاد فرماتے تھے کہ جو جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو فرشتے اسے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ ان پر نازل ہوتا ہے۔ اللہ ان کو اپنے پاس موجودین میں یاد فرماتے ہیں۔'' ❶

قَالَ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ... ❷

''ارشاد ہے، یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم اور بدبخت نہیں رہتا۔''

ان احادیث میں اجتماعی ذکر کا ثبوت موجود ہے پھر اس نعمت کا ذکر ہے کہ اس مجلس کو ملائکہ گھیر لیتے ہیں رحمت باری اور سکونِ قلبی نازل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اس مجلس میں بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں رہ سکتا۔

پھر صحیح حدیث میں موجود ہے کہ

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى مَلٰٓئِكَةً سَيَّارَةً فُضُلًا يَبْتَغُوْنَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا مَجْلِسًا فِيْهِ ذِكْرٌ قَعَدُوْا مَعَهُمْ... ❸

''حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے وہ نبی رحمت ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو سیر کرتے پھرتے ہیں انہیں اور کچھ کام نہیں وہ (صرف) مجالسِ ذکر کی تلاش کرتے ہیں پھر جب کسی مجلس کو پاتے ہیں جس میں (اللہ کا) ذکر ہوتا ہے ان کے پاس بیٹھ جاتے ہیں۔''

---

❶ صحیح مسلم، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن، حدیث نمبر: 2700، ج: 4، ص: 2074؛ ترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی قوم یجلسون ویذکرون اللہ مالھم من فضل، حدیث نمبر: 3378، ج: 2، ص: 175؛ مسند الامام احمد بن حنبل، ج: 3، ص: 92 ؛ الجامع لشعب الایمان، ج: 2، ص: 426؛ سنن ابن ماجہ، باب فضل الذکر، حدیث نمبر: 3791، ج: 2، ص: 1245 ❷ صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللہ تعالی، حدیث نمبر: 6408، ج: 2، ص: 948 صحیح مسلم، باب فضل مجالس الذکر، ج: 2، ص: 344؛ الجامع لشعب الایمان، حدیث نمبر: 528، ج: 2، ص: 428۔ ❸ صحیح مسلم باب فضل مجالس الذکر، حدیث نمبر: 2689، ج: 2، ص: 2069،

مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ مندرجہ بالا حدیث کے فائدہ میں لکھتے ہیں:

''صوفیہ نے اس حدیث سے مشائخ کا اپنے مریدین کی جماعت کو ذکر تلقین کرنے پر استدلال کیا ہے۔ چنانچہ جامع الاصول میں لکھا ہے حضور ﷺ کا صحابہؓ کو جماعۃً اور منفرداً ذکر تلقین کرنا ثابت ہے۔ جماعت کو تلقین کرنے میں اس مندرجہ بالا حدیث کو پیش کیا ہے۔'' ❶

عَنْ اَبِیْ رَزِیْنٍ ؓ اَنَّهٗ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى مِلَاكِ هٰذَا الْاَمْرِ الَّذِیْ تُصِیْبُ بِهٖ خَیْرَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ عَلَیْكَ بِمَجَالِسِ اَهْلِ الذِّكْرِ... ❷

''ابو رزین ؓ سے روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تجھے ایسے بہترین عمل کی خبر نہ دوں جس سے تم دنیا و آخرت کی بھلائی سمیٹ لو۔ سنو! مجالس ذکر لازم پکڑو۔''

اجتماعی ذکر کی فضیلت کے بارے میں حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ قَوْمٍ اِجْتَمَعُوْا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ لَا یُرِیْدُوْنَ بِذٰلِكَ اِلَّا وَجْهَهٗ اِلَّا نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ قُوْمُوْا مَغْفُوْرًا لَّكُمْ قَدْ بُدِّلَتْ سَیِّاٰتُكُمْ حَسَنَاتٍ... ❸

ترجمہ: انس بن مالک ؓ نبی رحمت ﷺ سے روایت فرماتے ہیں، جو لوگ جمع ہوئے اور اللہ کا ذکر کرتے ہیں، اس کی رضا کے سوا کچھ نہیں چاہتے۔ آسمان سے آواز دینے والا انہیں پکارتا ہے، اس حال میں اٹھو کہ تم بخش دیئے گئے ہو، تمہاری برائیاں، نیکیوں میں بدل دی گئی ہیں۔

---

❶ فضائل ذکر، ص:86 ❷ مشکوۃ المصابیح، باب الحب فی اللہ ومن اللہ، حدیث نمبر:5025، ج:2، ص:42؛ شعب الایمان، باب: قصۃ ابراہیم علیہ السلام فی المعانقۃ، حدیث نمبر:8608، ج:11، صفحہ:329

❸ فی زوائد ابی یعلی الموصلی، باب فی مجالس الذکر، حدیث نمبر:1625، ج:4، ص:318

فوائد:

الحمدللہ! واضح ہوا کہ

- اذکار واشغالِ صوفیاء بدعت نہیں۔
- دونوں وقت کا ذکر قرآن سے ثابت ہے۔
- اجتماعی ذکر کا ثبوت قرآن وحدیث میں ہے۔
- ذکر کی مجلسیں تلاش کرنے اور ان میں شریک ہونے کی بہت زیادہ تاکید ہے۔
- ذکر کی مجلسوں میں شرکت سے انسان دونوں جہانوں میں کامیاب ہوتا ہے۔
- اللہ کے ذکر سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور دل کو سکون نصیب ہوتا ہے۔

سوال نمبر2:

کیا نجاتِ اُخروی کے لیے کتاب اللہ اور سنّت رسول اللہ ﷺ کافی ہیں، یا اذکار و اشغال بھی ضروری ہیں۔۔۔؟

جواب:

اذکار و اشغال کی ضرورت و اہمیت:

ذکرِ کثیر جو تمام اوقات کو شامل ہے اور صبح شام ذکر کرنے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے آیاتِ قرآنی اور احادیث نبوی سے ثابت ہے اس لیے یہ ذکر کرنا بھی کتاب اللہ اور سنّت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنا ہے، ان کو ایک دوسرے سے الگ نہ سمجھا جائے۔ حق یہ ہے کہ انسان کامل طور پر کتاب و سنّت پر عمل کرنے والا ہو ہی نہیں سکتا جب تک ذکرِ کثیر کا بالعموم اور صبح شام ذکر کا بالخصوص اہتمام نہ کرے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ "القول الجمیل" میں لکھتے ہیں:

وَالْغَرَضُ مِنَ الْاَشْغَالِ تَحْصِیْلُ نِسْبَةٍ وَ الْمُوَاظَبَةُ عَلَیْهَا وَ الْاِسْتِغْرَاقُ فِیْهَا حَتّٰی مَکْتَسِبَ النَّفْسُ مِنْهَا مَلَکَةً رَاسِخَةً ...❶

"اشغالِ صوفیاء سے غرض اسی نسبت (اللہ تعالیٰ شانہٗ کے ساتھ نسبت اور ارتباط) کی تحصیل اور اس پر دوام اور مواظبت اور اس میں مستغرق رہنا ہے تا آنکہ نفس اس مواظبت اور مداومت سے ملکۂ راسخہ حاصل کر لے۔"

حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات جو حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے جمع فرمائے ہیں، ان میں ہے کہ:

"جو اذکار اور اشغال اور مراقبے اور مقام کہ اولیاء کرام نے خلاصہ کر کے لکھے ہیں اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ سالکوں کو وہی امور پیش آتے ہیں اور انہیں اذکار و اشغال سے، وہ مقامات پر پہنچتے ہیں۔"❷

❶ شفاء العلیل، ص: 117 ❷ صراطِ مستقیم، ص: 23

✿ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"تقویٰ سے مراد یہ نہیں کہ ذکر و شغل اور مراقبات کیا کرو یہ تو زینتِ تقویٰ ہے، تقویٰ کی حقیقت اور ہے۔" ❶

✿ حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ لکھتے ہیں:

"قلبی، رُوحی اور سرّی اذکار انسان کے لطائف کو بیدار کرتے ہیں اور وہ بھی ذکر خداوندی میں مصروف ہو جاتے ہیں البتہ یہ ہے کہ ایسا ذکر عام آدمی کے بس میں نہیں ہے بلکہ اسے سلوک اور تصوف سے تعلق رکھنے والے ہی انجام دے سکتے ہیں۔" ❷

✿ حضرت مولانا مفتی رشید احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"اپنی اصلاح فرض عین ہے، اصلاح کا مطلب یہ ہے کہ معاصی ظاہرہ وباطنہ سے احتراز کیا جائے اور یہ موقوف ہے ذکر وفکر اور محاسبہ ومراقبہ کے اہتمام پر، پس فرض عین کا موقوف علیہ بھی فرض عین ہوگا۔" ❸

---

❶ اہل علم اور ضرورت شیخ، ص:28 ❷ معالم العرفان، ج:8، ص:673
❸ تعلیم و تبلیغ اور جہاد کے لیے کثرت ذکر کی ضرورت، ص:38

فوائد:

- اذکار واشغال کرنا کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنا ہے اور اذکار واشغال قرآن وسنت سے الگ شئے نہیں۔
- اشغالِ صوفیاء کا مقصد اللہ تعالیٰ سے محبت کا رشتہ جوڑنا اور بڑھانا ہے۔
- سالک، انہی اذکار واشغال کے ذریعے ولایت کے مقامات پر پہنچتے ہیں۔
- یہ اشغال ومراقبات زینتِ تقویٰ ہیں۔
- ان اشغال کو اپنا کر انسان سچا اور سچا انسان اور کھرا مسلمان بنتا ہے۔
- اشغالِ صوفیاء (ذکر وفکر اور محاسبہ ومراقبہ) کے سبب ظاہری وباطنی گناہوں سے بچا جاسکتا ہے۔ گناہوں سے بچنا فرض ہے تو یہ اشغال بھی فرض ہوئے۔

پس واضح ہوا یہ اذکار واشغال بھی نجاتِ اخروی کے لیے ضروری ہیں۔

سوال نمبر3:

کیا علم تصوف وسلوک جزوِدین ہے؟ اگر جزوِدین ہے تو قرونِ ثلاثہ اس سے خالی کیوں؟

جواب:

(ا) تصوف رُوحِ دِین ہے:

علمِ تصوف وسلوک جزوِدین ہی نہیں، روحِ دین ہے۔ نیز اصولِ دین ہے اور اس کا حصول فرضِ عین ہے۔ کتبِ احادیث میں حدیثِ جبرئیل کو اصولِ دین کے بیان میں بنیادی حیثیت حاصل ہے، جس میں دین کو اسلام، ایمان اور احسان سے مرکب فرمایا گیا ہے۔

احسان کی تشریح اس طرح کی گئی ہے:

قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ...

اس شخص نے کہا مجھے احسان کے متعلق بتایئے:

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو، پس اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَالَ لِیْ يَا عُمَرُ اَتَدْرِیْ مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهٗ جِبْرَئِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ...❶

اے عمر! کیا تمہیں پتا ہے وہ سوال کرنے والا کون تھا؟

میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جاننے والے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جبرئیل تھے، تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب سوال جبرئیل عن الایمان، والاسلام، والاحسان، حدیث نمبر: 50، ج: 1، ص: 12؛ صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث نمبر: 93، ج: 1، ص: 27

مزید اطمینان کے لیے اسے اس رُخ سے دیکھیں کہ مختلف امراضِ رُوحانی (باطنی گناہ) تکبر، ریا، بغض، کینہ اور حسد وغیرہ اہلِ جہنم کے اعمال ہیں۔ ان گناہوں کا علاج اِستغفار اور ذکرِ الٰہی ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ کَانَتْ نُکْتَۃٌ سَوْدَاءُ فِیْ قَلْبِہٖ فَاِنْ تَابَ وَنَزَعَ اَسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُہٗ ❶

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جب بندہ مومن گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ داغ لگ جاتا ہے پس اگر توبہ واستغفار کر لیتا ہے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ صِقَالَۃٌ وَاِنَّ صِقَالَۃَ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ.. ❷

عبداللہ بن عمرؓ نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:
"بے شک ہر شے کو مانجھنے اور چمکانے والی شے ہوتی ہے اور دلوں کو مانجھنے اور چمکانے والی شے ذکر اللہ ہے۔"

مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے:

قَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ لِکُلِّ شَیْءٍ جِلَاءٌ وَاِنَّ جِلَاءَ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ❸

حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں ہر چیز کو صیقل کرنے، روشن کرنے والی شے ہوتی ہے اور یقیناً دلوں کو صیقل کرنے اور روشن کرنے والی شے اللہ عزوجل کا ذکر ہے۔

"تو گناہوں سے بچ کر اور نیکی، تقویٰ کی راہ اپنا کر ہی نجاتِ اُخروی پا سکتا ہے۔"

شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ نے حدیث جبرئیل کی شرح میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا ہے:

---

❶ سنن ابن ماجہ، باب: ذکر الذنوب، حدیث نمبر 4244، ج:2، ص:1418

❷ الدعوات الکبیر، باب: ماجاء فی فضل الدعاء والذکر، ج:1، ص:80؛ الجامع لشعب الایمان، حدیث نمبر:519، جلد:2، ص:419

❸ شعب الایمان، فصل فی ادامۃ ذکر اللہ عزوجل، حدیث نمبر:520، ج:2، ص:419۔

مَنْ تَصَوَّفَ وَلَمْ يَتَفَقَّهْ فَقَدْ تَزَنْدَقَ وَمَنْ تَفَقَّهَ وَلَمْ يَتَصَوَّفْ فَقَدْ تَفَسَّقَ وَمَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا فَقَدْ تَحَقَّقَ...❶

''جس نے فقہ کے بغیر تصوف حاصل کیا وہ زندیق (بے دین) ہے اور جس نے تصوف سیکھے بغیر فقہ کا علم حاصل کیا وہ فاسق (گناہگار) ہے اور جس نے دونوں کو جمع کیا وہ محقق (کامل) ہے۔''

شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ مزید لکھتے ہیں:

بدآنکہ بنائے دین وکمال آن برفقہ وکلام وتصوف است، وایں حدیث شریف بیان ایں ہرسہ مقام کردہ اسلام اشارت بہ فقہ است کہ متضمن بیان اعمال واحکام شرعیہ است و ایمان اشارت باعتقادات کہ مسائل اصول کلام اند واحسان باشارت بہ اصل تصوف کہ عبارت از صدق توجہ الی اللہ است برمثال روح وجسد کہ ہیچ کدام بے دیگر وجود نگیرد وکمال نہ پذیرد۔❷

''خوب سمجھ لو! کہ دین کی بنیاد اور اس کی تکمیل کا دارومدار فقہ، کلام اور تصوف پر ہے۔ اور اس حدیث شریف میں ان تینوں کا بیان ہے۔ اسلام سے مراد فقہ ہے کیونکہ اس میں شریعت کے احکام اور اعمال کا بیان ہے اور ایمان سے مراد عقائد ہیں جو علم کلام کے مسائل ہیں اور احسان سے مراد اصل تصوف ہے جو صدق دل سے توجہ الی اللہ سے عبارت ہے۔ ان کی مثال روح اور جسم کی ہے کہ ایک دوسرے کے بغیر نا تمام رہتے ہیں۔''

مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ فرماتے ہیں:

''حدیث (جبرئیل) میں اسلام اور احسان کا ذکر ہے اور حضور ﷺ نے يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ فرما کر ان پر دین کا اطلاق کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ایمان، اسلام اور احسان کو دین قرار دیا ہے جس سے اتحاد مستفاد ہوتا ہے۔''❸

❶ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ، ج:1، ص:41 ❷ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ، ج:1، ص:42,41
❸ درس بخاری، ص:181

شیخ عبدالحق محدث دہلوی ؒ فرماتے ہیں:

لَمَّا بَيَّنَ مَعْنَى الْإِسْلَامِ وَ الْإِيْمَانِ الَّذِي هُوَ أَصْلُ الدِّيْنِ وَ مَدَارُهُ أَرَ أَنْ يَكْشِفَ عَنْ مَعْنَى الْإِحْسَانِ الَّذِي بِهٖ كَمَالُ الدِّيْنِ وَ تَمَامِهٖ يَرْجِعُ إِلَى الصِّدْقِ فِي الْإِخْلَاصِ الَّذِي لَا يَصِحُّ وَلَا يَتِمُّ الْإِيْمَانُ وَ الْعَمَلُ إِلَّا بِهٖ۔ ❶

''جب اسلام اور ایمان کے معنی واضح ہو گئے، جو اصل دین اور اس کا مدار ہے تو چا کہ احسان کا مطلب ظاہر ہو، جو دین کا کمال ہے اور اسے پورا کرتا ہے جو اخلاص میں صدق کی طرف لوٹتا ہے، ایمان اور عمل اس کے بغیر کامل اور مکمل نہیں ہوتا۔''

حضرت شاہ ولی اللہ ؒ لکھتے ہیں:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ هٰذِهِ الثَّالِثُ أَدَقُّ الْمَقَاصِدِ الشَّرْعِيَّةِ مَأْخَذًا وَ أَعْمَقُهَا مُهْتَدًا وَ هُوَ بِالنِّسْبَةِ إِلَى سَائِرِ الشَّرَائِعِ بِمَنْزِلَةِ الرُّوْحِ مِنَ الْجَسَدِ وَ بِمَنْزِلَةِ الْمَعْنٰى مِنَ اللَّفْظِ۔ ❷

''قسم اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ یہ تیسرا فن مقاصد شرعیہ کے ماخذ کے لحاظ سے بہت باریک اور گہرا ہے اور تمام شریعت کے لیے اس فن کی وہی حیثیت ہے جو جسم کے لیے روح کی ہے اور لفظ کے لیے معنی کی ہے۔''

حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

''حدیث جبرئیل میں احسان کو جز و دین کہا گیا ہے اس لیے اس کا حاصل کرنا مسلمانو پر واجب ہے۔ احسان صرف جز و دین نہیں بلکہ دین کی روح اور خلاصہ ہے۔ جس نے ا حاصل نہ کیا اس کا دین ناقص ہے کیونکہ احسان کی حقیقت یہ بیان ہوئی ہے کہ

تَعْبُدُ رَبَّكَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهٗ يَرَاكَ ...❸

---

❶ لمعات التنقیح فی شرح مشکاۃ المصابیح، ص:68 ❷ تفہیمات الٰہیہ، ج:1، ص:13

❸ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الایمان والاسلام والاحسان ووجوب الایمان باثبات قدر اللہ سبحانہ وتعالیٰ وبیان الدلیل علی التبری ممن لایؤمن بالقدر، واغلاظ القول فی حقہ، حدیث نمبر:93، ج:1، ص:27

حدیث میں دین کے تینوں اجزاء کا ذکر ہے۔ ایمان جو اصل ہے، اعمال جو فرع ہیں اور احسان جو ثمرہ ہے۔ اسے چھوڑ دینا ایسا ہے جیسے ایک شخص مغرب کی نماز میں فرض کی دو رکعتیں پڑھ کر فارغ ہو جائے، ظاہر ہے کہ اس کی نماز نہ ہوگی۔ اسی طرح احسان کو چھوڑ دینا دین کے ایک عظیم جزو کو ترک کرنا ہے، اس لیے دین ناقص رہ جائے گا۔ ❶

شیخنا المکرم حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان صاحب دام کرمہٗ فرماتے ہیں:

''جن باتوں کو ہم سمجھ کر ذہناً، عقلاً قبول کرتے ہیں یعنی توحید باری، رسالت پیغمبر، قرآن، آخرت، جنت دوزخ، جن حقائق کو ہم نے مان لیا ہے اس کی حقیقت بھی دل میں اُتر جائے اور دل انہیں اس طرح مانے کہ اعضاء و جوارح بھی شریعت کے تابع ہو جائیں، عمل کی اصلاح ہو جائے اور اگر کہیں کوئی کوتاہی ہو جائے، بتقاضائے بشریت غلطی ہو جائے تو توبہ کرے، رجوع إلی اللہ کرے۔ اور اپنی خامیاں دور کرنے کی کوشش کرے، اسی فن کا نام تصوف ہے۔ یہ کسی الگ عقیدے، الگ فرقے یا کسی الگ شعبے کا نام نہیں ہے۔ دین ہی کو خلوصِ دل سے قبول کرنا اور دل کی صفائی پر محنت کرنا، ذکرِ الٰہی سے دل کو روشن کرنا تصوف ہے تاکہ یہ حقائق دل میں اُتریں، دل مانے اور پھر اس کا اظہار ہمارے اعمال سے، ہمارے اعضاء و جوارح سے، ہمارے کردار سے، ہمارے معاملات سے ہو۔'' ❷

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ''قصد السبیل'' میں لکھتے ہیں:

''متاخرین کی اصطلاح کے مطابق علمِ عقائد، علمِ فقہ، علمِ تصوف بلاشبہ الگ الگ علوم وفنون ہیں مگر انسانِ کامل یا مومن و مسلم ان سب کے مجموعہ ہی سے بنتا ہے اور قرآن وسنت کی پیروی ان سب ہی پر عمل کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ان میں سے صرف کسی ایک حصہ کو لے کر دوسرے کو نظر انداز کرنا ایسا ہی مہلک ہے جیسے کانوں کی حفاظت کی جائے اور آنکھوں کو ضائع کر دیا جائے یا روزہ کی حفاظت کی جائے اور نماز کو ضائع کر دیا جائے۔''

❶ دلائل السلوک، ص: 264 ❷ اکرم التفاسیر، ج: 9، ص: 316

مولانا اشرف علی تھانویؒ حضرت شاہ ولی اللہؒ کا قول نقل فرماتے ہیں:

''شریعت بغیر طریقت کے نرا فلسفہ ہے اور طریقت بغیر شریعت کے زندقہ والحاد''

پھر حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کا قول نقل فرماتے ہیں:

''جس شخص کا ظاہر پاک نہ ہو اس کا باطن پاک ہو ہی نہیں سکتا۔''

ظاہر کے پاک ہونے سے مراد اعمال ظاہرہ کی پابندی جو علم فقہ میں بیان کی جاتی ہے اور باطن کے پاک ہونے سے مراد اعمال باطنہ کی پابندی ہے جن کا بیان علم تصوف وسلوک میں ہوتا ہے۔'' ❶

(ب) تصوف فرض عین ہے:

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ مَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً ...الخ ❷

کی تفسیر کرتے ہوئے تصوف کے مقام اور اہمیت کو بیان فرماتے ہیں:

''علم لدنی جس کے حامل صوفیہ ہوتے ہیں فرض عین ہے کیونکہ اس باطنی علم کے دو مقصد ہوتے ہیں:

1) اللہ کی سوا ہر چیز کی رغبت کو دل سے نکال دینا، ہر دم اللہ کے سامنے اپنے آپ کو حاضر سمجھنا۔ خود پسندی، غرور، حسد، دنیا کی محبت، عبادت میں سستی، خواہشات نفس، ریاکاری، شہرت طلبی اور دوسرے اخلاقی باطنی عیوب سے نفس کو پاک رکھنا۔

2) گناہوں سے توبہ، رضا بالقضا، مصائب پر صبر، نعمتوں پر شکر اور دوسرے اچھے خصائل ومکارم اخلاق سے اپنے نفس کو آراستہ کرنا اور ظاہر ہے کہ ہر شخص کے لئے ان ممنوعات سے پرہیز اور فرائض کی پابندی ان ممنوعات وفرائض کی پابندی سے زیادہ اہم اور ضروری ہے جن کا تعلق اعضائے جسمانی سے ہے۔ اگر اخلاص اور نیت کی صحت نہ ہو تو نماز، روزہ اور دوسری عبادتیں ناقابل اعتبار ہیں۔

''اور یہ بات ظاہر ہے کہ جس چیز پر فرض عین کا مدار ہو وہ خود فرض عین ہوگی۔ لہٰذا علم لدنی، جس کے حامل صوفیہ کرام ہیں، فرض عین ہے۔'' ❸

---

❶ خلاصہ وتسہیل قصد السبیل، ص: 7-8 ❷ التوبہ 9:122 ❸ تفسیر مظہری، ج:5، ص:448-449

شیخ المکرم حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان دام فضلہ اکرم:

"حق یہ ہے کہ جس طرح ذکر اللہ مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے وہی فرضیت اس پر بہت بڑی دلیل ہے اور تصوف سے مراد بدعات و رسومات ہرگز نہیں مگر حدودِ شرعی کے اندر کسی کامل کی صحبت میں رہ کر کیفیاتِ قلبی کو حاصل کرنا اور انہیں آگے پہنچانا، خصوصاً ازواج و اولاد کو تو یہ ہر مسلمان پر فرضِ عین ہے کہ جس سے دلوں میں نُور اور اللہ سے دوام حضور پیدا ہو، جس کا پھل اخلاص ہے۔" ❶

حضرت امام غزالیؒ لکھتے ہیں:

"اپنے نفس اور اخلاق کا علم بھی ضروری ہے اس لیے کہ طریق آخرت پہ چلنا بدون عادات کی درستی اور اخلاق کی تہذیب کے ممکن نہیں اور جو شخص اپنے باطن کے اسرار اور صفات کی برائیوں سے واقف نہ ہوگا وہ اپنے دل کو اس سے صاف کیسے کرے گا۔" ❷

شیخ محمد بن علی بن محمدؒ لکھتے ہیں:

"جان لو کہ اس قدر علم کا سیکھنا فرضِ عین ہے جس قدر اسے اپنے دین کی ضرورت ہے۔" ❸

علامہ محمد امین الشہیر با بن عابدین شامیؒ لکھتے ہیں:

"(وقولہ علم القلب) یعنی علم الاخلاق (تصوف) وہ علم ہے جس سے پسندیدہ اخلاق کی اقسام اور ان کو حاصل کرنے کا طریقہ اور ناپسندیدہ اخلاق کی اقسام اور ان سے بچنے کا طریقہ معلوم ہو... اخلاص (تقویٰ، تواضع) عُجب، حسد اور ریا (وغیرہ) کا علم فرضِ عین ہے۔" ❹

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ چند اخلاق حمیدہ بیان کر کے لکھتے ہیں:

"اور جس طرح احکام ظاہرہ نماز، روزہ وغیرہ پر عمل فرض و واجب ہے اسی طرح ان پر عمل بھی از روئے قرآن وسنّت، فرض و واجب ہے۔ اور باطنی خرابیوں سے بچنے کا اہتمام اس لیے زیادہ ضروری ہے کہ ان باطنی خرابیوں کا اثر ظاہری اعمال پر بھی پڑتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی محبت کم ہونے سے نماز میں سستی ہوگئی یا جلدی جلدی رکوع سجدے کا حق ادا کیے بغیر پڑھ لی یا بخل کے سبب زکوٰۃ یا حج ادا کرنے کی ہمت نہ ہوئی یا تکبر اور غصہ کے غلبہ سے کسی پر ظلم ہوگیا۔" ❺

---

❶ اسرار التنزیل، ج:3، ص:139-140 ❷ احیاء العلوم، ج:2، ص:469 ❸ درمختار، ج:1، ص:4
❹ ردالمحتار، ج:1، ص:40 ❺ قصد السبیل، ص:6-7

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

''جس طرح ظاہر کے کچھ اعمال فرضِ عین اور کچھ حرام ہیں اسی طرح باطن کے اعمال میں بھی کچھ فرضِ عین ہیں اور کچھ حرام۔ جس طرح ہر مرد و عورت پر اپنے اپنے حالات و مشاغل کی حد تک ان کے فقہی مسائل جاننا فرض ہے اور پورے فقہ کے مسائل میں بصیرت و مہارت پیدا کرنا اور مفتی بننا سب پر فرض نہیں بلکہ فرضِ کفایہ ہے اسی طرح جو اخلاق حمیدہ کسی میں موجود نہیں انہیں حاصل کرنا اور جو رذائل اس کے نفس میں چھپے ہوئے ہیں ان سے بچنا، تصوف کے جتنے علم پر موقوف ہے اس کا علم حاصل کرنا فرضِ عین ہے اور پورے علمِ تصوف میں بصیرت و مہارت پیدا کرنا کہ دوسروں کی تربیت بھی کر سکے، یہ فرضِ کفایہ ہے۔'' ❶

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق ؒ فرماتے ہیں:

''تعلیم اور تبلیغ میں ان دونوں سے زیادہ اہم تزکیہ ہے۔ تزکیۂ نفس نہ ہونے سے اگر جان بھی تبلیغ میں دے دیں، بظاہر شہید بھی ہو جائے مگر حدیث ریأ میں دیکھیے! کیا انجام ہوگا۔ جس نے اخلاص کے ساتھ جہاد نہ کیا تھا وہ جان دینے کے باوجود جہنم میں ڈالا جائے گا۔'' ❷

حضرت مولانا مفتی رشید احمد ؒ لکھتے ہیں:

''دوسروں کو تبلیغ اور ان کی اصلاح کی کوشش فرضِ کفایہ ہے مگر اپنی اصلاح فرضِ عین ہے۔ اصلاح کا مطلب یہ ہے کہ معاصی ظاہرہ و باطنہ سے احتراز کیا جائے اور یہ موقوف ہے ذکر و فکر اور محاسبہ و مراقبہ کے اہتمام پر، پس فرضِ عین کا موقوف علیہ بھی فرضِ عین ہوگا۔'' ❸

حضرت مولانا عبداللہ بہلوی ؒ لکھتے ہیں:

''جب شریعت و تصوف ایک دوسرے کی عین ہیں تو جیسے بغیر شریعت کے کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا، ویسے بغیر تصوف کے بھی مسلمان نہیں رہ سکتا۔ جو شریعت کا منکر ہے وہ تصوف کا منکر ہے اور جو تصوف کا منکر ہے وہ شریعت کا منکر ہے۔ اگر کسی کو چڑ آوے اور غصہ سے بھر جاوے تو درحقیقت تصوف کا معنی و مطلب سمجھا نہیں۔'' ❹

---

❶ فقہ اور تصوف: ایک تعارف، ص: 32، 33 ❷ اہل علم اور ضرورت شیخ، ص: 77

❸ تعلیم و تبلیغ اور جہاد کے لیے کثرت ذکر کی ضرورت، ص: 38 ❹ فوائد مہمات تصوف و دفع مغالطات، ص: 10

مولانا مودودی صاحب رسالہ دینیات میں رقمطراز ہیں۔

''دل کے حال سے جو چیز بحث کرتی ہے اس کا نام تصوف ہے۔''

حاشیہ: قرآن میں اس چیز کا نام تزکیہ اور حکمت ہے۔حدیث میں اسے احسان کا نام دیا گیا ہے اور بعد کے لوگوں میں یہی چیز تصوف کے نام سے مشہور ہوئی۔

''تصوف تو درحقیقت خدا اور رسول کی سچی محبت بلکہ عشق کا نام ہے اور عشق کا تقاضا یہ ہے کہ خدا کے احکام اور اس کے رسول کی پیروی سے بال برابر بھی انحراف نہ کیا جائے۔ پس اسلامی تصوف شریعت سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ شریعت کے احکام کو انتہائی خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ بجالانے اور اطاعت میں خدا کی محبت اور اس کے خوف کی روح بھر دینے کا نام ہی تصوف ہے۔'' ❶

2۔مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

''شریعت ان احکام کا نام ہے جو قرآن وحدیث میں مذکور ہیں۔ان احکام کو بحضورِ قلب دل لگا کر ادا کرنا طریقت وحقیقت ہے۔حقیقت، شریعت کی مخالف نہیں ہوسکتی بلکہ حقیقت، شریعت کے لیے طریق کار کا نام ہے۔'' ❷

''مؤقف آئمہ الحرکۃ السلفیہ من التصوف والصوفیا'' کے مصنف جناب عبدالحفیظ بن ملک عبدالحق مکی (السلفی) اپنی اس کتاب ''تصوف اور صوفیا بارے سلفی تحریک کے آئمہ کا موقف'' بیان کرتے ہوئے مقدمۂ کتاب میں لکھتے ہیں بے شک آئمہ الحرکۃ السلفیہ اور ان کے سرداروں کے نزدیک 'صوفیا' محدثین، فقہاء، مورخین، مجاہدین کی طرح اسلامی گروہ ہے۔جب لفظ صوفی بولا جاتا ہے تو اس سے مراد صالح، راستباز اور صحیح لوگ ہوتے ہیں۔

ہمارے نزدیک جنہیں ''الصوفیہ'' کہا جاتا ہے۔فضیل بن عیاضؒ، معروف کرخیؒ، ابوسلیمان الدارانیؒ، بشر حافیؒ، عبدالقادر جیلانیؒ اور جنید بغدادیؒ وغیرہ اہم ہیں۔یہ لوگ مضبوط راستے پر چلتے رہے۔

---

❶ رسالہ دینیات، ص:147 ❷ فتاویٰ ثنائیہ، ج:2،ص:7

اس تمہید کے بعد ہم (تصوف اور صوفیاء بارے) سلفی بزرگوں (1۔ امام محمد بن عبدالوہابؒ، 2۔ الامام ابن القیم الجوزیؒ، 3۔ الحافظ الذھبیؒ، 4۔ الحافظ ابن کثیرؒ، 5۔ حافظ ابن رجب حنبلیؒ، 6۔ الامام ابن تیمیہ، 7۔ امام احمد بن حنبلؒ) کی آراء ان کا نقطۂ نظر نیز اسلاف کی تاریخ سے چند ضروری باتیں پیش کریں گے۔

مشتِ نمونہ ازخروار صرف تین شخصیات کا ذکر کروں گا:

محمد بن عبدالوہاب النجدی الحنبلی:

ان کے چند ارشادات جن سے ان کی تصوف سے وابستگی اور صوفیہ سے عقیدت ظاہر ہوتی ہے۔

''جب (بات) عبادت اور طلب آخرت کی ہو تو صوفیہ کی طرح اس کا (معنی) لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (ﷺ) کو جامع دین کے ساتھ دو قسموں (فقہ اور تصوف) کے ساتھ مبعوث فرمایا: ''وہ قواعد جن پر دین کا مدار ہے (ان میں ایک) علمِ اعمال القلوب (ہے) جیسے علم السلوک کا نام دیا جاتا ہے۔'' ❶

''وہ لوگ متاخرین میں کم ہیں فقہی، صوفی، زاہد عالم۔'' ❷

''اس لیے مشائخ الصوفیہ العارفین علم کی اتباع کی وصیت کرتے تھے۔'' ❸

امام ابن قیم الجوزی:

امام ابن رجب ان کے بارے رقمطراز ہیں:

''آپ علم السلوک (تصوف) اور اہل تصوف کے اشاروں، دقیق بحثوں اور کلام کو جاننے والے تھے ان کو ہر فن پر یدطولیٰ حاصل تھا۔'' ❹

''اھل المعارف (صوفیہ) کی خاص خاص کیفیات ان پر طاری ہوگئیں جن سے ان کی تصانیف بھری ہوئی ہیں۔'' ❺

محمد مسلم الغنیمی نے اپنی کتاب ''ابن قیم الجوزیہ'' میں لکھا تصوف میں ان کی کتب ہیں ''مدارج السالکین شرح منازل السائرین، وعدۃ الصابرین وذخیرۃ الشاکرین اور حادی الارواح الی بلادالافراح۔'' ❻

❶ موقف آئمہ الحرکۃ السلفیہ، ص:8-9 ❷ ایضاً، ص:18 ❸ ایضاً، ص:19 ❹ ایضاً، ص:24 ❺ ایضاً، ص:24
❻ ایضاً، ص:25

شیخ الاسلام ابن تیمیہ:

امام ابن قیم کا ارشاد ہے" آپ معرفت اور روحانیت میں بلند پایہ شخصیت تھے۔" ❶

ڈاکٹر احمد بن بنانی اپنی کتاب "موقف الامام ابن تیمیہ من التصوف والصوفیہ" میں لکھتے ہیں" ابن تیمیہ علی الاطلاق تصوف کا انکار نہیں کرتے بلکہ وہ صرف قرآن وسنّت کے تارک صوفیہ کا انکار کرتے ہیں۔"

"امت جب دین سے حاصل ہونے والی برکتوں سے محروم ہونے لگی تو نبوت کے حقیقی خلفاء اور امت کے طبیب میدان میں آئے اور امت کی ڈوبتی کشتی بچالی ان حضرات میں مقناطیسی قوت کے دو ذرائع تھے صحبت صالحین اور کثرت ذکر۔ ان دونوں ذرائع کا مدوّن طریقہ التصوف والسلوک ہے۔" ❷

(ج) قرونِ ثلاثہ اور تصوف:

شیخنا المکرم حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان مدظلہم لکھتے ہیں:

"مومن ایمان لا کر ان کیفیات کو حاصل کرتا ہے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں بٹتی ہیں۔ چنانچہ ایک نگاہ پانے والا صحابیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوا اور یہ نعمت بٹتی رہی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صحبت میں آنے والے تابعین کہلائے اور ان سے تبع تابعین مستفید ہوئے پھر اہل اللہ نے اس نعمت کو ان کے مقدس سینوں سے حاصل کیا اور خلق خدا کے دلوں کو روشن کرتے رہے اور کرتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ۔" ❸

شیخنا المکرم حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان مدظلہم دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

"تزکیہ کی بنیاد ہے حضورِ اکرم ﷺ سے تعلق ہے۔ جنہیں براہِ راست نصیب ہو گیا وہ صحابیؓ ہو گئے، جنہوں نے صحابہؓ کو دیکھا اور اُن کے سینے سے پرتو جمال ان کے سینے میں آیا وہ تابعی ہو گئے، جنہوں نے تابعین کو دیکھا اور وہ نُور جو اُن کے سینے میں تھا اُن کے سینے سے

❶ موقف آئمۃ الحرکۃ السلفیہ، ص: 190 ❷ ایضاً، ص: 8-9 ❸ اسرار التنزیل، ج: 1، ص: 421

ہوا، تبع تابعی ہو گئے اور اس کے بعد وہ سلسلہ اولیاء اللہ میں منتقل ہوا۔ بڑے اولوالعزم لوگ، بڑے باہمت لوگ زندگیاں صرف کر کے، محنتیں کر کے صحبت شیخ میں انوارات محمد یہ ﷺ کو اپنے دلوں میں منتقل کرتے رہے۔ پھر ان میں بہت مخصوص ہوئے، جنہیں یہ قوت بھی اللہ نے دی کہ اس نور کو آگے تقسیم کر سکیں۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو ساری زندگی شیخ کو دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوا، ملاقات نہیں ہوئی، لیکن در و دل کو پا گئے۔ جیسے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ قرن میں رہے اور انوارات مدینہ منورہ سے سمیٹتے رہے۔ اس طرح روح سے فیض حاصل کرنے کو اصطلاح صوفیاء میں اویسی طریقہ کہتے ہیں۔'' ❶

حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

'' عہد رسالت اور صحابہ کرامؓ کے دور میں جس طرح دین کے دوسرے شعبوں تفسیر، اصول فقہ، کلام وغیرہ کے نام اور اصطلاحات وضع نہ ہوئی تھیں ہر چند کہ ان کے اصول وکلیات موجود تھے۔ پھر ان عنوانات کے تحت یہ شعبے بعد میں مدوّن ہوئے، اسی طرح دین کا یہ اہم شعبہ تصوف بھی موجود تھا کیونکہ تزکیہ باطن خود پیغمبر ﷺ کے فرائض میں شامل تھا، صحابہ کرامؓ کی زندگی بھی اس کا نمونہ تھی لیکن اس کی تدوین بھی دوسرے شعبوں کی طرح بعد میں ہوئی۔'' ❷

صحابہ کرامؓ کو صوفی کیوں نہ کہا گیا؟

حضرت شیخ ابونصر سراجؒ (متوفی 378ھ) معترضین کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اللمع میں شیخ سراجؒ نے ان معترضین کا بھی رد کیا ہے جو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ عہد رسالت مآب ﷺ میں کوئی صوفی نہ تھا، حالانکہ بہت سے صحابیؓ صوفی تھے مگر انہیں اس لقب سے یاد نہ کیے جانے کی اصل وجہ یہ ہے کہ شرف صحابیت سب سے ارفع واعلیٰ ہے اس لئے صحابی کا لقب ہی ان کے لئے وجہ امتیاز وافتخار تھا۔ رہا یہ پروپیگنڈا کہ یہ عجمی اصطلاح اور متاخرین کی اختراع ہے تو منکرین تصوف کا یہ اعتراض بھی بے جا ہے کیونکہ جلیل القدر

❶ اکرم التفاسیر، ج:1، ص:305 ❷ دلائل السلوک، ص:7

تابعی حضرت حسن بصریؒ جنہیں صحابہؓ کی ایک جماعت سے ملاقات کا شرف حاصل تھا، کے زمانہ میں 'صوفی' کا لفظ رائج تھا... اسی طرح حضرت سفیان ثوریؒ نے بھی صوفی کا لفظ استعمال کیا ہے، بلکہ کتاب 'اخبار مکہ' کے حوالے سے شیخ سراج نے محمد بن اسحاق بن یسار اور دوسرے راویوں سے ایک روایات نقل کی ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ 'صوفی' کا لفظ عہد اسلام سے پیش تر معروف تھا اور عابد و برگزیدہ اشخاص کے لئے مستعمل ہوتا تھا...

روایت کے الفاظ یہ ہیں:

''اسلام سے قبل ایک ایسا دور بھی آیا جب بیت اللہ کا طواف کرنے والا کوئی نہ تھا، ان حالات میں کسی دور دراز مقام سے ایک صوفی آتا اور طواف کر کے واپس چلا جاتا...'' ❶

سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں: ''اگر ہاشم، صوفی نہ ہوتے تو مجھے ریاء کی حقیقت معلوم نہ ہو سکتی۔'' ❷

حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''صحابیت کے شرف اور لقب کی موجودگی میں کسی علیحدہ اصطلاح کی ضرورت نہیں تھی۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہؓ کے لیے متکلم، مفسر، محدث، فقیہہ اور صوفی کے القاب استعمال نہیں کیے گئے۔'' ❸

خیر القرون میں نمایاں اہلِ طریقت

عہدِ صحابہؓ میں اہلِ طریقت:

صحابہ کرامؓ سب کے سب نجوم ہدایت (ہدایت کے ستارے) تھے مگر فیض روحانی کا سلسلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے آگے چلا۔ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کا شجرہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی سے نبی رحمت ﷺ تک پہنچتا ہے۔ تصوف اور طریقت کے باقی تمام سلاسل کے پیشوا سیدنا علی المرتضیٰ ہیں، ان کے توسط سے بارگاہِ رسالت ﷺ تک پہنچتے ہیں۔

❶ کتاب اللمع فی تاریخ التصوف، ص: 54 ❷ ایضاً ❸ دلائل السلوک، ص: 7

تابعین میں نمایاں اہل طریقت:

۱۔حضرت اویس قرنیؒ (متوفی32ھ)

۲۔حضرت ھرم بن حیانؒ (ہمعصر حضرت اویس قرنیؒ)

۳۔حضرت طاؤس یمانیؒ (106ھ) ۴۔حضرت امام حسن بصریؒ (110ھ)

۵۔حضرت داؤد بن دینارؒ (139ھ) ۶۔حضرت سلیمان تیمیؒ (143ھ)

۷۔حضرت امام ابوحنیفہؒ (150ھ)

تبع تابعین میں نمایاں اہل طریقت:

۱۔حضرت حبیب عجمیؒ	۲۔حضرت مالک بن دینارؒ
۳۔حضرت فضیل بن عیاضؒ	۴۔حضرت عبداللہ بن مبارکؒ
۵۔حضرت بایزید بسطامیؒ	۶۔حضرت ابراہیم بن ادھمؒ
۷۔حضرت بشر حافیؒ	۸۔حضرت ذوالنون مصریؒ

۹۔حضرت داؤد طائیؒ ❶

عالم ربانی شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ اپنے سلاسل طریقت کا آغاز فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

صُحْبَتُنَا وَتَعَلُّمُنَا لِآدَابِ الطَّرِيْقَةِ وَالسُّلُوْكِ مُتَّصِلَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِالسَّنَدِ الصَّحِيْحِ الْمُسْتَفِيْضِ الْمُتَّصِلِ...❷

''ہمارا صحبت، طریقت اور سلوک کے آداب کو سیکھنا متصل ہے رسول اللہ ﷺ تک یہ صحیح مشہور اور متصل سند کے ساتھ ہے۔''

مصنف موصوف پانچویں فصل، مشائخ چشتیہ کے اشغال میں لکھتے ہیں:

وَقَالُوْا جَاءَ عَلِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ دُلَّنِيْ عَلٰى أَقْرَبِ الطُّرُقِ إِلَى اللهِ وَأَفْضَلِهَا عِنْدَ اللهِ وَأَسْهَلِهَا لِعِبَادِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلَيْكَ بِمُلَازَمَةِ الذِّكْرِ فِي

❶ طریق السلوک فی آداب الشیوخ، ص:31، 32 ❷ شفاء العلیل، ص:200

الْخَلْوَةِ فَقَالَ عَلِیٌّ كَرَّمَ اللهُ تَعَالٰی وَجْهَهٗ كَیْفَ أَذْكُرُ یَارَسُوْلَ اللهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ غَمِّضْ عَیْنَیْكَ وَاسْمَعْ مِنِّیْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَعَلِیٌّ یَسْمَعُ ثُمَّ قَالَ عَلِیٌّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یَسْمَعُ ثُمَّ لَقَّنَ عَلِیٌّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهٗ الْحَسَنَ الْبَصْرِیَّ وَهٰكَذَا حَتّٰی وَصَلَ اِلَیْنَا... ❶

''مشائخ نے فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو عرض کی یارسول اللہ ﷺ! مجھے راستہ بتایئے جو اللہ کے بندوں پر سب سے زیادہ قریب، سب سے زیادہ آسان اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ افضل ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تنہائی میں ذکر کی ہمیشگی اپنے اوپر لازم کرلو۔ پس حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! کس طرح ذکر کروں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی آنکھیں بند کر اور مجھ سے سنو تین بار۔ تو نبی رحمت ﷺ نے تین مرتبہ لا الٰہ الا اللہ فرمایا اور حضرت علیؓ سن رہے تھے۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے تین مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہا اور نبی کریم ﷺ سن رہے تھے۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے حضرت حسن بصریؒ کو تلقین کیا (تعلیم دی) اسی طرح سلسلہ تلقین جاری رہا یہاں تک کہ ہمارے پاس پہنچا۔''

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ لکھتے ہیں:

حضرت حسن بصریؒ نے عبدالواحد بن زیدؒ اور حبیب عجمیؒ کو تلقین فرمایا اور اسی طرح سلسلہ تلقین جاری رہا یہاں تک کہ متعدد سلسلے اور طریقے اور متفرق شعبے پیدا ہوگئے۔'' ❷

امام ابوالقاسم عبدالکریم القشیریؒ (متوفی 465ھ) لکھتے ہیں:

''استاد ابوعلیؒ سے مروی ہے کہ میں نے طریقت کی راہ نصر آبادیؒ سے لی۔ نصر آبادیؒ نے شبلیؒ سے، شبلیؒ نے جنیدؒ سے، جنیدؒ نے سریؒ سے، سریؒ نے معروف کرخیؒ سے، معروف کرخیؒ نے داؤد طائیؒ سے اور داؤد طائیؒ کی ملاقات تابعین سے ہوئی ہے۔'' ❸

❶ شفاء العلیل، ص: 71،70 ❷ ارشاد السلوک، ص: 104 ❸ تصوف کا انسائیکلو پیڈیا، ص: 443

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع، حضرت امام ابو قاسم المعروف امام قشیری ؒ کا قول نقل فرماتے ہیں:

ثُمَّ ظَهَرَتِ الْبِدَعُ وَ حَصَلَ التَّدَاعِي بَيْنَ الْفِرَقِ فَكُلُّ فَرِيْقٍ تَدَّعُوا اَنَّ فِيْهِمْ زُهَّادًا فَانْفَرَدَ خَوَاصُّ اَهْلِ السُّنَّةِ الْمُرَاعُوْنَ اَنْفَاسَهُمْ مَعَ اللّٰهِ تَعَالٰى الْحَافِظُوْنَ قُلُوْبَهُمْ عَنْ طَوَارِقِ الْغَفْلَةِ بِاسْمِ التَّصَوُّفِ وَاشْتَهَرَ هٰذَا الْاِسْمُ لِهٰؤُلَاءِ الْاَكَابِرِ قَبْلَ الْمِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ ...❶

پھر مسلمانوں میں بھی کچھ بدعتیں نکل آئیں اور ہر فرقہ اپنی طرف یہ کہہ کر بلانے لگا کہ ہم میں بھی درویش ہیں ہماری طرف رجوع کرو۔ اس وقت امتیاز کے لیے ان خواص اہل سنت کو صوفی کے نام سے ممتاز کر دیا گیا، جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں اپنے ایک ایک سانس کی حفاظت کرتے ہیں اور غفلت کے تمام خیالات سے اپنے قلوب کی حفاظت کرتے ہیں اور صوفی کے ساتھ ان کے نام کی شہرت دوسری صدی ہجری سے پہلے ہی ہو گئی تھی۔❷

فوائد:

i) تصوف رُوحِ دین بلکہ اصولِ دین ہے۔

ii) تصوف کا حصول فرضِ عین ہے۔

iii) تزکیہ، احسان جسے تصوف کہتے ہیں قرونِ ثلاثہ میں موجود تھا۔

---

❶ رسالہ قشیریہ ص:8 ❷ دل کی دُنیا ص:19

سوال 4:

علم تصوف وسلوک کے حصول کے لیے ولیٔ کامل اور مرشد کامل کی ضرورت کیوں؟ کیا اس کا حصول کتب تصوف اور کتاب وسنّت سے ممکن نہیں؟

جواب:

مرشد کامل کی ضرورت واہمیت:

کتاب اللہ، سنّت رسول ﷺ اور کتب تصوف کی موجودگی میں ولی کامل اور مرشد کامل کی ضرورت کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں:

لیکن اس سے پہلے یہ واضح ہو کہ شیخ وہ ہوتا ہے جس کا قلب کسی کے فیضِ صحبت سے ذاکر ہو، قالب بھی ذاکر ہو، ذکر کثیر کی نعمت سے بہرہ ور ہو۔ صرف خود ہی ذاکر نہ ہو بلکہ تقسیم کرنے کی خدمت پر مامور ہو۔

قرآنِ کریم اور ضرورتِ شیخ:

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں:

''(جب کوئی سالک) غفور، رحیم وقبلۂ حاجات کی طرف رجوع کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس وقت کامیابی اور فوزِ مرام بغیر کسی مرشدِ کامل کی درگاہ کی جبہ سائی کے حاصل نہیں ہوسکتا تو اس کو چاہیے کہ کسی جامع شریعت وطریقت کی غلامی کا فخر حاصل کرے تا کہ اس کے التفات وتوجہ کی بدولت شیطانی وساوس اور ہوائے نفس سے محفوظ رہ سکے اور اپنے امراضِ باطنی کے لیے اسی حکیم صادق کے بتائے ہوئے نسخے کو استعمال کرے کیونکہ جب تک کہ اندرونی امراض (حسد، بخل، غرور، کینہ، ریاء وغیرہ) کا انسداد نہ ہوجائے گا اور ان کی جگہ اوصافِ حمیدہ (علم، سخاوت، خاکساری، تحقیرِ نفس، کم خوری، کم آرام طلبی، کم گفتگو وغیرہ) نہ پیدا ہوں گے اس وقت تک

وصول الی اللہ نہیں ہوسکتا۔ انہی ضرورتوں کو مدِّ نظر رکھ کر کسی مرشد کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔"

حضرت مہاجر مکیؒ، قرآن حکیم سے حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں،

جناب باری نے ایک جگہ فرمایا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ... ❶

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔"

دوسری جگہ فرماتا ہے:

وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ... ❷

"جس کا میلان میری طرف ہو اس کا اتباع کرو ... "

(دوسرا ترجمہ) اور اس کے راستے پر چلنا جو میری طرف رجوع (متوجہ) ہو۔

ان دونوں آیتوں میں صیغہ امر مستعمل ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم وجوبی حکم ہے۔❸

اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

۱۔ مرشدِ کامل وہ ہے جو جامع شریعت و طریقت ہو۔

۲۔ مرشدِ کامل کی توجہ کے سبب سالک شیطانی وسوسوں اور نفس کی خواہشوں سے محفوظ رہتا ہے۔

۳۔ مرشدِ کامل، جو مثل حکیمِ صادق ہے، کی ہدایات پر عمل کرے تاکہ بُری عادتیں ختم ہوں اور اچھی عادتیں پیدا ہوں۔

۴۔ سالک، باطنی رُوحانی امراض سے نجات حاصل کر کے اور اچھی خصلتیں اپنا کر ہی رضائے باری حاصل کر سکتا ہے۔

۵۔ قرآن پاک کی دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ صحبت شیخ واجب ہے۔

پہلی آیت كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ کی تفسیر و تشریح ملاحظہ ہو:

---

❶ التوبہ 119:9 ❷ لقمٰن 15:31 ❸ ضیاء القلوب: ص، 12، 13

وَقَالَ الضَّحَاكُ: مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ أَصْحَابِهِمَا... ❶

''ضحاک نے کہا: ابوبکرؓ، عمرؓ اور ان کے اصحابؓ کے ساتھ۔''

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ خلیفہ مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں:

''اور سچوں کے ساتھ رہو جن کا ظاہر و باطن دونوں خدا کے خوف سے سچے ہوں، ان کی صحبت کی برکت سے ان کا صدق فی الاعمال اور ان کا صدق فی القال تمہارے اندر بھی آجائے گا۔'' ❷

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:

''اس جگہ قرآن حکیم نے علماء وصلحاء کی بجائے ''صادقین'' کا لفظ اختیار فرما کر عالم وصالح کی پہچان بھی بتلا دی ہے کہ صالح صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جس کا ظاہر و باطن یکساں ہو، نیت و ارادے کا بھی سچا ہو، قول کا بھی سچا ہو، عمل کا بھی سچا ہو۔'' ❸

حضرت مولانا جلال الدین محمد بن احمد المحلی دوسری آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ (طَرِيقَ) مَنْ أَنَابَ (رَجَعَ) إِلَيَّ (بِالطَّاعَةِ)... ❹

''اس کے راستے پر چلو جو میری طرف اطاعت سے رُجوع (متوجہ) ہو۔''

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

''یعنی پیغمبروں اور مخلص بندوں کی راہ پر چل۔'' ❺

حضرت مولانا امیر علیؒ اس آیت کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں:

''اور تو ایسے شخص کی راہ چل جو ہمہ تن میری جانب جھکا ہے۔'' ❻

فائدہ: اور وہ اولاً پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ثانیاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صالحین اُمت ہیں۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ... ❼

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کا قرب پانے کا سبب تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد (محنت) کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔''

---

❶ تفسیر القرآن العظیم، ج:2، ص:399 ❷ معرفت الٰہیہ، ص:394 ❸ معارف القرآن، ج:4، ص:485
❹ تفسیر جلالین، ص:374 ❺ تفسیر عثمانی، ص:548 ❻ مواہب الرحمٰن، ج:6، ص:83 ❼ المائدہ 5:35

حضرت مولانا امام فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں:

دَلَّتِ الْاٰیَةُ عَلٰی اَنَّهٗ لَا سَبِیْلَ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی اِلَّا بِمُعَلِّمٍ یُعَلِّمُنَا مَعْرِفَتَهٗ وَ مُرْشِدٍ یُرْشِدُنَا اِلَی الْعِلْمِ بِهٖ...❶

اس آیہ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا اور کوئی بھی طریقہ نہیں بجز معلمِ کامل کے جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی معرفت کی تعلیم دے اور مرشدِ برحق کے جو ہمیں اس کے علم کی ہدایت کرے۔"

حضرت علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

اَلْوَسِیْلَةُ هِیَ الَّتِیْ یُتَوَصَّلُ بِهَا اِلٰی تَحْصِیْلِ الْمَقْصُوْدِ...❷

"وسیلہ وہ ہے جس کے ذریعہ مقصود حاصل کرنے کی طرف پہنچا جاتا ہے۔"

حضرت امام جلال الدین السیوطیؒ فرماتے ہیں:

مَا یُقَرِّبُکُمْ اِلَیْهِ مِنْ طَاعَتِهٖ...❸

"جو تمہیں اس (اللہ) کی اطاعت کے ذریعے اُس کے قریب کر دے۔"

"معلوم ہوا مفسرین کے نزدیک وسیلہ سے مراد" مرشد" بھی ہے جو قربِ الٰہی اور اصلاحِ نفس کا ذریعہ ہے

"وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ...❹

"اور مجاہد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اپنے نفس کے ساتھ جہاد (محنت وکوشش) کرے۔"

وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ...❺

---

❶ مفاتیح الغیب، ج:3، ص:399 ❷ تفسیر القرآن العظیم، ج:3، ص:53 ❸ تفسیر الجلالین، ص:99
❹ مسند احمد، باب مسند فضالۃ بن عبید الانصاری، حدیث نمبر:23958، ج:39، ص:381
جامع ترمذی، باب جاء فی فضل من مات مرابطا، حدیث نمبر:1621، ج:1، ص:291؛ مشکوۃ شریف کتاب الایمان، ج:1، ص:15 ❺ المائدہ 34:5

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ قدس سرہٗ لکھتے ہیں:

''اور راہبین و راہنما پیر و مرشد (جو کہ وسیلہ ہے) کی تلاش بھی مامور شرعی (وہ کام جس کا حکم شریعت نے دیا) ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ ...''❶

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہؒ لکھتے ہیں:

''اگرچہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے متعدد طریقے ہیں لیکن سب سے زیادہ قریب اور آسان طریقہ، توسّل شیخ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ ...

''اللہ کی طرف پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو۔''

اس لیے اب ضروری ہوا کہ پیر کی تلاش کرے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ درویشوں سے اکثر ملاقات کی جائے ... جس کو شرع شریف کا پابند نہ دیکھے ہرگز اس کی بیعت نہ کرے اگرچہ اس سے خرقِ عادات ظاہر ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

... وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ...❷

''ان میں سے گناہ گار اور کافر کی اطاعت مت کر۔''

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا ...❸

''اس شخص کی فرمانبرداری مت کر جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے بھلا دیا ہے۔''❹

دوسرا ترجمہ: ''ایسے شخص کا کہنا نہ مانیے جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے۔''❺

شیخنا المکرم حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان مدظلہم فرماتے ہیں:

''جس طرح حضرت محمد رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرامؓ، نیک اعمال اور دعا وسیلہ ہیں، اسی طرح اولیاء اللہ، حصولِ محبتِ الٰہی کا وسیلہ بن جاتے ہیں۔ ان کے قلوب، برکاتِ نبوت سے سیراب ہو کر محبت بانٹتے ہیں۔ ان کا یہ حال طالبوں کے دلوں میں منتقل ہوتا

❶ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی، ج:2، ص:34 ❷ الدھر 24:76 ❸ الکہف 28:18 ❹ عمدۃ السلوک، ص:48 ❺ اکرم التراجم، ص:563

ہے جس کے نتیجے میں اطاعتِ الٰہی کا جذبہ جاگ اُٹھتا ہے اور وہ انوارات و برکات کو قلب اطہر رسول اللہ ﷺ سے لے کر آگے دوسروں تک پہنچانے کا سبب اور وسیلہ بن جاتے ہیں ... ''

''... اسی طرح شیخ کامل مل جائے اور دل میں روشنی آجائے تو بات یہاں تک ختم نہیں ہوتی کہ شیخ نے توجہ دی اور کام ختم۔ نہیں، بلکہ اب کام شروع ہو گیا۔ اب ساری زندگی اس طالب کو مجاہدہ اور جہاد کرنا پڑے گا کہ وہ ان کیفیات کو قائم رکھے، ان کی حفاظت کرے اور ان میں ترقی کرے۔ کیفیاتِ ایمان، اللہ کے رسول ﷺ کے اتباع اور آپ ﷺ کی غلامی سے قائم رہیں گی...''

''خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کو پانے کا سب سے بڑا وسیلہ اللہ کے نبی کریم ﷺ ہیں، آپ پر نازل ہونے والی کتاب قرآنِ حکیم ہے، آپ ﷺ کی تربیت یافتہ جماعت صحابہ کرامؓ ہے، خیر القرون کی عہد ساز ہستیاں ہیں، درجہ بدرجہ اولیاء اللہ ہیں، علماء حق، علماء ربانی ہیں جو محبتِ الٰہی کی کیفیات سے سرشار ہوتے ہیں اور طالبوں کو بتوفیق الٰہی سیراب کرنے کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ ان کیفیات کے نتیجے میں بندے کے فکر و عمل میں اخلاص اور خشیت در آتی ہے۔ پھر بندہ اللہ کی محبت میں ڈوب کر اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔ اس کے لیے محنت کرتا ہے، خود کو اتباعِ رسول ﷺ پر کاربند رکھتا ہے۔''❶

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ ''صراطِ مستقیم'' کے بارے رُجال اللہ کی اہمیت لکھتے ہیں:

''قرآن کریم نے اس جگہ نہ یہ فرمایا کہ قرآن کا راستہ اختیار کرو کیونکہ محض کتاب، انسانی تربیت کے لیے کافی نہیں اور نہ یہ فرمایا کہ رسول کا راستہ اختیار کرو کیونکہ رسول کریم ﷺ کی بقاء اس دنیا میں دائمی نہیں اور آپ کے بعد کوئی دوسرا رسول اور نبی نہیں اس لیے صراطِ مستقیم جن لوگوں کے ذریعے حاصل ہو سکتا ہے، ان میں نبیین کے علاوہ ایسے لوگ بھی شامل کر دیئے گئے جو تا قیامت ہمیشہ موجود رہیں گے مثلاً صدیقین، شہداء اور صالحین۔

خلاصہ یہ ہے کہ سیدھا راستہ معلوم کرنے کے لئے حق تعالیٰ نے کچھ رجال اور انسانوں کا

---

❶ اکرم التفاسیر، ج:6، ص:208-211

بتا دیا، کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا، ایک حدیث میں حق پر رہنے والی جماعت کی خبر دیتے ہوئے، رجال اللہ کا ہی پتا دیا گیا ہے۔

ارشاد فرمایا:... مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ ...❶

"یعنی جس (طریقے) پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں۔"

اس خاص طرز میں شاید اس طرف اشارہ ہو کہ انسانی تعلیم و تربیت محض کتابوں اور روایتوں سے نہیں ہو سکتی بلکہ رجال ماہرین (مشائخ) کی صحبت اور ان سے سیکھ کر حاصل ہوتی ہے یعنی درحقیقت انسان کا معلم اور مربی انسان ہی ہو سکتا ہے، محض کتاب معلم اور مربی نہیں ہو سکتی۔

بقول اکبر مرحوم:

کورس تو لفظ ہی سکھاتے ہیں
آدمی آدمی بناتے ہیں

یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جو دنیا کے تمام کاروبار میں مشاہد ہے کہ محض کتابی تعلیم سے نہ کوئی کپڑا سینا سیکھ سکتا ہے نہ کھانا پکانا، نہ ڈاکٹری کی کتاب پڑھ کر کوئی ڈاکٹر بن سکتا ہے نہ انجینئر کی کتابوں کے محض مطالعے سے کوئی انجینئر بنتا ہے۔ اسی طرح قرآن و حدیث کا محض مطالعہ انسان کی تعلیم اور اخلاقی تربیت کے لیے ہرگز کافی نہیں جب تک اس کو کسی محقق ماہر سے باقاعدہ حاصل نہ کیا جائے۔ قرآن و حدیث کے معاملے میں بہت سے پڑھے لکھے آدمی اس مغالطے میں مبتلا ہیں کہ محض ترجمے یا تفسیر دیکھ کر وہ قرآن کے ماہر ہو سکتے ہیں، یہ بالکل فطرت کے خلاف تصور ہے۔ اگر محض کتاب کافی ہوتی تو رسولوںؑ کے بھیجنے کی ضرورت نہ تھی۔

معلوم ہوا کہ انسان کی صلاح و فلاح کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں۔ ایک کتاب اللہ جس میں انسانی زندگی کے ہر شعبے سے متعلقہ احکام موجود ہیں، دوسرے رجال اللہ یعنی اللہ والے، ان سے استفادہ کی صورت یہ ہے کہ کتاب اللہ کے معروف اصول پر رجال اللہ کو پرکھا جائے جو اس معیار پر پورے نہ اُتریں، ان کو رجال اللہ ہی نہ سمجھا جائے۔ جب رجال اللہ صحیح معنوں میں حاصل

❶ جامع ترمذی، ابواب الایمان، افتراق ھذہ الامۃ، حدیث نمبر: 2585، 2641، ج: 2، ص: 93

ہو جائیں تو ان سے کتاب اللہ کا مفہوم سیکھنے اور عمل کرنے کا کام کیا جائے۔ فرقہ وارانہ اختلافات کا بڑا سبب یہی ہے کہ لوگوں نے صرف کتاب اللہ کو لے لیا، رجال اللہ سے قطع نظر کر لی، ان کی تفسیر و تعلیم کو کوئی حیثیت نہ دی اور کچھ لوگوں نے صرف رجال اللہ کو معیارِ حق سمجھ لیا اور کتاب اللہ سے آنکھ بند کر لی، اور ان دونوں طریقوں کا نتیجہ گمراہی ہے۔''❶

فائدہ:

اُخروی کامیابی کے لیے کتاب اللہ اور رجال اللہ (مشائخ) دونوں ضروری ہیں۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ..❷

یقیناً اللہ نے ایمان والوں پر (بہت بڑا) احسان کیا ہے کہ جب ان میں سے انہی میں ایک پیغمبر مبعوث فرمائے جو ان کو اس کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو پاک کرتے ہیں اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

مولانا محمود اشرف عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

''اس آیت (البقرہ:129) سے واضح ہے کہ تلاوتِ قرآن پاک، تعلیمِ کتاب وحکمت کے علاوہ ''تزکیہ نفس'' بھی رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں سے تھا۔ بس! یہ ''تزکیہ نفس'' تصوف کا مقصود ہے۔ اور جب قرآن کریم کے نازل کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بھیجا اور امت کی ہدایت اور ان کے تزکیہ کا کام آپ ﷺ کے سپرد کیا تو اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ علم اور کتاب تزکیہ کے لیے کافی نہیں بلکہ تزکیہ کے لیے کسی مزکی کا وجود ضروری ہے جس کی رہنمائی اور تربیت کے ذریعے یہ دولت حاصل کی جاسکے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ کے لیے مزکی اور شیخ تھے تو صحابہ کرامؓ اپنے بعد آنے والے تابعینؒ کے لیے مزکی اور شیخ کا درجہ رکھتے تھے اور اس طرح نسلاً بعد نسلٍ یہ سلسلہ چلا آرہا ہے۔''❸

---

❶ معارف القرآن، ج:1، ص:93، 94 ❷ آل عمران3:164 ❸ تصوف کی حقیقت، ص:10، 11

حضرت مولانا سعید الحسن شاہ بخاریؒ لکھتے ہیں:

''آپ ﷺ معلم قرآن اور مزکی امراضِ باطن ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد آپ کے غلامان اس خدمت پر مامور ہیں... امراضِ باطن (حسد وریا وغیرہ) کی اصلاح لازمی ہے اور اس کے لیے مزکی کی خاص تربیت کی ضرورت ہے۔ کلہاڑی جب لوہار کی دُکان سے نکلتی ہے تو اس کی ظاہری خوبصورتی کے لیے نکل پالش کی ضرورت ہوتی ہے، نکل ہو جانے کے بعد دیدہ زیب بھی ہو جاتی ہے، بعینہٖ جب عالم تحصیل علوم سے فارغ ہو کر نکلتے ہیں تو انہیں مزکی کی ضرورت ہوتی ہے۔ 'قال' تو سکھاتے ہیں علمائے کرام اور 'حال' کی اصلاح صوفیائے عظام فرماتے ہیں: دراصل رنگ ہے قرآن، رنگ فروش علماء کرام ہیں اور رنگ ریز صوفیاء عظام۔ صوفیاء عظام 'قال' کو 'حال' بناتے ہیں اور صبغت اللہ کا رنگ چڑھاتے ہیں۔'' ❶

حضرت مولانا محمد احمد دامت برکاتہم علمائے کرام کو اللہ والوں سے تعلق پیدا کرنے کی ترغیب اپنے اس شعر میں دیتے ہیں:

نہ جانے کیا سے کیا ہو جائے میں کچھ کہہ نہیں سکتا
جو دستارِ فضیلت گم ہو دستارِ محبت میں

دستارِ فضیلت پر علماء کو ناز ہے اگر ان کی یہ دستارِ فضیلت کسی اللہ والے کی دستارِ محبت میں گم ہو جائے یعنی اگر یہ کسی اللہ والے کی جوتیاں کچھ دن اُٹھالیں تو نہ جانے کہاں سے کہاں پہنچ جائیں۔ ❷

ضرورتِ شیخ اَز روئے احادیث

ذیل میں چند احادیث دی گئی ہیں جن سے ضرورتِ شیخ (ولی کامل، مرشدِ کامل) پر استدلال کیا گیا ہے۔

اَلشَّيْخُ فِي قَوْمِهٖ كَالنَّبِيِّ فِي أُمَّتِهٖ... ❸

''شیخ اپنی قوم میں ایسا ہی ہے جیسا نبی اپنی امت میں۔''

---

❶ ارشاد السلوک، ص:124، 125 ❷ تعلق مع اللہ، ص:33 ❸ کتاب ختم الاولیاء، ص:489، اس مضمون سے ملتی جلتی احادیث: (1) اَلشَّيْخُ فِي أَهْلِهٖ كَالنَّبِيِّ فِي أُمَّتِهٖ، شیخ (بڑی عمر والا) اپنے گھر والوں (متبعین) میں جیسے نبی اپنی امت میں (الخلیلی فی مشیخۃ ابن النجار و منصور الدیلمی) عن ابی رافع، منتخب کنزل الاعمال برحاشیہ مسند احمد، ج:6، ص:278 (2) اَلشَّيْخُ فِي بَيْتِهٖ كَالنَّبِيِّ فِي قَوْمِهٖ، شیخ اپنے گھر میں جیسے نبی اپنی قوم (تربیت گاہ) میں (صحیح ابن حبان فی الضعفا والشیرازی فی الالقاب عن ابن عمر۔ ایضاً)

حضرت حاجی امداداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''پیشوایانِ اسلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص رب العالمین کی ہم نشینی کرنا چاہتا ہے اس کو حضرات متصوفین کی خدمت میں حاضر رہنا چاہیے اور چونکہ شیوخ، قوم نائبین رسول ہیں، اس لیے ان کی خدمت ضروری ہے۔'' ❶

الشیخ ابوعبداللہ محمد بن علی الترمذیؒ اس حدیث اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ ... کی تشریح فرماتے ہیں:

''شیخ اللہ کا ولی ہونا چاہیے اور ولی عالم (عارف باللہ) ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی جاہل کو ولی ہرگز نہیں بنایا۔ اور اس کے اوصاف میں (خاص وصف) تقویٰ ہے۔'' ❷

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (متوفی 651ھ) فرماتے ہیں:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْبَرَکَۃُ فِیْ اَکَابِرِکُمْ ... ❸ برکت تمہارے بڑوں میں ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد فقط عمر کی بڑائی نہیں ہے بلکہ عمر کی بڑائی کے ساتھ احکامات کی تعمیل اور ممنوعات سے باز رہنے میں پرہیزگاری اور کتاب وسنت کی پابندی کو بھی ملانا چاہیے ورنہ بہتیرے بڈھے ایسے ہیں جن کا نہ احترام جائز ہے اور نہ ان کو سلام کرنا اور نہ ان کی زیارت میں برکت ہے۔ بڑے وہی ہیں جو متقی ہوں اور نیکوکار ہوں، محتاط ہوں علم پر، عالم ہوں اور عمل میں اخلاص والے ہوں۔'' ❹

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِسْتَعِیْنُوْا عَلٰی کُلِّ صَنْعَۃٍ بِصَالِحِ اَھْلِھَا ... ❺

ہر صنعت میں اس کے ماہر سے اعانت چاہو:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَلرَّجُلُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ ❻

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ بے شک نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہر آدمی اپنے گہرے دوست کے دین پر ہوجاتا ہے۔ تم میں سے ہر ایک غور کر لے کہ وہ کس سے دوستی کرتا ہے۔''

---

❶ ضیاء القلوب، ص:14 ❷ کتاب ختم الاولیاء، ص:489 ❸ شعب الایمان، نمبر:1104، موارد الظمان، کتاب الادب، حدیث نمبر:1605-1912، ج:2، ص:243 ؛ مجمع الزوائد، ج:7، ص:15

❹ فیوض یزدانی مجلس نمبر:10، ص:71 ❺ سنن ابوداؤد، باب من یؤمران یجالس، حدیث نمبر:4837، ج:2، ص:321

❻ جامع ترمذی، ابواب الزھد، باب ماجاء فی اخذ المال، حدیث نمبر:2378، ج:2، ص:63

مولانا اشرف علی تھانویؒ حدیث مبارکہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:
ان انعام والوں کے ساتھ حسنِ رفاقت کی ضرورت ہے۔ (حدیث بالا سے) تو ان حضرات سے خلت، دوستی اور محبت کا مطلوب ہونا بھی ثابت ہوا۔ ❶

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِيْ دَخَلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ اَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْئٍ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ اَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْئٍ وَ مَا نَفَضْنَا اَيْدِيَنَا عَنِ التُّرَابِ وَاِنَّا لَفِيْ دَفْنِهٖ حَتّٰى اَنْكَرْنَا قُلُوْبَنَا۔ ❷

"حضرت انسؓ فرماتے ہیں جس روز رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ کی ہر چیز روشن ہوگئی تھی اور جس دن حضور ﷺ کا انتقال ہوا ہر چیز پر اندھیرا چھا گیا اور ہم نے حضور ﷺ کے انتقال کے بعد قبر اطہر پر مٹی ڈال کر ہاتھ بھی نہیں جھاڑے تھے کہ ہم نے اپنے قلوب کی نورانیت میں فرق پایا۔" ❸

یعنی ہمارے قلوب میں وہ صفائی اور نورانیت نہیں رہی جو حضور ﷺ کے مشاہدہ کے وقت محسوس ہوتی تھی۔

حضرت حنظلہؓ بن ربیع اسیدی، کاتب رسول ﷺ سے روایت ہے کہ
حضرت ابوبکر صدیق ؓ مجھ سے ملے اور پوچھا کہ اے حنظلہؓ کیسے ہو؟

میں نے کہا، حنظلہؓ تو منافق ہوگیا ہے۔ انہوں نے (تعجب سے) فرمایا، سبحان اللہ! کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا، ہم نبی رحمت ﷺ کے پاس ہوتے ہیں، آپ ﷺ ہمیں دوزخ، جنت یاد دلاتے ہیں تو ہم ایسے ہوتے ہیں گویا کھلی آنکھوں دیکھ رہے ہیں۔ پھر جب آپ ﷺ کے پاس سے آتے ہیں تو بیوی بچوں اور معاملات جائیداد میں پھنس جاتے ہیں اور بہت سی باتیں بھول جاتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا، اللہ کی قسم ایسی حالت تو میں بھی پاتا ہوں۔ پھر دونوں حضرات رسول اللہ ﷺ کی طرف چلے اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

❶ اہل علم اور ضرورت شیخ ص:108 ❷ مشکوٰۃ، ج:2، ص:547 ❸ شریعت وطریقت کا تلازم، ص:138

''اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم جس حالت پر میرے پاس ہوتے ہو اگر تم لوگوں کو اس پر، یا یہ فرمایا کہ ذکر میں دوام ہو جائے تو فرشتے تم سے تمہارے بستروں اور راستوں میں مصافحہ کرنے لگیں۔ لیکن اے حنظلہ! یہ (کیفیت) گاہ ہے گاہ ہے۔ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا۔'' ❶

''یعنی آدمی ہمیشہ ایک حالت میں نہیں رہتا، حضوری کی کیفیت کبھی کبھی اور قوی صحبت میں حاصل ہوتی ہے۔'' ❷

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اس حدیث کا فائدہ لکھتے ہیں:

''جس طرح مجاہدات و ریاضت سے کسی کیفیت کا ورود ہوتا ہے اسی طرح شیخ کی صحبت اور خطاب سے بھی ہو جاتا ہے۔ گو اس کو مثل ریاضت کے رُسوخ اور بقا نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت حنظلہؓ کا یہ فرمانا کہ خدمت مبارک سے علیحدہ ہو کر تعلقات میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بہت سی باتیں یاد نہیں رہتیں۔ اس سے ناشی ہے جس کا سبب بُعد خدمت نبوی ﷺ ہے۔'' ❸

حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ لکھتے ہیں:

''ان دونوں روایتوں سے صحبت کا قلبی کیفیات میں مؤثر ہونا صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔'' ❹

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهٖ اَوْ یُنَصِّرَانِهٖ اَوْ یُمَجِّسَانِهٖ ... ❺

''یعنی ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے مگر اس کے ماں باپ اس کو یہودی کر لیتے ہیں، عیسائی کر لیتے ہیں یا مجوسی کر لیتے ہیں۔''

---

❶ صحیح مسلم، باب دوام الذکر والفکر فی امور الآخرۃ والمراقبۃ وجواز ترک ذلک فی بعض الاوقات والاشتغال بالدنیا، حدیث نمبر:6966، ج:2، ص:355 ❷ فہم حدیث، ج:1، ص:291 ❸ التکشف عن مہمات التصوف، ص:265 ❹ تصوف کیا ہے، ص:55 ❺ صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ما قیل فی اولاد المشرکین، ج:1، ص:185؛ صحیح مسلم، کتاب القدر، کل مولود یولد علی الفطرۃ، حدیث نمبر:6760، ج:2، ص:336؛ جامع ترمذی، ماجاء کل مولود حدیث نمبر:2138، ج:2، ص:35؛ مسند احمد، ج:2، ص:233، 282، 393، 410، 481

ڈاکٹر محمد اسماعیل میمن صاحب اس حدیثِ مبارکہ کو بیان کر کے فرماتے ہیں:

"دیکھیں! اس میں صحبت کی کتنی زبردست تاثیر بیان فرمائی ہے کہ وہ انسان کی فطری استعداد تک کو بدل کر رکھ دیتی ہے۔ یہ تو عام صحبت کا حال ہے، پھر مشائخ کی صحبتوں کا کیا پوچھنا جب کہ وہ اثر لینے اور اثر دینے یعنی توجہ اور ہمت والی شرائط اور آداب کے ساتھ ہوں۔" ❶

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ فرماتے ہیں:

"جو شخص بخشش کا طالب ہو، اولیاء کرام کی صحبت میں بیٹھے۔ تمہارے اعمال میں ان کی صحبت سے برکت ہوگی۔ اہل اللہ کے دل روشن ہیں، ان کے پاس رہنے سے دل میں نُور آتا ہے، جب نُور آتا ہے تو ظلمت وتاریکی بھاگ جاتی ہے، شبہ جاتا رہتا ہے، ان کا دیکھ لینا ہی کافی ہوتا ہے۔" ❷

اہل اللہ کی صحبت فرضِ عین ہے:

مولانا اشرف علی تھانوی ؒ فرماتے ہیں:

"میں تو اس زمانے میں اہل اللہ کی صحبت کو فرضِ عین کہتا ہوں اور فتویٰ دیتا ہوں کہ اس زمانے میں اہل اللہ اور خاصانِ حق کی صحبت اور ان سے تعلق رکھنے کے فرضِ عین ہونے میں کسی کو کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ اور تجربہ سے ثابت ہوا کہ آج کل ایمان کی سلامتی کا ذریعہ اہل اللہ کی صحبت ہے اور اس تعلق کے بعد بفضلہٖ کوئی جادُو اثر نہیں کرتا۔" ❸

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ ایک فتویٰ میں لکھتے ہیں:

"منجیات قلبیہ (کی تحصیل اور مہلکات قلبیہ) کا ازالہ واجب ہے۔" ❹

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ فرماتے ہیں:

"بیعت کی اصلی بڑی ضرورت یہی رفاقت یا پیر کی صحبت وتعلق ہے تا کہ راستہ کے خطرت یا اس کی ٹھوکروں سے حفاظت ہو... صحابہ ؓ سب کے سب عالم نہ تھے مگر ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی ؓ کی فضیلت بھی اعلیٰ سے اعلیٰ محدثین وفقہا، اور بڑے سے بڑے اولیاء اقطاب پر مسلم ہے۔ اس فضیلت کا مدار محض حضور ﷺ کی صحبت پر ہے صرف صحبت سے پایا جو کچھ پایا اور ہمیشہ اہل اللہ نے صحبت ہی کا التزام رکھا۔" ❺

❶ نسبت واحسان، ص:52 ❷ اہل علم اور ضرورت شیخ، ص:12 ❸ ایضاً، ص:59

❹ امداد الفتاوی، ج:5، ص:139 ❺ اشرف السوانح، ج:2، ص:161

''بھلا نری کتابوں سے بھی کوئی کامل مکمل ہوا ہے۔ موٹی بات ہے کہ بڑھئی کے پاس بیٹھے بغیر کوئی بڑھئی نہیں بن سکتا۔ حتیٰ کہ بسولہ بھی بطور خود ہاتھ میں لے کر اُٹھائے گا تو خود بھی قاعدے سے نہ اُٹھایا جا سکے گا۔ بلا درزی کے پاس بیٹھے سوئی پکڑنے کا انداز بھی نہیں آتا، بلا خوشنویس کے پاس بیٹھے اور بلا قلم کی گرفت اور کشش دیکھے ہرگز کوئی خوشنویس نہیں ہو سکتا۔ غرض بدون کامل کی صحبت کے کوئی کامل نہیں بن سکتا۔''❶

✿ حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

''کوئی علم یا فن کسی استاد کی شاگردی اختیار کیے بغیر نہیں سیکھا جا سکتا۔ کتاب اللہ اور سنت رسول کا صحیح فہم حاصل کرنا کامل اور ماہر استاد کے تعلیم دینے پر موقوف ہے محض کتابوں کے مطالعہ سے کتاب اللہ کے اسرار اور سنتِ رسول کی حقیقت سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ پھر اس کلیہ سے تصوف کو مستثنیٰ کیوں کیا جائے، اس کے سیکھنے کے لیے مرشدِ کامل کی ضرورت کا انکار کیوں کیا جائے، جب کہ وہی فن سکھانے کی مہارت و اہلیت رکھتا ہے۔ کتبِ تصوف سے نشانِ راہ تو مل سکتا ہے مگر منزل تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ حالات واردات، کیفیات اور روحانی ترقی کے لیے مراقبات کتابوں سے سیکھنے کی چیز ہی نہیں کیونکہ واضع نے ان کے لیے الفاظ ہی وضع نہیں کیے۔ یہ کمالات، شیخ کامل کے سینے سے حاصل ہوتے ہیں، شیخ کے باطن سے اور اس کی روح سے حاصل ہوتے ہیں۔ جس نے ولایت اور معرفت کا عملی نمونہ دیکھا ہی نہیں وہ عارف کیسے بنے گا۔ ہاں! ضرورت اس بات کی ہے کہ شیخ کامل ہو، دل کا اندھا نہ ہو، قوی القلب ہو، جس کے قلب کے انوار اتنے قوی ہوں کہ سالک کی روح اور اس کے باطن کو اپنی طرف کھینچ سکے۔''❷

✿ حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزید فرماتے ہیں:

''جان عزیز ہو اور احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ طب کی کتابوں اور اپنے علم پر بھروسہ نہ کیا جائے، بلکہ اچھی طرح چھان بین کر کے کسی ماہر کو تلاش کیا جائے اور اسی سے علاج کرایا جائے۔ اسی طرح اگر ایمان عزیز ہو اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا مقصود ہو تو معقولیت کا تقاضا یہی ہے کہ آدمی کسی معالج روحانی کو تلاش کرے۔ کیونکہ روحانی طبیب کے بغیر روحانی صحت اور تزکیہ باطن اور تعلق مع اللہ پیدا ہونا محال ہے۔''❸

❶ شریعت وطریقت، ص: 68 ❷ دلائل السلوک، ص: 266، 267 ❸ ایضاً

حضرت مولانا حسین مدنیؒ فرمایا کرتے تھے:

''سلوک کا خلاصہ پندرہ آنے (95 فیصد) رابطہ شیخ ہے اور ایک آنہ (5 فیصد) ذکر وفکر ہے۔''❶

فائدہ: قرآن وسنّت اور کتب تصوّف کی موجودگی کے باوجود ولیٔ کامل، مرشدِ کامل (شیخ) کی بہرحال ضرورت ہے۔

صحبتِ مرشد، وسوسے کا علاج:

مولانا محمد اسمٰعیل السلفیؒ لکھتے ہیں:

''سید (احمد شہید) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وسوسے کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک وسوسہ لاعلاج ہے، اس کے لیے یا تو اللہ سے دُعا کرے، یا کسی کامل پیر کی صحبت میں کچھ عرصہ گزارے۔''❷

ادبِ شیخ:

''سید ابوبکر غزنویؒ ارواح ثلاثہ کے حوالہ سے حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کے بارے فرماتے ہیں:

''حضرت شاہ صاحب کس قدر باادب آدمی تھے کہ اس زین پر بیٹھنا بھی سوئے ادب سمجھا جس پر ان کے شیخ بیٹھے تھے۔ سید احمد شہید کی موجودگی میں شاہ اسماعیل شہید تقریر نہ کرتے تھے، خاموش بیٹھے رہتے کہ میرے شیخ بیٹھے ہیں، ان کی موجودگی میں کیا کہوں۔''❸

ضرورتِ شیخ (صوفیاء کرام کی نظر میں)

حضرت عمر بن شہاب الدین سہروردیؒ (متوفی 632ھ) فرماتے ہیں:

''ہمیں اپنے مشائخ کی اسناد کے حوالہ سے بتایا گیا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کے صحابی عبداللہ بن بشرؓ فرماتے تھے، اگر کسی جگہ بیس آدمی یا اس سے زیادہ موجود ہوں اور ان میں ایک آدمی بھی ایسا نہ ہو جو لوگوں کو اللہ سے ڈراتا ہو تو ان سب کا معاملہ خطرناک ہو جائے گا۔

❶ ارشاد السلوک، ص: 273 ❷ فتاویٰ سلفیہ، ص: 8 ❸ تقاریر و خطابات، سید ابوبکر غزنوی کا خطاب، ج: 1، ص: 16

لہٰذا مشائخ، اللہ کے وقار کا ذریعہ ہیں اور وہی لوگوں کو ظاہری اور باطنی ادب سکھاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ فرماتا ہے:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ..❶

یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت فرمائی تھی سو آپ انہی کی ہدایت کی پیروی کریں۔
مشائخ کو جب ہدایت حاصل ہوئی تو وہ اس بات کے مستحق ہو گئے کہ ان کی پیروی کی جائے۔'' ❷

حضرت امام ابوالقاسم عبدالکریم القشیریؒ (متوفی 465ھ) فرماتے ہیں:

''عبداللہ بن المعلم نے ابوبکر طمستانی سے روایت کی کہ اللہ کی صحبت اختیار کرو، اگر یہ نہ کر سکو تو پھر اس شخص کی صحبت اختیار کرو جسے اللہ کی صحبت حاصل ہے تا کہ اس کی صحبت کی برکت سے تم اللہ عزوجل کی صحبت تک پہنچ جاؤ گے۔'' ❸

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (متوفی 561ھ) فرماتے ہیں:

''اہل دل کی صحبت اختیار کرتا کہ تو بھی صاحب دل ہو جائے۔ تیرے لیے ضرورت ہے شیخ کی جو سمجھدار اور حکمِ خداوندی کی تعلیم کرنے والا ہو کہ تجھ کو مہذب بنائے، علم پڑھائے اور نصیحت کرے۔'' ❹

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ (متوفی 973ھ) فرماتے ہیں:

''اور خشوع وخضوع والوں سے ملتے رہنا اور ان کے پاس اٹھتے بیٹھتے رہنا چاہیے کہ اس کی بدولت ان شاء اللہ تعالیٰ اس کو خشوع (پیدا ہونے) میں امداد واعانت ملے گی۔'' ❺

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی ؒ فرماتے ہیں:

''اسی طرح اہل طریق (اہل تصوف) کا اس پر اتفاق ہے کہ ہر شخص کو کسی ایسے شخص کا دامن پکڑنا واجب ہے جو اِن صفات رذیلہ کے زائل کرنے کا طریقہ بتلائے ... کیونکہ یہ مسلمہ ہے کہ جس چیز کے بغیر واجب پوری طرح ادا نہ ہو سکے وہ بھی واجب ہو جاتے ہیں (تو شیخ کا دامن پکڑنا بھی واجب ہوگا)۔ .. ❻

---

❶ الانعام 6:90 ❷ عوارف المعارف، ص:123 ❸ تصوف کا انسائیکلوپیڈیا، ص:444
❹ فیوض یزدانی، ج:1، ص:166 ❺ الدر المنضود، ص:190 ❻ ایضاً، ص:191

امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ (متوفی 1034ھ) فرماتے ہیں:

''پس فکر ازالہ مرض قلب لازم اور (رُوحانی) اطباء سے رجوع کرنا فرض عین ہوا۔'' ❶

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ (متوفی 1951ء) فرماتے ہیں:

''اور نیت بغیر محبت نہیں سنورتی اور محبت بغیر صحبت اور ذکر پیدا نہیں ہوتی۔'' ❷

فائدہ: اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں ہوگی تو نیت بھی درست ہوگی پھر سب کام رضاء الٰہی کے لیے ہوں گے مگر محبتِ الٰہی کے لیے اللہ والوں کی صحبت اور ذکر ضروری ہے۔

حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ فرماتے ہیں:

لسانی اذکار اور عبادات نافلہ کی بجا آوری کے لیے ان کا صرف جاننا کافی ہے، کسی شیخ مقتداء کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن راہِ سلوک میں بغیر شیخ کامل کی توجہ کے چلنا محال ہے۔ مقامِ احدیت پچاس ہزار سال کی مسافت ہے۔ دُنیا کی اتنی عمر نہیں۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید تسبیحات واذکار کی خاص تعداد پڑھ لینے سے یا خاص خاص اوراد و وظائف پورا کر لینے سے ہی سلوک کے مقامات حاصل ہو جائیں گے۔ مخلوق خدا کو دھوکے میں نہ رکھیں، صاف کہہ دیں ہم سلوک سے واقف نہیں، کسی کامل کی تلاش کریں۔'' ❸

حضرت عمر بن محمد شہاب الدین سہروردیؒ نے فرمایا:

''حضرت ابو یزیدؒ نے فرمایا ہے، جس کا کوئی استاذ نہیں اس کا رہبر شیطان ہے۔'' ❹

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ (متوفی 945ھ) فرماتے ہیں:

''مشائخ کی قدر کون جانتا ہے کہ کس قدر پرورش کرتے ہیں اور نفس وشیطان سے محفوظ رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ شیخ کی مدد کے بغیر نفس وشیطان کے شر سے نجات اور سلامتی مشکل ہے۔

❶ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ، ص:178 ❷ مجالس حضرت رائے پوری، ص:116
❸ دلائل السلوک، ص:50 ❹ عوارف المعارف، ص:135

مَنْ لَّا شَيْخَ لَهٗ فَشَيْخُهٗ شَيْطَانٌ

جس کا کوئی شیخ نہیں، اس کا شیخ شیطان ہے ...

وَالشَّيْطَانُ مَعَ الْوَاحِدِ وَمِنَ الْاِثْنَيْنِ بَعِيْدٌ

اور شیطان اکیلے آدمی کے ساتھ ہوتا ہے، دو آدمیوں سے دور رہتا ہے۔" ❶

حضرت شاہ ولی اللہ ؒ لکھتے ہیں:

"یعنی جس کا کوئی مرشد نہیں، اُس کا پیر شیطان ہے۔" ❷

❶ مکتوبات قدوسیہ، ص: 627 ❷ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، ص: 33

سوال نمبر 5:

تلاوت قرآن اور دیگر عبادات ذکر ہیں پھر دیگر اذکار کی کیا ضرورت ہے؟
کیا ذکرِ لسانی کافی نہیں کہ ذکرِ خفی قلبی بھی کیا جائے؟

جواب:

تلاوت وعبادات کے علاوہ ذِکر کا ثبوت:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ذکر کا بار بار حکم فرمایا ہے۔ ذکرِ الٰہی بے شمار آیات سے ثابت ہے، ذکر کی کوئی مقدار یا حد مقرر نہیں، ہاں اذکرِ دوام، ذکرِ کثیر کا حکم ہے، ذکر کرنے کے لیے کسی خاص حالت کی قید بھی نہیں اکیلے، اکٹھے، کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ذکر کرو۔ لہٰذا کسی خاص طریقہ پر اصرار یا اعتراض، ذکرِ الٰہی سے روکنے کے مترادف ہے۔ ایسے شخص کے لیے وعید ہے:

اَلَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ❶

''جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں ٹیڑھا پن تلاش کرتے ہیں۔''

ذکر کی اہمیت کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کا حکم اللہ رب العزت نے نبی رحمت ﷺ کو دیا، جو خود سراپا ذکر ہی نہیں بلکہ ان کی برکات ذکر تین قرنوں (صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ) کو بلاواسطہ، پھر بالواسطہ ذاکر بنا گئیں۔ اس حکم کے بعد لوگوں کے یہ کہنے کی کوئی حیثیت نہیں کہ ذکر سے مراد صرف نماز، نوافل، تلاوت اور تسبیحات ہیں اور صوفیاء کے طریقے غلط ہیں۔

قرآنِ کریم اور ذکرِ الٰہی

فرمانِ الٰہی:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ
وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا ❷

''یقیناً ایمان والے تو وہ ہیں کہ جب (اُن کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے

❶ ھود:19:11 ❷ الانفال 2:8

دل ڈر جاتے ہیں۔ جب اُن کو اُس کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اُن کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں۔"

فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّهٗ ذِكْرٌ لَكَ فِي السَّمَاءِ وَنُوْرٌ لَكَ فِي الْأَرْضِ ❶

"حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوذرؓ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ تلاوت قرآن کو لازم پکڑو اور ذکر الٰہی کرو کیونکہ اس سے آسمان میں تیرا ذکر ہوگا، زمین پر تیرے لیے نور ہوگا۔"

فائدہ:

مندرجہ بالا آیت قرآنی اور حدیث مبارکہ میں ذکر اور تلاوت کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے اور دونوں کا ثمرہ بھی الگ الگ ہے۔

نماز اور ذکرِ الٰہی:

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ❷

"پس جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے ہوئے بھی پھر جب تم مطمئن ہو جاؤ تو نماز ادا کرو (حالت امن کی طرح) بے شک نماز مسلمانوں پر وقت مقررہ کے ساتھ فرض ہے۔"

حضرت مولانا مفتی رشید احمدؒ فرماتے ہیں:

"اس میں ارشاد ہے کہ نماز میں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اس کو کافی سمجھ کر نماز کے بعد ذکر سے غافل نہ ہو جاؤ بلکہ بعد میں بھی ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہو۔" ❸

❶ مسند احمد عن ابی سعید الخدری، حدیث نمبر:... ج:3، ص:82؛ مسند ابی یعلی، حدیث نمبر 1001، ص:245؛ الترغیب والترھیب، ج:3، ص:530 ❷ النسا 4:103 ❸ تعلیم و تبلیغ اور جہاد کے لیے کثرت ذکر کی ضرورت، ص:18

آیت کریمہ سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔

1۔اوّل آخر نماز کا ذکر ہے۔

2۔نماز کے لیے وقت کی قید ہے۔

3۔درمیان میں ہر حالت میں ذکر کرنے کا حکم ہے جس کے لیے وقت کی قید نہیں اگر چہ نماز بھی ذکر تھی مگر نماز تو ختم ہو چکی، ذکر ختم نہیں ہوا۔

قرآنِ حکیم میں کامل ایمان والوں کی تعریف کے ذیل میں ہے:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ❶

"(ایسے) لوگ ہیں کہ ان کو اللہ کے ذکر اور نماز ادا کرنے سے اور زکوٰۃ دینے سے نہ (دنیا کا) کاروبار غافل کرتا ہے اور نہ خرید و فروخت۔"

اس آیت میں تین طرح کی عبادات کا بیان ہے۔قلبی، بدنی اور مالی۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں:

"ذکر فعل قلب ہے اور نماز فعل جوارح، عبادت بدنی ہے۔ زکوٰۃ عبادت مالی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تجارت وبیع ان کو نہ قلب کی عبادت سے غافل کرتی ہے، نہ بدنی عبادت سے، نہ مالی عبادت سے۔" ❷

نماز اور ذکر کا الگ الگ ہونا ثابت ہے۔نیز ذکر اور صلوٰۃ کو عطف اور معطوف کی صورت میں پیش کیا گیا۔ ❸

حج اور ذکرِ الٰہی:

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ❹

"پھر جب تم عرفات سے واپس چلو تو مشعرِ حرام (مزدلفہ) میں اللہ کا ذکر کرو اور جیسا تم کو سکھایا ہے، ایسے اس کو یاد کرو۔"

---

❶ النور 37:24 ❷ اشرف التفاسیر، ج:3، ص:126، 127؛ القرآن 2:198

❸ تفصیل کے لیے دیکھیے، فضائل ذکر فصل اوّل ص:9، 12، 17 تا 19 ❹ البقرۃ 2:198

تبلیغ اور ذکر الٰہی:

وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي...❶

(حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو ارشاد ہے)

اور میرے ذکر میں سستی نہیں کیجیے گا ...

شیخ المکرم حضرت امیر محمد اکرم اعوان صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں:

''نبیؑ کا وجود ذاکر ہوتا ہے، نبیؑ کا ہر رگ و ریشہ ذاکر ہوتا ہے۔ فرمایا، ذاکر تو ہے لیکن توجہ فرعون کی طرف زیادہ اور ذکر کی طرف کم نہ ہو۔ جب انبیاء کرامؑ کو حکم ہو رہا ہے کہ دورانِ تبلیغ بھی دونوں کی توجہ ذکر کی طرف رہے پھر کون ہے جو کہتا ہے مجھے (ذکر کی) ضرورت نہیں ہے۔''❷

الشیخ حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان صاحب مدظلہ العالی اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مزید فرماتے ہیں:

''آپ دونوں بھائی اس امر کا خیال رکھیں کہ تبلیغ کے دوران فرعون اور اس کے دربار کا کرّ وفر، اس کے ردِّعمل کے خطرات، سب کچھ مل کر ایسی صورت پیدا نہ کر دے کہ میرے ذکر کی طرف توجہ نسبتاً کم ہو جائے۔ اللہ اللہ! دونوں بھائی نبیؑ ہیں اور نبیؑ وہ ہستی ہوتی ہے جس سے اللہ کا ذکر چھوٹ سکتا ہی نہیں مگر اس امر کا امکان تھا کہ ذکر الٰہی جاری رہے مگر زیادہ توجہ فرعون کی طرف ہو جائے تو پہلے فرما دیا کہ آپ کو اللہ کا پیغام تو پہنچانا ہے مگر فرعون کی طرف توجہ دوسرے درجے میں ہونی چاہیے۔ اوّلیت ذکر الٰہی کو حاصل ہو۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ کس کی تبلیغ اس مقام تک پہنچتی ہے؟... پھر ہماری تبلیغ، ذکر الٰہی سے افضل کیونکر ہو گئی؟ حق یہ ہے کہ تبلیغ کی جان بھی ذکر الٰہی ہے۔''❸

مکتوبات حضرت (مولانا محمد الیاس) دہلویؒ بنام کارکنانِ میوات میں فرماتے ہیں:

جن کو بارہ تسبیح (ذکر کے اس طریقہ کو سلسلہ چشتیہ کی دوازدہ تسبیح کہتے ہیں) بتائی ہیں وہ پورا کرتے ہیں یا نہیں اور انہوں نے ہم سے پوچھ کر کیا ہے یا خود اپنی تجویز سے ذکر کرنے والوں کو دیکھ کر شروع کر دیا ہے۔ ہر شخص سے دریافت کر کے نمبر وار تفصیل لکھو۔

---

❶ طٰہٰ 42:20 ❷ طبیب دل تلاش کرو، ص: 17 ❸ ارشاد السالکین، حصہ دوم، ص: 08

جو ذکر بارہ تسبیح کر رہے ہیں ان کو آمادہ کرو کہ وہ ایک ایک چلّہ رائے پور جا کر گزاریں (رائے پور، ضلع سہارنپور میں حضرت شاہ عبدالقادرؒ کی خانقاہ ہے اور ذکر و شغل کی تعلیم و تربیت کی جگہ کو خانقاہ کہا جاتا ہے)۔

میرے دوستو! تمہارے نکلنے کا خلاصہ تین چیزوں کا زندہ کرنا ہے۔ ذکر، تعلیم، تبلیغ یعنی تبلیغ کے لیے باہر نکلنا اور ان کو ذکر و تعلیم کا پابند کرنا۔

اسی طرح حضرت مولانا محمد الیاسؒ اپنے ایک طویل مکتوب کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ:
''اگر تم تبلیغ کی کوشش کے ساتھ ساتھ ذکر پر بھی مداومت رکھو گے تو ان شاء اللہ عجیب و غریب برکات دیکھو گے ... خصوصاً اذکار اور تخلیہ کی فکر میں ساعات کو گزارنے میں مشغول رکھنا ... بس! یہ نکلنے والوں کی ذمہ داریاں ہیں۔''

(تبلیغی) تحریک میں عملی حصہ لینے والوں کا نظام الدین کی مسجد میں بڑا مجمع تھا اور حضرت مولانا (دہلویؒ) کی طبیعت اس قدر کمزور تھی کہ بستر پر لیٹے لیٹے بھی دو چار لفظ بہ آواز نہیں فرما سکتے تھے تو اہتمام سے ایک خاص خادم کو طلب فرمایا اور اس کے واسطے اس سے پوری جماعت کو کہلوایا کہ آپ لوگوں کی یہ ساری چلت پھرت اور ساری جدّ و جہد بے کار ہو گی اگر اس کے ساتھ علم دین اور ذکر اللہ کا اہتمام آپ نے نہیں کیا بلکہ سخت خطرہ ہے اور اندیشہ ہے کہ ان دو چیزوں کی طرف سے تغافل برتا گیا تو یہ جدّ و جہد مبادا فتنہ اور ضلالت کا ایک نیا دروازہ نہ بن جائے۔''

آگے فرماتے ہیں کہ ''علم و ذکر کی اہمیت کو اس سلسلہ میں کبھی فراموش نہ کیا جائے اور اس کا ہمیشہ خاص اہتمام رکھا جائے ورنہ آپ کی یہ تبلیغی تحریک بھی ایک آوارہ گردی ہو کر رہ جائے گی۔

پھر فرمایا کہ ''ذکر، شرِ شیطان سے بچنے کے لیے قلعہ اور حصن حصین ہے لہٰذا جس قدر غلط اور بُرے ماحول میں تبلیغ کے لیے جایا جائے شیاطین جن و انس کے بُرے اثرات سے اپنی حفاظت کے لیے اسی قدر زیادہ ذکر اللہ کا اہتمام کیا جائے۔''

فرمایا، ''تبلیغی دوڑ دھوپ کرنے والوں کو ذکر و فکر اور یکسوئی کے ساتھ اللہ کی عبادت کی خصوصیت سے ضرورت ہے۔''

فرمایا، ''علم وذکر کا کام ابھی تک ہمارے مبلغین کے قبضہ میں نہیں آیا اس کی مجھے بڑی فکر ہے اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ ان لوگوں کو اہلِ علم اور اہلِ ذکر کے پاس بھیجا جائے اور ان کی سرپرستی میں تبلیغ بھی کریں اور ان کی صحبت سے مستفید ہوں۔''

فرمایا، ''ہماری تبلیغ میں علم وذکر کی بڑی اہمیت ہے۔ بدونِ علم، نہ عمل ہو سکے نہ عمل کی معرفت اور بدونِ ذکر علم ظلمت ہی ظلمت ہے، اس میں نُور نہیں ہو سکتا۔ مگر ہمارے کام کرنے والوں میں اس کی کمی ہے۔''

حضرت مولانا محمد یوسفؒ جانشین حضرت دہلویؒ فرماتے ہیں:

''علم وذکر اس کام کے دو بازو ہیں (کسی کسی جگہ گاڑی کے دو پہیوں کی مثال دیا کرتے تھے) ان میں سے ایک کام کی کمی اور سستی اصل کام کے لیے سخت مضر اور کمزور کرنے والی ہے۔''

فرمایا، ہمارے سب کام کرنے والوں کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ تبلیغ کے لیے باہر جانے کے زمانے میں بالخصوص علم وذکر کی طرف بہت زیادہ توجہ کریں ...

میری ایک پرانی تمنا ہے کہ خاص اصولوں کے ساتھ مشائخ طریقت کے یہاں یہ جماعتیں آدابِ خانقاہی کی بجا آوری کرتے ہوئے خانقاہوں میں فیض اندوز ہوں۔'' ❶

حضرت مولانا زکریاؒ، فضائل ذکر میں حضرت مولانا الیاسؒ کے بارے میں فرماتے ہیں، ''ان کے اصولِ تبلیغ سب ہی نہایت پختہ اور ٹھوس ہیں جن کے لیے عادۃً ثمرات وبرکات لازم نہیں۔ ان کے اہم ترین اصول میں سے یہ بھی ہے کہ مبلغین ذکر کا اہتمام رکھیں اور بالخصوص تبلیغی اوقات میں ذکرِ الٰہی کی کثرت کی جائے۔'' ❷

واضح ہوا:

ذکر، تلاوت اور عبادات کے علاوہ ہے ...

---

❶ دعوت تبلیغ میں ذکر واعتکاف کی اہمیت، ص: 13، 16، 18، 22 ❷ فضائل ذکر، ص: 8

ذکرِ قلبی کی ضرورت واہمیت:

ذکر کی تین اقسام ہیں:

(i) لسانی (ii) عملی (iii) قلبی

الحمدللہ! ہمارے ہاں سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ میں تینوں پر عمل ہے ...

'لائحہ عمل' میں 'سالکین کے لیے ہدایات' میں لکھا ہے:

... فرائض کی پابندی کریں بالخصوص نماز باجماعت کا اہتمام کریں۔

... تلاوت قرآن کریم کو روزانہ معمول بنائیں۔

... تہجد باقاعدگی سے پڑھیں۔

... چلتے پھرتے ہر وقت کلمہ طیبہ کو پڑھنے کا معمول بنائیں۔

... روزانہ درود شریف کی ایک مقدار مقرر کرلیں اور پابندی سے پڑھیں۔

... روزانہ کم ازکم سو مرتبہ استغفار پڑھیں۔

... اتباعِ سنّت کا جذبہ اپنے دل میں پیدا کریں۔

... پیٹ کو لقمہ حرام سے اور زبان کو جھوٹ سے بچائیں۔

... اپنے معاملات پر کڑی نگاہ رکھیں کیونکہ حقوق العباد کا معاملہ بڑا نازک ہے۔

... ذکر قلبی خفی صبح وشام پابندی سے کریں۔ [1]

ذکر قلبی کو ترجیح دینے یا افضل سمجھنے کی وجہ قرآن وسنّت (حدیث) ہے۔

مفسرین ومحدثین، علمائے اُمت کا ترجیح دینا اور افضل قرار دینا ہے۔

زبان میری ہے بات اُن کی

[1] لائحہ عمل، ص: 16،15 (عنوان: فوری طور پر کرنے کے کام)

فرضیت ذکر قلبی:

حضرت مولانا سید سعید الحسن شاہ بخاریؒ شاگرد رشید وصاحب مجاز حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ لکھتے ہیں:

حضرت مولانا محمد انشاء اللہ اپنی تفسیر مسمّی تفسیر القرآن، ص:348 میں سورہ اعراف کی آیت:
وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ...
کے تحت لکھتے ہیں کہ'' آیت سے ذکر خفی کی فرضیت ثابت ہوتی ہے مگر یہ ذکر جلی کے منافی نہیں ہے کیونکہ ایک قسم کے فرض ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسری قسم، فرض یا سنت یا مستحب نہ ہو، ہاں! مطلق غفلت مومن کا شیوہ نہیں۔''

اور تفسیر مذکور کے ص:487... وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي...
کے تحت لکھتے ہیں کہ'' یادِ الٰہی فرض ہے۔ جو لوگ خدا کو یاد نہیں کرتے وہ مسلمان نہیں۔ بڑی یاد تبلیغ احکام ہے اس کے بعد نماز، حج، زکوٰۃ وغیرہ، اور اگر ہر وقت یادِ الٰہی میں رہے جیسے صوفیاء کرام کا حال ہے تو یہ اعلیٰ درجہ ہے۔''❶

'ارشاد السلوک' پر تقریظ اوّل مولانا شمس الحق افغانیؒ، تقریظ طبع ثانی مولانا مفتی عطاء الرحمٰن، شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ بہاولپور، رائے گرامی مولانا منظور احمد نعمانی اور مولانا محمد عبد اللہ کی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ یہ محض مولانا محمد انشاء کی رائے نہیں، انہیں حضرات علماء کرام کی تائید حاصل ہے۔ اگر کسی کو فرضیت سے انکار ہے تو افضلیت سے انکار تو ممکن نہیں۔

افضلیت ذکرِ خفی قلبی

قرآن کریم کی روشنی میں:

1- إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا...❷

''جب انہوں نے اپنے ربّ کو پوشیدہ طور پر پکارا۔''

---

❶ ارشاد السلوک، ص: 156 ❷ مریم 3:19

قاضی محمد ثناء اللہ فرماتے ہیں:

وَفِیْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ ذَکَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَبْدَهٗ صَالِحًا ...

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک نیک بندے کو یاد فرمایا اور اس فعل مخفی کے یاد کرنے کو پسند فرمایا۔

نِدَآءً خَفِیًّا...

یعنی حضرت زکریا نے اپنے عبادت خانہ میں آدھی رات میں پوشیدہ طور پر پکارا۔

لِاَنَّ الذِّکْرَ وَالدُّعَاءَ سِرًّا اَکْثَرُ اِخْلَاصًا...❶

اس لیے کہ پوشیدہ ذکر و دعا میں اخلاص زیادہ ہوتا ہے۔

حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں:

''فی نفسہٖ ذکر خفی افضل ہے۔''❷

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی فرماتے ہیں:

یاد رکھیں کہ قیام قیامت تک اور ہر حال میں افضل ذکر، ذکرِ خفی ہے اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے:

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً...❸ اور

وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ...❹

''اور اپنے پروردگار کو دل ہی دل میں یاد کریں عاجزی اور خوف سے اور اونچی آواز کے بغیر صبح و شام (ہمہ وقت)۔''

ذکر تضرع کے ساتھ اور ڈرتے ہوئے کرو، بلند آواز سے ذکر کرنا زیادہ پسندیدہ نہیں ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے:

خَیْرُ الدُّعَاءِ خَفِیٌّ ... ''بہترین دُعا آہستہ (دُعا مانگنا) ہے۔''

ہاں! ذکر بالجہر بھی جائز ہے لیکن ہمارے بزرگ ذکر خفی ہی کی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔❺

---

❶ تفسیر مظہری (عربی)، ج:4، ص:373 ❷ تربیت السالک، ص:844 ❸ الاعراف 55:7

❹ الاعراف 205:7 ❺ ذکر اللہ کے فضائل، ص:22-23

وَ اذۡكُرۡ رَّبَّكَ فِيۡ نَفۡسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيۡفَةً وَّ دُوۡنَ الۡجَهۡرِ مِنَ الۡقَوۡلِ بِالۡغُدُوِّ وَ الۡاٰصَالِ وَلَا تَكُنۡ مِّنَ الۡغٰفِلِيۡنَ ...❶

''اور اپنے پروردگار کو دل ہی دل میں یاد کریں عاجزی اور خوف سے اور اُونچی آواز کے بغیر صبح وشام (ہمہ وقت) اور (کبھی) بھولنے والوں میں شامل نہ ہوں۔''

حضرت مولانا فخر الدین المعروف امام رازی ''فرماتے ہیں:

بِأَنۡ يَذۡكُرَ رَبَّهٗ فِيۡ نَفۡسِهٖ ... أَقۡرَبُ إِلَى الۡإِخۡلَاصِ وَالتَّضَرُّعِ ...❷

کیونکہ اس شرط (یعنی ذکر قلبی) سے ذکر کرنا اخلاص اور تضرع سے زیادہ قریب ہے۔

تفسیر ابی السعود میں ہے کہ:

وَهُوَ عَامٌّ فِي الۡأَذۡكَارِ كَافَّةً فَإِنَّ الۡإِخۡفَاءَ أَدۡخَلُ فِي الۡإِخۡلَاصِ وَأَقۡرَبُ مِنَ الۡإِجَابَةِ ...❸

''اخفاء تمام اذکار کے لیے عام ہے کیونکہ اخفاء (ذکرِ خفی) میں اخلاص کا عنصر سب سے زیادہ ہے اور قبولیت کے اعتبار سے اقرب ہے۔''

فائدہ:

عبادت کی قبولیت کا انحصار اخلاص پر ہے اور ذکر خفی میں سب سے زیادہ اخلاص ہے۔

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ درج بالا آیت سے متعلق لکھتے ہیں:

قَالَ شَيۡخُ (اَنۡوَرُ) لَا نُخۡرِجُ فِيۡهِ عَنِ اللَّفۡظِ وَعُنۡوَانِهٖ إِلٰى غَيۡرِهٖ ...

''حضرت شیخ (انور شاہ کشمیریؒ) نے فرمایا، ہم قرآن کی اس آیت کے لفظ سے باہر نہیں جاتے۔''

فَهُوَ فِي الذِّكۡرِ لَا الصَّلٰوةِ وَإِنۡ كَانَتۡ ذِكۡرًا

''پس! اس سے مراد ذکر ہے نہ کہ نماز، اگرچہ نماز بھی ذکر ہے۔''

قَوۡلُهٗ وَاذۡكُرۡ رَّبَّكَ اَلظَّاهِرُ إِنَّ الۡمُرَادَ بِهٖ ذِكۡرُهٗ فِي الۡقَلۡبِ

''اور وَاذۡكُرۡ رَّبَّكَ سے ظاہر مراد، ذکر قلبی ہے، لسانی نہیں۔ نماز تو ذکر لسانی ہے۔''❹

❶ الاعراف 55:7 ❷ مفاتیح الغیب، ج:4، ص:343 ❸ تفسیر ابی السعود، ج:2، ص:224

❹ نفحۃ العنبر، ص:135

وَلَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَهٗ عَنۡ ذِكۡرِنَا ❶

''اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانیے جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت کا واضح حکم ہے کہ ان کی بات نہ مانیں جن کے دلوں کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں:

''یعنی جن کے دل دنیا کے نشے میں مست ہو کر خدا کی یاد سے غافل ہیں، ایسے بدمست غافلوں کی بات پر آپ کان نہ دھریں۔'' ❷

دوسرے لفظوں میں، جن کے دلوں میں ہماری یاد رچی بسی ہے، ان کی بات مانیں۔

اَلَّذِيۡنَ يَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰى جُنُوۡبِهِمۡ ❸

''وہ جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں)۔''

حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ لکھتے ہیں۔

''اس آیت سے کثرتِ ذکر بلکہ دوام بھی ثابت ہے۔'' ❹

تفاسیر میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کا اس پر مسلسل عمل اس حدیثِ مبارکہ سے ظاہر ہے

عَنۡ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهَا قَالَتۡ كَانَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَذۡكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى كُلِّ اَحۡيَانِهٖ ❺

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''حضور ﷺ ہر وقت اللہ کو یاد فرماتے تھے۔''

اس کے متعلق قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''ذکرِ لسانی مراد نہیں ہے کیونکہ ہر وقت زبانی ذکر ناممکن ہے... ذکرِ دوام ہی اصل مقصد ہے اور اس کا مرتبہ بہت اونچا ہے۔'' ❻

---

❶ الکہف 18:28 ❷ تفسیر عثمانی، ص:396 ❸ آل عمران 3:191 ❹ فوائد و مہمات تصوف، ص:16

❺ سنن ابی داؤد، باب فی الرجل یذکر اللہ تعالیٰ علی غیر طہر، حدیث نمبر:18، ج:1، ص:5؛ تفسیر عثمانی، ص:97؛ تفسیر محمود، ج:1، ص:463 اور معالم العرفان، ص:601 پر ❻ تفسیر مظہری، ج:2، ص:456

سورۃ النساء کی آیت 103، کی تفسیر میں لکھتے ہیں:
"آیت اور حدیث میں دوام ذکر سے ذکر قلبی مراد ہے۔ زبان سے ہر وقت ذکر تو ممکن ہی نہیں۔" ❶
پیر محمد کرم شاہ الازہری ... وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ ... کی تفسیر میں لکھتے ہیں:
"ذکر الٰہی رات دن، صبح و شام کیا کرو۔ لیکن وہ مقام حاصل نہیں ہوتا جب تک دل ذاکر نہ ہو اور حق تو یہ ہے کہ صرف دل کا ذکر ہی حقیقی ذکر ہے کیونکہ ذکر کا معنی ہے طَرْدُ الْغَفْلَةِ ... غفلت کو دور بھگا دینا اور یہ اسی وقت ہوتا ہے جب دل ذاکر ہو کیونکہ زبان بسا اوقات ذکر کرتی ہے لیکن دل غافل ہوتا ہے۔ ایسے ذکر کو ذکر کہنا بڑی زیادتی ہے۔" ❷
قرآن مجید میں جہاں ذکر الٰہی کا حکم ہے اکثر مقامات پر اس کے ساتھ "کثیر" کی صفت موجود ہے مثلاً:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ... ❸
"اے ایمان والو! اللہ کا ذکر بہت کثرت سے کرو۔"
حضرت مولانا سید زوار حسین شاہؒ لکھتے ہیں:
"یہ آیت وقوف قلبی اور ذکر قلبی کی دلیل ہے۔" ❹
وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ... ❺
"کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور کثرت سے ذکر کرنے والی عورتیں۔"
لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ❻
"جو اللہ سے اور روزِ آخرت سے (ملنے کی) اُمید رکھتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو۔"
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ❼
"اے ایمان والو! جب (کفار کی) کسی جماعت سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کا ذکر کثرت سے (بہت زیادہ) کرو تا کہ تم کامیاب رہو۔"

---

❶ تفسیر مظہری، ج:3، ص:257 ❷ ضیاء القرآن، ج:5، ص:405 ❸ الاحزاب 41:33
❹ عمدۃ السلوک، ج:2، ص:285 ❺ الاحزاب 35:33 ❻ الاحزاب 21:33 ❼ الانفال 45:8

حضرت مجاہدؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

لَا يَكُوْنُ عَبْدٌ مِّنَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا حَتّٰى يَذْكُرُ اللّٰهَ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَمُضْطَجِعًا ❶

''کوئی بندہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والا نہیں ہوسکتا، یہاں تک کہ کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ تعالیٰ کو یاد کرے۔''

احادیث کی روشنی میں ذکر الٰہی

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

(۱) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُنَادِىْ مُنَادٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَيْنَ اُولُوا الْاَلْبَابِ قَالُوْا اَىَّ اُولِى الْاَلْبَابِ تُرِيْدُ قَالَ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ج سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ... عُقِدَ لَهُمْ لِوَاءٌ فَاتَّبَعَ الْقَوْمُ لِوَائَهُمْ وَقَالَ لَهُمْ اُدْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ... ❷

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ عقل مند لوگ کہاں ہیں؟ لوگ پوچھیں گے کہ عقلمندوں سے کون مراد ہیں؟ جواب ملے گا وہ لوگ جو اللہ کا ذکر کرتے تھے کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (یعنی ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے) اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یا اللہ! آپ نے یہ سب بے فائدہ تو پیدا کیا ہی نہیں، ہم آپ کی تسبیح بیان کرتے ہیں، آپ ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا لیجیے.... اس کے بعد ان لوگوں کے لیے ایک جھنڈا بنایا جائے گا جس کے پیچھے یہ سب جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل ہو جاؤ۔''

مولانا زکریاؒ فائدہ میں لکھتے ہیں:

''وہ آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں یعنی اللہ کی قدرت کے مظاہر اور اس کی حکمتوں کے عجائب سوچتے ہیں جس سے اللہ جل جلالہٗ کی معرفت میں قوت پیدا ہوتی ہے...

❶ الدر المنثور، ج:2، ص:194 ❷ ایضاً، ج:2، ص:407

پھر فرمایا کہ ''ہلاکت ہے اُس شخص کے لیے جو ان کو پڑھے اور غور وفکر نہ کرے۔''

عامر بن عبد قیسؒ کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سنا ہے کہ

''ایمان کی روشنی اور ایمان کا نور غور وفکر ہے۔''

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِكْرَةُ سَاعَةٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سِتِّیْنَ سَنَةً ... ❶

بروایت ابو ہریرہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ

''ایک ساعت کا غور وفکر ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔''

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَیْرٌ مِّنْ قِیَامِ لَیْلَةٍ ... ❷

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

''ایک ساعت کا غور تمام رات کی عبادت سے افضل ہے۔''

مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں:

''حق تعالیٰ نے کیسا پیارا قانون بتا دیا کہ اللہ والوں کے ساتھ رہنے اور ان سے تعلق اور رابطہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ سے تعلق پہلے سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ دوسری چیز ہے اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرنا، اللہ تعالیٰ کے ذکر کو فکر فی الخلق (یعنی اللہ کی مخلوق میں غور وفکر) کے انوار سے نفس کے ظلماتی پردے ہٹتے چلے جاتے ہیں۔ ذکر کے انوار جب دل میں آتے ہیں تو دل کی تاریکیاں انوارات سے بدل جاتی ہیں، پہلے جب دل تاریک ہوتا تھا تو افکار (سوچیں) بھی تاریک ہوتے تھے، اب نورانی دل میں افکار بھی نورانی پیدا ہوتے ہیں۔ ذکر سے فکر کا جمود (بجھنا) دور ہو جاتا ہے۔ چوتھے پارے میں حق تعالیٰ نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت کاملہ اور عبدیت کاملہ کا ذکر کیا ہے پھر بعد میں فکر ارشاد فرمایا کہ وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ کہ وہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ:

❶ العظمۃ، باب: ما ذکر من الفضل فی المتفکر فی ذلک، ج:1 ص:297؛ حلیۃ الاولیاء، ج:6 ص:208، 299

❷ العظمۃ، باب: ما ذکر من الفضل فی المتفکر فی ذلک، ج:1 ص:297؛ حلیۃ الاولیاء، ج:6 ص:271

وضاحت: مزید دلائل کے دیکھیے: ابن کثیر، ج:1 ص:439؛ الدر المنثور، ج:2 ص:195؛ روح المعانی، ج:3، 4 ص:370

"اے ہمارے پروردگار! یہ آسمان بے ستون، آسمان میں چاند اور سورج اور اتنے بیشمار ستارے اور زمین کے اتنے بیشمار ذرات کا اکٹھا کردینا آپ ہی کی قدرتِ کاملہ کی صفتِ گرامی ہے۔" ❶

فائدہ:

1۔ صحبت اہل اللہ سے کثرتِ ذکر کی توفیق ہوتی ہے۔

2۔ اور کثرتِ ذکر اللہ کی برکت سے فکر حرکت میں آتی ہے۔

3۔ پھر ذاکر حق تعالیٰ کی مصنوعات اور مخلوقات میں غور کرتا ہے اور جہان کا ذرہ ذرہ ہر پتہ اس کے لیے معرفت کا دفتر بن جاتا ہے۔

مولانا زکریا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ:

"غور وفکر کو افضل عبادات اس لیے کہا گیا کہ اس میں معنیٰ ذکر کے تو موجود ہوتے ہی ہیں، دو چیزوں کا اضافہ اور ہوتا ہے، ایک اللہ کی معرفت اس لیے کہ غور وفکر معرفت کی کنجی ہے، دوسری اللہ کی محبت کہ فکر پر یہ مرتب ہوتی ہے۔"

یہی غور وفکر ہے جس کو صوفیاء مراقبہ سے تعبیر فرماتے ہیں۔ بہت سی روایات سے اس کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ❷

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُفَضِّلُ الذِّكْرَ الْخَفِيَّ الَّذِيْ لَا يَسْمَعُهُ الْحَفَظَةُ سَبْعِيْنَ ضِعْفًا فَيَقُوْلُ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ وَ جَمَعَ اللهُ الْخَلَائِقَ لِحِسَابِهِمْ وَ جَاءَتِ الْحَفَظَةُ بِمَا حَفِظُوْا وَ كَتَبُوْا فَيَقُوْلُ اللهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى لَهٗ اِنَّ لَكَ عِنْدِيْ خَبَاءً لَا تَعْلَمُهٗ وَ اَنَا اَجْزِيْكَ بِهٖ وَهُوَ الذِّكْرُ الْخَفِيُّ... ❸

"وہ ذکر خفی جس کو فرشتے بھی نہ سن سکیں ستر (70) درجہ دوچند (دوگنا) ہوتا ہے۔ جب قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہٗ تمام مخلوق کو حساب کے لیے جمع فرمائیں گے اور کراماً کاتبین اعمال نامے لے کر آئیں گے تو ارشاد ہوگا کہ فلاں بندہ کے اعمال دیکھو کچھ اور باقی ہیں؟ وہ عرض

❶ سکونِ قلب کے 100 نسخے، ص: 31 ❷ فضائلِ ذکر، ص: 53

❸ مسند ابی یعلی، حدیث نمبر: 4336/382، ص: 869

کریں گے کہ ہم نے کوئی بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی جو لکھی نہ ہو اور محفوظ نہ ہو۔ تو ارشاد ہوگا کہ ہمارے پاس اس کی ایسی نیکی باقی ہے جو تمہارے علم میں نہیں وہ ذکر خفی ہے۔"

بیہقی نے بھی شعب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَلذِّكْرُ الَّذِيْ لَا تَسْمَعُهُ الْحَفَظَةُ يَزِيْدُ عَلَى الذِّكْرِ الَّذِيْ تَسْمَعُهُ الْحَفَظَةُ سَبْعِيْنَ ضِعْفًا...❶

"جس ذکر کو فرشتے بھی نہ سن سکیں وہ اس ذکر پر جس کو وہ سنیں، ستر درجے بڑھا ہوا ہے۔"

اس سے ذکر خفی ہی مراد ہے۔ اس شعر سے جس میں کہا گیا ہے۔

میانِ عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

عاشق و معشوق میں ایسی رمز ہوتی ہے جس کی فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہوتی۔ ❷

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے فائدہ میں لکھتے ہیں۔

وَاَيْضًا فِيْهِ اَصْلٌ لِلذِّكْرِ الْقَلْبِيِّ الْمَحْضِ الَّذِيْ لَا حَرْكَةَ فِيْهِ لِلِّسَانِ ❸

اسی سے اس ذکر قلبی محض کی بھی اصل نکلتی ہے جس میں زبان کی بالکل حرکت نہ ہو۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ

خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ وَخَيْرُ الرِّزْقِ مَا يَكْفِيْ...❹

"بہترین ذکر، ذکر خفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کا درجہ رکھتا ہو۔"

مولانا تھانوی حدیث سعد ابی وقاص کے فائدہ میں لکھتے ہیں۔

هٰذِهِ الْخَيْرِيَّةُ بِاعْتِبَارِ الْاَصْلِ وَلَا يَسْتَلْزِمُ نَفْيَ خَيْرِيَّةِ الْجَهْرِ لِعَارِضٍ ❺

"اور پھر یہ خیر ہونا (ذکر خفی کا) باعتبار اصل کے ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جہر میں کسی عارض کے سبب بھی خیریت و افضلیت نہ ہو۔"

---

❶ الجامع لشعب الایمان، حدیث نمبر: 551، 552، ج:2، ص: 449، 450؛ کنز العمال، حدیث نمبر: 1751، 1930، ج:1، ص: 371، 400 ❷ فضائل ذکر، ص: 53 ❸ التشرف، ص: 10

❹ مسند احمد، ج:1، ص: 172؛ الجامع لشعب الایمان، حدیث نمبر: 548، ج:2، ص: 446؛ الترغیب والترہیب، ج:4، ص: 160، 161؛ کنز العمال، حدیث نمبر: 1772، ج:1، ص: 374 ❺ التشرف، ص: 62

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

وَهٰذَا اَصْلٌ لِمَنْ يُرَجِّحُ الْخَفِيَّ مِنَ الذِّكْرِ وَ الْقَوْلُ الْفَصْلُ اِنَّهُ اَفْضَلُ فِيْ نَفْسِهٖ ❶

اور یہ حدیث اصل ہے کہ ان لوگوں کی جو ذکر خفی کو ترجیح دیتے ہیں اور اس میں قول فیصل یہ ہے کہ فی نفسہٖ تو یہی افضل ہے۔

اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ وَ خَيْرُ الرِّزْقِ مَا يَكْفِيْ... ❷

''حضرت سعد بن ابی وقاص حضور اقدس ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بہترین ذکر خفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کرے (جس سے ضروریات پوری ہوں)۔''

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ الرِّزْقِ مَا يَكْفِيْ وَ خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ... ❸

حضرت سعید بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کرے اور بہترین ذکر خفی ہے۔''

ابن حبان اور ابو یعلی نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے۔

ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ

اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا خَامِلًا قِيْلَ وَ مَا الذِّكْرُ الْخَامِلُ قَالَ الذِّكْرُ الْخَفِيُّ... ❹

''اللہ کو ذکر خامل سے یاد کیا کرو۔ (صحابہ کرام ؓ نے) دریافت کیا ذکر خامل کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ مخفی ذکر۔''

---

❶ التشرف، ص:220، 221 ❷ مسند احمد، ج:1، ص:172، 173؛ فضائل ذکر، ص:430 تا 433

❸ سنن ابن ماجہ، باب فضل الذکر، حدیث نمبر:3790، ج:2، ص:1245؛

جامع ترمذی، باب ما جاء فی فضل الذکر، ج:62، ص:175؛ سنن ابن ماجہ، باب فضل الذکر، حدیث نمبر:3790، ص:268؛ الجامع لشعب الایمان، حدیث نمبر:51665، ج:2، ص:415، 416

❹ کنز العمال، ابن المبارک، فی الزہد عن ضمرۃ بن حبیب مرسلا، حدیث نمبر، 1772، ج:1، ص:374

ان سب روایات سے ذکرِ خفی کی افضلیت معلوم ہوتی ہے۔ ❶

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ

اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللهِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ... ❷

''حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کا ذکر ایسی کثرت سے کیا کرو کہ لوگ مجنوں کہنے لگیں۔''

دوسری حدیث میں ہے کہ

وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعًا بِلَفْظِ اُذْکُرُوا اللهَ ذِکْرًا یَّقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ اِنَّکُمْ مُرَآءُوْنَ... ❸

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایسا ذکر کرو کہ منافق لوگ تمہیں ریاکار کہنے لگیں۔''

عَنْ اَبِی الْجَوْزَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم

اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللهِ حَتّٰی یَقُوْلَ الْمُنٰفِقُوْنَ اِنَّکُمْ مُرَآءُوْنَ ❹

''تم کثرت سے اللہ کا ذکر کرو یہاں تک کہ منافق کہیں تم دکھاوا کرتے ہو۔''

حضرت مولانا محمد زکریاؒ دونوں احادیث کا ترجمہ لکھنے کے بعد فائدہ میں لکھتے ہیں۔

ف: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ منافقوں یا بیوقوفوں کے ریاکار یا مجنون کہنے سے ایسی بڑی دولت چھوڑنا نہ چاہیے بلکہ کثرت اور اہتمام سے کرنا چاہیے کہ یہ لوگ تم کو پاگل سمجھ کر تمہارا پیچھا چھوڑ دیں۔ ❺

---

❶ فضائل الذکر،ص:53 ❷ صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، حدیث نمبر:817،ج:1،ص:327
مسند احمد،ج:3،ص:71؛ الجامع لشعب الایمان، حدیث نمبر:523،ج:2،ص:421،422
❸ المعجم الکبیر، حدیث نمبر:12786،ج:12،ص:131
❹ الجامع لشعب الایمان، حدیث نمبر:524،ج:2،ص:423 ❺ فضائل الذکر،ص:46،47

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ...❶

"اللہ جل شانہٗ کا خوب کثرت سے ذکر کیا کرو۔"

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر فرمائی:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى اُذْكُرُوا اللهَ ذِكْرًا كَثِيرًا اَنَّ اللهَ تَعَالٰى لَمْ يَفْرِضْ عَلٰى عِبَادِهٖ فَرِيْضَةً اِلَّا جَعَلَ لَهَا حَدًّا مَعْلُوْمًا ثُمَّ عَذَرَ اَهْلَهَا فِيْ حَالِ الْعُذْرِ غَيْرَ الذِّكْرِ فَاِنَّ اللهَ تَعَالٰى لَمْ يَجْعَلْ لَهٗ حَدًّا يَنْتَهِيْ اِلَيْهِ وَلَمْ يَعْذِرْ اَحَدًا فِيْ تَرْكِهٖ اِلَّا مَغْلُوْبًا عَلٰى تَرْكِهٖ فَقَالَ (اُذْكُرُوا اللهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ)... (النساء:103) بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَفِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ وَالْغِنٰى وَالْفَقْرِ وَالسُّقْمِ وَالصِّحَّةِ وَالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَعَلٰى كُلِّ حَالٍ...❷

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کوئی ایسی عبادت فرض نہیں فرمائی جس کی کوئی حد مقرر نہ کردی ہو اور معذور آدمی کا عذر قبول نہ فرمایا ہو مگر ذکر الٰہی ایسی عبادت ہے جس کی کوئی حد مقرر نہیں فرمائی اور نہ کسی کو عقل رہنے تک ذکر چھوڑنے پر معذور قرار دیا، (ترجمہ: تو اللہ کا ذکر کرو کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے ہوئے بھی)، رات میں، دن میں، جنگل میں، دریا میں، سفر میں، حضر میں، فقر میں، تونگری میں، بیماری میں، صحت میں، آہستہ اور پکار کر اور ہر حال میں۔"

مولانا محمد زکریاؒ فرماتے ہیں:

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی نقل کیا ہے کہ "حضرت جبرئیل مجھے اللہ کے ذکر کی اس قدر تاکید فرماتے رہے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ بغیر ذکر کوئی چیز نفع نہ دے گی۔"

ان سب روایات سے معلوم ہوا کہ ذکر کی جتنی بھی کثرت ممکن ہو دریغ نہ کرے۔

---

❶ الاحزاب 41:33 ❷ تفسیر القرآن العظیم، ج:6، ص:386؛ فضائل الذکر، ص:47

مولانا محمد زکریا اسی صفحہ 48 اور 49 کے آخر میں چار مختلف احادیث بیان فرماتے ہیں کہ بہترین لوگ اللہ کے ولی، ذکر کی کنجیاں وہ لوگ ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آئے، اللہ کی یاد تازہ ہو۔ ❶

پھر لکھتے ہیں: ''یہ بات جب ہی حاصل ہوسکتی ہے جب کوئی شخص کثرت سے ذکر کا عادی ہو اور جس کو خود ہی توفیق نہ ہو، اس کو دیکھ کر کیا کسی کو اللہ کی یاد آسکتی ہے؟'' ❷

عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ وَاَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ وَاَرْفَعِهَا فِيْ دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٍ لَّكُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَيْرٍ لَّكُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ ... ❸

''حضرت ابی الدرداءؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمہارے اعمال میں بہترین چیز ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں کو بہت زیادہ بلند کرنے والی اور سونے چاندی کو (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر اور (جہاد میں) تم دشمنوں کو قتل کرو، وہ تم کو قتل کریں، اس سے بھی بڑھی ہوئی۔ صحابہؓ نے عرض کیا، ضرور بتادیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ کا ذکر ہے۔''

حضرت مولانا محمد زکریاؒ لکھتے ہیں:

''یہ عام حالت اور ہر وقت کے اعتبار سے ارشاد فرمایا ہے، ورنہ وقتی ضرورت کے اعتبار

---

❶ اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ الَّذِيْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ ... اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جن انہیں دیکھیں، اللہ یاد آئے (کنز العمال، الحکیم عن ابن عباس، حدیث نمبر: 1784، ج: 1، ص: 375)؛ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ خِيَارُكُمُ الَّذِيْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ ... کیا میں تمہیں تمہارے بہترین کی خبر نہ دوں، تمہارے بہترین وہ لوگ ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آئے (مسند احمد، اسماء بنت یزید، کنز العمال، حدیث نمبر: 1779، ج: 1، ص: 375)؛ اِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيْحَ لِذِكْرِ اللّٰهِ اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ ... بیشک لوگوں میں ذکر اللہ کی کنجیاں ہیں جن انہیں دیکھا جائے، اللہ یاد آئے۔ (کنز العمال، حدیث نمبر: 1790، ج: 1، ص: 376؛ طبرانی عن ابن مسعود) ❷ فضائل ذکر، ص: 48، 49

❸ جامع ترمذی، باب ما جاء فی فضل الذکر، ج: 2، ص: 175؛ سنن ابن ماجہ، باب فضل الذکر، ص: 268؛ الجامع لشعب الایمان، حدیث نمبر: 1665، ج: 2، ص: 414، 415

سے صدقہ، جہاد وغیرہ اُمور سب سے افضل ہوجاتے ہیں۔ اسی وجہ سے بعض احادیث میں ان چیزوں کی افضلیت بھی بیان فرمائی گئی ہے کہ ان کی ضرورتیں وقتی ہیں اور اللہ پاک کا ذکر دائمی چیز ہے اور سب سے زیادہ اہم اور افضل ہے۔ ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہر چیز کے لیے کوئی صاف کرنے والی اور میل کچیل دور کرنے والی چیز ہوتی ہے۔ مثلاً کپڑے اور بدن کے لیے صابون، لوہے کے لیے آگ کی بھٹی وغیرہ، دلوں کی صفائی کرنے والی چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔'' ❶

''اور کوئی چیز اللہ کے عذاب سے بچانے والی اللہ کے ذکر سے بڑھ کر نہیں ہے۔'' ❷

اس حدیث میں چونکہ ذکر کو دل کی صفائی کا ذریعہ اور سبب بتایا ہے۔ اس سے بھی اللہ کا ذکر سب سے افضل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے کہ ہر عبادت اسی وقت عبادت ہوسکتی ہے جب اخلاص سے ہو اور اس کا مدار دلوں کی صفائی پر ہے۔ اسی وجہ سے بعض صوفیا نے کہا ہے کہ اس حدیث میں ذکر سے مراد ذکر قلبی ہے نہ کہ زبانی ذکر۔ اور قلبی ذکر یہ ہے کہ دل ہر وقت اللہ کے ساتھ وابستہ ہوجائے اور اس میں کیا شک ہے کہ یہ حالت ساری عبادتوں سے افضل ہے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ سب سے بڑا عمل کیا ہے؟

انہوں نے فرمایا کہ تم نے قرآن شریف نہیں پڑھا، قرآن پاک میں ہے:

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ... ❸ ''اللہ کا ذکر (یاد) سب سے بڑا ہے۔''

صاحب مجالس الابرار کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اللہ کے ذکر کو صدقہ اور جہاد اور ساری عبادات سے اس لیے افضل فرمایا کہ اصل مقصود اللہ کا ذکر ہے اور ساری عبادتیں اس کا ذریعہ اور آلہ ہیں۔ اور ذکر بھی دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک زبانی اور ایک قلبی جو زبان سے بھی افضل ہے اور وہ مراقبہ اور دل کی سوچ ہے اور یہی مراد ہے اس حدیث سے جس میں آیا ہے

---

❶ اِنَّ لِكُلِّ شَيْئٍ صِقَالَةً وَصِقَالَةُ الْقَلْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَا مِنْ شَيْئٍ اَنْجٰى مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ... (الجامع لشعب الایمان، حدیث نمبر:519، ج:2، ص:419)

❷ وَمَا مِنْ شَيْئٍ اَنْجٰى مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ... (جامع ترمذی، ابواب الدعوات، باب ماجاء فی فضل الذکر، ج:2، ص:175) ❸ العنکبوت 45:29

کہ ایک گھڑی کا سوچنا ساٹھ (60) یا اسّی (80) برس کی عبادت سے افضل ہے۔ ❶

قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

قَالَ رَكْعَتَانِ مُقْتَصِدَتَانِ تَفَكُّرٌ خَيْرٌ مِّنْ قِيَامِ لَيْلَةٍ وَالْقَلْبُ سَاهٍ ❷

''عبداللہ بن مبارکؒ کسی آدمی سے روایت کرتے ہیں، وہ عکرمہ سے وہ ابن عباس سے کہ فکر اور سوچ کے ساتھ دو ہلکی پھلکی رکعتیں غافل قلب کے ساتھ ساری رات کے قیام سے بہتر ہے۔''

مسند احمد میں ہے حضرت سہلؓ حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ

''اللہ کا ذکر اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے سات لاکھ حصہ زیادہ ہوجاتا ہے۔'' ❸

امام محمود بن عمر الزمخشری لکھتے ہیں:

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا عِبَادَةَ كَالتَّفَكُّرِ... ❹

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''تفکر جیسی کوئی عبادت نہیں۔''

حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ ''حیاۃ الصحابہ'' حصہ سوم میں صفحہ 308 سے صفحہ 358 تک ذکر بارے پچاس صفحات لکھتے ہیں۔ ان میں سے ذکر خفی قلبی کے متعلق چند احادیث کے حوالے ملاحظہ ہوں:

مفردون: آگے نکل جانے والے	ص:309
بہت زیادہ ذکر کرنے والے	ص:310،312
صبح وشام ذکر	ص:316
علی الدوام ذکر	ص:316

علامہ محمد بن علی بن محمد الشوکانی (متوفی: 1250ھ)، امام ابن الجزری (متوفی 833ھ) کی کتاب ''عدۃ الحصن الحصین من کلام سید المرسلین'' کی شرح ''تحفۃ الذاکرین'' میں حدیث قدسی:

---

❶ فضائل ذکر، ص:26 ❷ روح المعانی، ج:2، ص:370 ❸ کتاب الذھد والرقائق، باب الاعتبار والتفکر، ص:95

❹ تفسیر الکشاف، ج:1، ص:454؛ الجامع لاحکام القرآن، ج:4، ص:314

وضاحت: اس کتاب کے صفحہ 87 تا 95 تمام احادیث اردو عبارات فضائل ذکر کے صفحہ 24 تا 26، 46 تا 49، 51 تا 54 سے لی گئی ہیں، ماسوائے ص 87 اور 89 پر مولانا اشرف علی تھانویؒ کی عبارت کے۔

فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي بیان کی گئی ہے۔ ❶

''اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں'' کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں: اس حدیث میں یہ احتمال ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ چاہتے ہیں کہ جب بندہ ہونٹ کی حرکت کے بغیر اسے دل میں یاد کرے تو اللہ تعالیٰ اسے لوگوں سے چھپا کر اجر عطا فرمائے اور اسے ایسی عطا دے جس کی اطلاع اس کے علاوہ کسی دوسرے کو نہ ہو۔ نیز یہ احتمال بھی ہے کہ ہونٹوں سے کیا جانے والا ذکر جو جہری ذکر سے کمتر ہو اور مخفی (سرّی) ہو، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس ذکر کا ثواب چھپا کر دیں اور اس پر کسی کو اطلاع نہ دیں۔ ❷

سید ابوبکر غزنویؒ، سید عبداللہ غزنویؒ کے بارے لکھتے ہیں کہ

''وہ آٹھوں پہر، چونسٹھ گھڑی اللہ کے ذکر میں ڈوبے رہتے تھے۔ ان کا گوشت، ان کی ہڈیاں، ان کے پٹھے، ان کا ہر بُنِ مُو اللہ کی طرف متوجہ رہتا تھا اور اللہ کے ذکر میں فنا ہو گیا تھا۔'' ❸

اللہ تعالیٰ سب کو حق بات سمجھنے، اسے قبول کرنے، اس پر عمل کرنے اور اخلاص فی النیت نیز اخلاص فی العمل کی توفیق ارزاں فرمائے۔ آمین!

ذکرِ خفی قلبی کی افضلیت کے بارے مختصر اصوفیاءِ عظام کی آراء پیشِ خدمت ہیں:

حافظ ابن القیم الجوزیؒ ذکر کی پانچ اقسام بیان کر کے لکھتے ہیں:

''رہا صرف دل یا صرف زبان کا ذکر تو اول الذکر، ثانی سے افضل و اعلیٰ ہے کیونکہ قلبی ذکر سے معرفت حاصل ہوتی ہے، جذباتِ عشق و محبت بھڑک اُٹھتے ہیں، شرم و حیا اور خوفِ الٰہی کا تسلّط و غلبہ چھا جاتا ہے، خشیتِ الٰہی اور مراقبہ کی تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ طاعات و عبادات میں خدا کی فرمانبرداری سے تقصیر و چشم پوشی کرنے سے بند کرتا ہے اور گناہوں، بدکاریوں اور نافرمانیوں سے روکنے کا باعث ہوتا ہے۔ لیکن قلبی تعلق کے بغیر صرف زبان سے ذکر کرنے میں

❶ صحیح بخاری، کتاب التوحید، حدیث نمبر:7405، ج:2، ص:1101؛
صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا، حدیث نمبر:2675، ج:2، ص:341

❷ تحفۃ الذاکرین، ص:11 ❸ تقاریر و خطابات، سید ابوبکر غزنوی کا خطاب، ج:1، ص:21

مذکورہ بالا چیزوں سے کوئی بھی حاصل نہیں ہوتی۔'' ❶

ذکر الٰہی کے فوائد میں مزید لکھتے ہیں:

''ذکر تصوف کا اصل اصول ہے اور تمام صوفیہ کے سب طریقوں میں رائج ہے۔ جس شخص کے لیے ذکر کا دروازہ کھل گیا اس کے لیے اللہ جل شانہٗ تک پہنچنے کا دروازہ کھل گیا اور جو اللہ جل شانہٗ تک پہنچ گیا، وہ جو چاہتا ہے پاتا ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے پاس کسی چیز کی بھی کمی نہیں ہے۔'' ❷

حضرت شیخ ابو طالب محمد بن عطیہ مکیؒ (متوفی 383ھ) فرماتے ہیں:

''یہ ذکر و فکر افضل ترین عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا مختصر راستہ ہے۔'' ❸

حضرت ابی بن نصر عبد اللہ علی السراجؒ (متوفی 378ھ) لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو دلوں میں موجود ہوتا ہے یا دل اس میں موجود ہوتے ہیں، احوال کہلاتے ہیں... حال، ذکرِ خفی (بے آواز ذکر) کو کہتے ہیں۔''

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ...

خفی طور پر ذکر کرنا سب سے بہتر ذکر ہوتا ہے۔

حضرت ابی نصرؒ مزید لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حضرت ابن سالم رحمۃ اللہ علیہ سے جب ذکر کے بارے میں پوچھا گیا تو میں نے آپ کا یہ جواب سنا تھا، آپ نے فرمایا، ذکر کی تین قسمیں ہوتی ہیں:

1۔ زبان سے ذکر ... اس پر نیکی کی جزا دس گنا زیادہ ہوتی ہے۔

2۔ دل سے ذکر ... اس ذکر سے سات گنا تک اجر ملتا ہے۔

3۔ تیسرا ذکر وہ ہے جس کے اجر کا وزن نہیں ہوسکتا، نہ ہی گنتی میں آسکتا ہے اور یہ ذکر یوں ہے کہ بندہ اللہ کی محبت سے بھرپور ہوجائے اور اس قرب میں جانے سے اُسے حیا آئے۔ ❹

---

❶ ذکر الٰہی، ص: 228، 229 ❷ ذکر الٰہی، ص: 228، 229 ❸ قوت القلوب، ج: 1، ص: 59

❹ صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، حدیث نمبر: 809، ص: 325؛ مسند ابی یعلی، حدیث نمبر: 43/731، ص: 173؛ الجامع لشعب الایمان، حدیث نمبر: 548 تا 550، ج: 2، ص: 447، 448؛ الترغیب والترہیب، ج: 4، ص: 160

ہے کہ بندہ اللہ کی محبت سے بھرپور ہو جائے اور اس قرب میں جانے سے اُسے حیا آئے۔
حضرت امام ابوالقاسم عبدالکریم القشیری مکیؒ (متوفی 465ھ) فرماتے ہیں:
"ذکر کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا کوئی متعین وقت نہیں بلکہ بندے کو ہر وقت ذکرِ الٰہی کا حکم ہے، خواہ فرض کے طور پر ہو، خواہ استحباب کے طور پر۔ نماز اگرچہ تمام عبادتوں سے اشرف ترین عبادت مگر بعض اوقات میں اس کا ادا کرنا جائز نہیں اور ذکرِ قلب ہر وقت، عام حالات میں ہمیشہ جاری رکھا جا سکتا ہے۔ ذکرِ دوام کے بغیر کوئی شخص اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا۔" ❶
حضرت ابوالحامد محمد غزالیؒ (متوفی 505ھ) فرماتے ہیں:
"جس ذکر سے تاثیر اور نفع ہوا کرتا ہے وہ حضورِ دل کے ساتھ ہمیشہ کو یاد کرنا ہے اور زبان سے ذکر کرنا اور دل سے غافل ہونا بہت کم نافع ہے۔" ❷

زبان در ذکر و دِل در فکر خانہ
چہ حاصل زیں نمازِ پنجگانہ

ترجمہ: زبان ذکر میں مصروف ہو اور دل میں گھر کا خیال، اس نماز پنجگانہ سے کیا حاصل ہو۔
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (متوفی 561ھ) فرماتے ہیں:
"ذاکر وہی ہے جو اپنے قلب سے اللہ کا ذکر کرے اور جو قلب سے ذکر نہ کرے وہ ذاکر نہیں۔" ❸
مولانا سید سعید الحسن شاہؒ لکھتے ہیں۔
"افضلیت ذکرِ خفی و جوازِ ذکرِ جہری، اس میں شک نہیں کہ ذکرِ خفی افضل ہے کیونکہ افضلیت ذکرِ خفی قرآنِ مجید اور احادیث نبویہ ﷺ سے ثابت ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ
خَیْرُ الرِّزْقِ مَا یَکْفِیْ وَخَیْرُ الذِّکْرِ الْخَفِیُّ... ❹
یعنی بہتر رزق وہ ہے جو کفایت کرے اور بہتر ذکر خفی ہے۔
نیز فرماتے ہیں کہ بیہقی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شعب الایمان میں روایت ہے کہ

❶ اللمع، باب:26، کتاب مسائل ذکر، ص:50 ❷ تصوف کا انسائیکلو پیڈیا، ص:343،344
❸ احیاء العلوم، ج:1، ص:559، ❹ فیوضِ یزدانی، ص:168

يَفْضُلُ أَوْ يُضَاعَفُ الذِّكْرُ الْخَفِيُّ الَّذِي لَا تَسْمَعُ الْحَفَظَةُ عَلَى الَّذِي تَسْمَعُهُ سَبْعِينَ ضِعْفًا...❶

''وہ ذکر خفی جسے فرشتے بھی نہ سن سکیں اس ذکر سے جسے وہ سنیں ستر (70) درجے بڑھا ہوا ہے۔''

''یعنی عمل خفی کی فضیلت ظاہر پر 70 درجے بڑھ کر ہے۔''❷

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ﷛ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ:

خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ خَيْرُ الرِّزْقِ أَوِ الْعَيْشِ مَا يَكْفِي...❸

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا:

''بہترین ذکر خفی ہے اور بہترین رزق (یا زندگی گزارنا) وہ ہے جو کفایت کرے۔''❹

ذکر خفی قلبی بہ طریق پاسِ انفاس:

ذکر خفی قلبی کے کئی طریقے ہیں مثلاً وقوفِ قلبی، حبس دم وغیرہ۔

الشیخ حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان صاحب زید مجدہم فرماتے ہیں:

''بزرگانِ دین نے ذکر کے مختلف طریقے اختیار کیے جو سارے کے سارے ذرائع ہیں، مقصد ایک ہی ہے کہ دل میں روشنی آ جائے... ان سب طریقوں میں اختلاف اس لیے ہے کہ وہ ذرائع ہیں۔ مقصد ان برکات کا حصول ہے جو ذات نبی کریم ﷺ کی صحبت میں تقسیم ہوئیں اور لوگوں نے سینہ بہ سینہ صحبت میں رہ کر حاصل کیں اور جو بغیر صحبت کے ممکن نہیں۔ مگر ذکر کے تمام طریقوں میں ایک پابندی شرط ہے یعنی ذکر کا کوئی بھی طریقہ ایسا نہیں اپنایا جائے گا جو خلاف شریعت ہو۔ جہاں سے حضور ﷺ نے روک دیا، وہاں حد ختم ہوگئی۔''❺

---

❶ مسند ابویعلی، حدیث نمبر: 43/731، ص: 173؛ الجامع لشعب الایمان، حدیث نمبر: 550، ج: 2، ص: 448

❷ الجامع الشعب الایمان، حدیث نمبر: 552، ج: 2، ص: 450 ❸ ارشاد السلوک، ص: 175

❹ صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، حدیث نمبر: 809، ص: 325؛ مسند احمد، ج: 1، ص: 172، 180؛ مسند ابی یعلی، حدیث نمبر: 43، 173؛ الجامع لشعب الایمان، حدیث نمبر: 548، 550، ج: 2، ص: 447، 448؛ الترغیب والترہیب، ج: 4، ص: 160 ❺ طریق نسبت اویسیہ ص: 157

نقشبندیہ اویسیہ کا طریقہ ذکر ''پاسِ انفاس'' یعنی سانسوں کی نگرانی کرنا ہے کہ کوئی سانس اللہ کے نام کے بغیر نہ اندر جائے، نہ باہر آئے۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''صوفیاء کے اشغال میں ''پاسِ انفاس'' ظاہر شریعت کے قریب تر ہے۔'' ❶

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے لے کر اب تک یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔

مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ، مولانا محمد قاسم النانوتویؒ کے وقتِ انتقال کا حال یوں بیان فرماتے ہیں:

''حکیم صاحب راوی ہیں کہ حضرت والا کو پہنچانے والوں نے اپنے ذاتی مکان میں جب پہنچادیا، دو بجے کے بعد پاسِ انفاس کی آواز اس زور سے آنے لگی کہ باہر دروازے کے بھی میں نے سنی۔'' ❷

''اندر سے پاسِ انفاس کی آواز کانوں میں آرہی تھی کہ جمعرات کے دن بقول مصنف، بعد نمازِ ظہر اچانک دمِ آخر ہوگیا، ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔'' ❸

مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی صاحب مولانا مفتی عبدالستار صاحبؒ خیر المدارس، ملتان کی وفات پر ان کے حالات میں لکھتے ہیں:

''مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ نے حضرت مفتی صاحبؒ کی طبیعت خراب ہونے کے بعد ''پاسِ انفاس'' کا حکم دیا تھا۔ ان دنوں حضرت مفتی صاحبؒ نے حضرت مولانا عبدالعزیز کو خط لکھا کہ آپ کے ارشاد کے مطابق ''پاسِ انفاس'' کا عمل جاری ہے۔ الحمد للہ! اچھی صفائی ہورہی ہے۔'' ❹

---

❶ ذکر اللہ بطریق پاس انفاس، ص:8-9؛ فیوضات درخواستی، ص:87، 97، 129، 143

❷ سوانح قاسمی حصہ دوم، ص:131 ❸ ایضاً، ص:137، 138 ❹ ماہنامہ الخیر، ص:78

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ لکھتے ہیں:

”ذکر کی اس قدر غیر معمولی زیادتی کرے کہ سانس ذکر کی عادی ہو جائے اور حالتِ بیداری و غفلت میں ذاکر رہے اور پاسِ انفاس سے بہرہ ور ہو ماسوائے اللہ سے قلب بالکل صاف ہو جائے چونکہ یہ ذکر قلب کو بالکل صاف کدورتوں سے پاک کر کے انوارِ الٰہی کا مہبط بنا دیتا ہے اس وجہ سے اس کو اصطلاحِ صوفیہ میں جاروبِ قلب کہتے ہیں۔“ ❶

مقدمہ خزائن العرفان مولانا احمد رضا خان بریلوی بر کنز الایمان میں سوانح اعلیٰ حضرت میں بعنوانِ وفات حسرت آیات لکھا ہے:

”جب طاقت نہ رہی اور سینے میں دم آپہنچا، ادھر ہونٹوں کی حرکت اور ذکر پاسِ انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرۂ مبارک پر ایک لمعہ نور کا چمکا۔“ ❷

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ موصوف کی وفات حالتِ پاسِ انفاس ہوئی۔

”پاسِ انفاس کو درجہ بدرجہ اور آدابِ شریعت پابندی اور اتباع محمد ﷺ اور روحانی شرائط کے ساتھ کرنے سے توجہ الی اللہ میں دوام و استقامت حاصل ہوتی ہے۔ اس ذکر سے بہت جلد تزکیہ نفس ہوتا ہے، عشق اللہ سے دل لبریز ہوتا ہے۔“ ❸

مولانا محمد زکریاؒ فرماتے ہیں کہ:

”پاسِ انفاس جس کے مختلف طریقے ہیں جو مشائخ سلوک کے ہاں متعارف ہیں۔ عمل تو اپنے شیخ کی تجویز پر کرنا چاہیے۔ لیکن اتنا سب میں مشترک ہے کہ ہر سانس کے ساتھ اللہ کا ذکر ہو (خواہ نفی اثبات یا اسم ذات وغیرہ)۔“ ❹

حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں:

”اگر تو مردِ عارف ہے تو پاسِ انفاس حاصل کر کیونکہ جسے پاسِ انفاس حاصل ہو جائے وہ ایک ہی سانس میں دونوں جہان کا مالک ہو جاتا ہے۔“ ❺

---

❶ ضیاء القلوب، ص:19 ❷ خزائن العرفان بر کنز الایمان، ص:3
❸ جان السلوک، ص:118، 119 ❹ شریعت و طریقت کا تلازم، ص:183 ❺ سلطان الوہم، ص:26

مزید فرماتے ہیں:

اے جانِ عزیز! ذکرِ پاس انفاس سے مراد ذکرِ دل ہے اور ذکرِ دل ہی ذکرِ خفی ہے ... انسان کا وہ سانس جو خدا کی یاد میں یعنی اللہ کے دیدار سے مشرف ہو کر نکلتا ہے اگر اسی سانس کی کم سے کم قیمت بھی لگائی جائے تو دنیا و آخرت دونوں اس کی قیمت نہیں ہو سکتے۔" ❶

حضرت مفتی عبدالعزیز صاحب دارالافتاء دارالعلوم امجدیہ، کراچی لکھتے ہیں:

"ذکرِ پاسِ انفاس تقریباً جملہ سلاسل شہزادہ طریقت میں رائج اور ایک بہترین طریقہ ذکر ہے۔" ❷

قرآن وحدیث سے ذکرِ خفی، پاسِ انفاس کا ثبوت

اختصار کے پیشِ نظر چند تحریریں جن میں قرآن وحدیث کا حوالہ ہے، پیش خدمت ہیں۔

حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی صاحب" لکھتے ہیں:

"خشوع نماز میں هُمْ فِيْ صَلوٰتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ❸ اور حضورِ قلب لَا صَلوٰةَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ ❹ مقصود و مامور ہے اور تجربہ سے ذکر و شغل یا مراقبہ کی کوئی خاص صورت و ہیئت جو اس کے مقصد کے حصول میں معین ہے اور اس میں کوئی شرعی ممانعت بھی نہیں، اس کو خود ایجاد و اختیار کر لینا یا دوسرے لوگوں سے معلوم کر لینا ایسا ہی ہے جیسے جہاد کے لیے تیر و تفنگ کی بجائے بندوق یا مشین گن کا اُن سے سیکھ لینا ہے۔ اور صوفیاء میں جو شغل 'پاسِ انفاس' ہے، اس سے یکسوئی ہوتی ہے اور خطرات دفع ہو جاتے ہیں۔" ❺

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ ... ❻

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی صاحب" لکھتے ہیں:

"حضرت امام ابوبکر جصاص" فرماتے ہیں کہ نفسی ذکر کی دوسری صورت ہے کہ انسان اپنے

---

❶ سلطان الوہم، ص: 27،26 ❷ ذکر اللہ بطریق پاس انفاس، ص: 7 ❸ المومنون 2:23
❹ المعتصر من المختصر مشکل الآثار، ج: 1، ص: 43 ❺ فوائد مہمات تصوف، ص: 13 ❻ الاعراف 205:7

قلب، روح یا لطائف کے ساتھ خدا تعالیٰ کا ذکر کرے۔ نفسی ذکر سانس کے ذریعے بھی ہوتا ہے، چنانچہ اصحابِ طریقت پاسِ انفاس کی بھی تلقین کرتے ہیں۔ چنانچہ سانس کے ذریعے ذکر کے لیے ایسی مشق کی جاتی ہے کہ ہر اندر جانے اور باہر آنے والے سانس کے ساتھ خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی انسان سو رہا ہو تب بھی سانس کے ذریعے اس کا ذکر جاری رہتا ہے۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں آتا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَذْكُرُ اللهَ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهٖ... ❶

"یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے۔"

تو بعض بزرگانِ دین اسے قلبی ذکر پر ہی محمول کرتے ہیں کیونکہ زبانی ذکر تو بول و براز، یا مباشرت کے دوران معطل ہو جاتا ہے، مگر قلبی ذکر ہر حالت میں جاری رہتا ہے۔ ❷

حضرت مولانا حمید الرحمٰن صاحب مدرسہ قاسم العلوم شیر انوالہ لاہور ایک فتویٰ کے جواب میں لکھتے ہیں:

"جواب عرض ہے کہ قرآن مجید میں ذکرِ خفی کا ذکر ہے، جیسا کہ:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا... ❸

"اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی سے یاد کر۔"

اور حضرت عائشہؓ سے نقل ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذکرِ خفی جس کو کراماً کاتبین نہیں سنتے، ستر (70) گنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مخلوق کو جمع فرمائیں گے اور کراماً کاتبین

---

❶ سنن ابوداؤد، کتاب الطھارۃ، فی باب الرجل یذکر اللہ (تعالیٰ) علی غیر طھر، حدیث نمبر:18، ج:1، ص:1؛ صحیح بخاری، باب تقضی الحائض المناسک، حدیث نمبر:305، ج:1، ص:44؛ صحیح مسلم، ذکر اللہ تعالیٰ فی حال الجنابۃ، حدیث نمبر:117، 373، ج:1، ص:162؛ مسند ابی عوانہ، حدیث نمبر:578، ج:1، ص:183، 184؛ مسند ابی یعلی، حدیث نمبر:4697/343، 4934/581 ص:864، 905؛ سنن ابن ماجہ، باب ذکر اللہ عزوجل علی الخلاء، حدیث نمبر:302، ص:26 ❷ معالم القرآن، ج:8، ص:672، 673 ❸ الاعراف 7:205

نے جو لکھا ہوگا وہ پیش کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اس کی ایک ایسی نیکی ہے جو تم نہیں جانتے، میں تمہیں بتاتا ہوں وہ ذکر خفی ہے۔"

باقی ذکر خفی کا یہ طریقہ (پاسِ انفاس) استنباطی معلوم ہوتا ہے، میں نے کسی حدیث میں نہیں پڑھا۔ ❶

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَلذِّكْرُ الَّذِيْ لَا تَسْمَعُهُ الْحَفَظَةُ يَزِيْدُ عَلَى الذِّكْرِ الَّذِيْ تَسْمَعُهُ الْحَفَظَةُ سَبْعِيْنَ ضِعْفًا... ❷

"جس ذکر کو فرشتے بھی نہ سن سکیں وہ اس ذکر پر جس کو وہ سنیں، ستر درجے بڑھا ہوا ہے۔"

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُفَضِّلُ الذِّكْرَ الْخَفِيَّ الَّذِيْ لَا يَسْمَعُهُ الْحَفَظَةُ سَبْعِيْنَ ضِعْفًا فَيَقُوْلُ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ وَ جَمَعَ اللهُ الْخَلَائِقَ لِحِسَابِهِمْ وَ جَاءَتِ الْحَفَظَةُ بِمَا حَفِظُوْا وَ كَتَبُوْا فَيَقُوْلُ اللهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى لَهٗ اِنَّ لَكَ عِنْدِيْ خَبَاءً لَا تَعْلَمُهٗ وَاَنَا اَجْزِيْكَ بِهٖ وَهُوَ الذِّكْرُ الْخَفِيُّ. ❸

"حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ذکر خفی جس کو فرشتے نہیں سنتے ستر گنا زیادہ فضیلت دیتے تھے، آپ فرماتے ہیں جب قیامت کا دن ہوگا اور اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو حساب کے لیے جمع فرمائیں گے اور کراماً کاتبین پیش کریں گے جو انہوں نے محفوظ کیا اور لکھا، تو اللہ تعالیٰ اس (بندے) سے کہیں گے (جس کا نامہ اعمال پیش ہوگا) یقیناً میرے پاس تیری پوشیدہ نیکی ہے جسے تو نہیں جانتا، میں تجھے اس کا بدلہ دیتا ہوں، وہ ذکر خفی ہے۔"

مولانا ابوالخلیل (جامعہ رضویہ مظہر اسلام، فیصل آباد) لکھتے ہیں:

"الجواب ھو اللہ الموفق للصواب، 'تذکرہ کریمیہ' میں لکھا ہے:

"سانس کا ذکر: زبان کی بجائے اگر سانس سے ذکر کیا جائے تو یہ بہتر ہے۔" ❹

قرآن مجید میں ہے:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا... ❺

"اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی سے یاد کر۔"

---

❶ ذکر اللہ بطریق پاس انفاس، ص:3،4 ❷ الجامع لشعب الایمان، حدیث نمبر:551، ج:2، ص:449

❸ مسند ابی یعلی، حدیث نمبر:382/4736، ص:869 ❹ تذکرہ کریمیہ، ص:13 ❺ الاعراف 7:205

چونکہ سانس بحکم رب العالمین ہر وقت جاری رہتا ہے۔ اس لیے اگر سانس کے ساتھ ورد پختہ ہو جائے تو ذکر میں دوام پیدا ہو سکتا ہے، نیز زندگی کا خاتمہ ذکر کے ساتھ ہو سکتا ہے جو بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کے علاوہ سانس سے ذکر کرنا ہمارے جسم پر اثر انداز ہوتا ہے۔ زبان سے اگر ایک دفعہ ذکر کیا تو ذکر کی تعداد گویا ایک ہے اور اگر ایک بار سانس سے ذکر کیا جائے تو ذکر کی تعداد گویا اتنی ہوگی جتنے جسم پر (دس کھرب) مسام ہیں۔ صورتِ مذکورہ میں ذکر خفی 'پاسِ انفاس' شرعاً جائز ہے جبکہ بناوٹ یا دکھاوا مدنظر نہ ہو۔"

'تذکرہ کریمیہ' وہ کتاب ہے جس کی حضرت علامہ سید سعید احمد کاظمی شاہؒ نے تصدیق فرمائی ہے۔"❶ (گویا یہ بریلوی مکتبۂ فکر کی مستند کتاب ہے۔)

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ..... بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ❷

مولانا مودودیؒ اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"یاد کرو سے مراد نماز بھی ہے اور دوسری قسم کی یاد بھی، خواہ وہ زبان سے ہو یا خیال سے۔ صبح وشام سے مراد یہی دونوں وقت بھی ہیں اور ان اوقات میں اللہ کی یاد سے مقصود نماز ہے، اور صبح وشام کا لفظ "دائما" کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور اس سے مقصود ہمیشہ خدا کی یاد میں مشغول رہنا ہے۔"❸

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ❹

"یاد سے مراد دل میں بھی اللہ کو یاد کرنا ہے اور زبان سے بھی اُس کا ذکر کرنا ہے۔ دونوں چیزیں ذکر الٰہی کی تعریف میں آتی ہیں۔"❺

حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہؒ لکھتے ہیں: ارشادِ ربانی بنصِ قرآنی ہے:

سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ...❻ "خدا کی صبح وشام تسبیح کیا کرو۔"

نیز فرمایا: فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ...❼

❶ ذکر اللہ بطریق پاس انفاس، ص: 9،8 ❷ الاعراف 205:7 ❸ تفہیم القرآن، ج:2، ص:115
❹ الاعلیٰ 15:87 ❺ تفہیم القرآن، ج:6، ص:315 ❻ الاحزاب 42:33 ❼ النساء 103:4

''پس خدا کو یاد کرتے رہو، اُٹھتے بیٹھتے، لیٹے، یعنی ہمہ وقت (کما ھوالمحاورہ)۔''

ان آیات واحادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو ہمہ وقت ذکر مطلوب ہے۔ اس کی مدح بھی ہے اور فضیلت بھی ہے اور ترغیب بھی ہے۔ ❶

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ لکھتے ہیں:

مسئلہ: کیا ذکر قلبی یا پاسِ انفاس کرنا اس (بیت الخلاء کی) حالت میں جائز ہے؟

''عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَذْكُرُ اللهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ ❷

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا ذکر اپنے تمام اوقات میں کرتے تھے۔''

اس حدیث کے متعلق محدثین کرام کہتے ہیں کہ تمام اوقات قیام، قعود، چلنا پھرنا، لیٹنا وغیرہ مراد ہے اور بیت الخلاء وغیرہ میں ذکر لسانی کو ممنوع قرار دیتے ہیں اور اصحاب سلاسل، بزرگانِ دین اس حدیث کو اپنی عمومیت پر رکھتے ہوئے اس کو ذکر قلبی اور پاسِ انفاس پر محمول کرتے ہیں۔ حدیث ظاہر پر رہتے ہوئے بالکل اسی کے مطابق رہتی ہے۔'' ❸

حضرت مولانا محمد زکریاؒ لکھتے ہیں:

''صوفیاء کی اصطلاح میں ایک معمول کی چیز پاسِ انفاس ہے یعنی اس کی مشق کہ کوئی سانس اللہ کے ذکر کے بغیر نہ اندر جائے، نہ باہر آئے۔ امتِ محمدیہ کے کروڑوں افراد ایسے ہیں جن کو اس کی مشق حاصل ہے۔'' ❹

تو پھر کیا تردّد ہے؟

مولانا نے ہی حدیث کے باب صِفَةُ الْجَنَّةِ وَاَهْلُهَا میں، طویل حدیث میں

---

❶ شریعت وتصوف، ص:142، اسی صفحہ پر اقسام ذکر بیان کی گئی ہیں، ص:144 پر عنوان ہے، ''اشغال'' اور ص:144، 147، 148، 242 پر شغل پاسِ انفاس کا بیان ہے۔ ❹ فضائل الذکر، ص:101، 485

❷ سنن ابوداود، کتاب الطھارۃ، باب فی الرجل یذکر اللہ (تعالیٰ) علی غیر طہر، حدیث نمبر:18، ج:1، ص:14؛ مسند ابی یعلی، حدیث نمبر:343/4697، ص:864؛ صحیح المسند ابی عوانہ، ج:1، ص:217؛ صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب نمبر:7، حدیث نمبر:801، 802، ص:323 ❸ نماز مسنون کلاں، ص:96

اہل جنت کے اصول، ذکر کر کے لکھا ہے کہ وہ تسبیح وتحمید کا ایسا الہام کیے جائیں گے جیسے بلا اختیار تم کو سانس آتا ہے۔

يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَ التَّحْمِيدَ كَمَا تُلْهَمُونَ النَّفَسَ... ❶

محشی نے مرقاۃ سے نقل کیا ہے کہ:

لَا يَتْعَبُوْنَ مِنَ التَّسْبِيحِ وَ التَّهْلِيْلِ كَمَا تَتْعَبُوْنَ اَنْتُمْ ... وَ لَا يَشْغَلُهُمْ شَيْئٌ مِنْ ذٰلِكَ كَمَا لَا يَمْنَعُهُمْ مِنَ النَّفَسِ كَالْمَلَائِكَةِ اَوْ يُرِيْدُ اِنَّهَا تَصِيْرُ صِفَةً لَازِمَةً لَا يَنْفِكُّوْنَ عَنْهَا كَالنَّفَسِ اللَّازِمِ لِلْحَيَوَانِ... ❷

''وہ حضرات تسبیح وتہلیل سے نہ تھکیں گے جیسے تم سانس لینے سے نہیں تھکتے ہو اور جیسے سانس لیتے ہوئے دوسرے کام میں رکاوٹ نہیں ہوتی ہے یا یہ مطلب ہے کہ ذکر ان کی صفتِ لازمہ بن جائے گی جیسا کہ سانس زندگی کے لیے صفتِ لازمہ ہے۔''

حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں:

''حشر کے بعد جنت کا عالم ہے تو بنصِ حدیث اس کی شان یہ ہے، وہاں ہر سانس کے ساتھ طبعی طور پر ذکر اللہ جاری ہوگا۔ اور جب ہر جنتی کو یہ نعمت ذکر عطا ہوگی تو انبیاء بالخصوص سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو اس ذکرِ الٰہی میں ظاہر ہے کہ کہاں تک پہنچا ہوگا۔'' ❸

حضرت مولانا سید سعید الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ (قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کی) درج بالا عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا کی تشریح سے معلوم ہوا کہ جنت میں ہر سانس کے ساتھ طبعاً ذکر نکلتا رہے گا، لہٰذا جو لوگ ذکر اللہ کو طبعی طور پر عالم دنیا میں کرتے ہیں تو وہ عالم عقبیٰ میں بطریق اولیٰ کریں گے اور ذکر کو طبعی طور پر کرنا بغیر مداومت کے نہیں ہو سکتا، پس مداومت ضروری ہے۔'' ❹

حضرت مولانا مقصود بیہوئی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور (بھارت) فتویٰ میں لکھتے ہیں:

''حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا، مذکورہ فی سوال طریقہ ذکر مشائخ صوفیاء کی اصطلاح میں

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا واھلھا، حدیث نمبر:7152، ج:2، ص:379

❷ مرقاۃ المفاتیح، ج:10، ص:325 ❸ شانِ رسالت، ص:107 ❹ ارشاد السلوک، ص:157

'پاسِ انفاس' کہلاتا ہے۔ یہ ذکر کی ایک خاص قسم ہے جو مشائخ حقہ کے معمولات میں سے ہے اور ان کے یہاں معمول بہ ہے۔ اس لیے اولاً تو اس کے معتبر اور ثابت ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ ثانیاً، ایک حدیث سے بھی اس کا استنباط ہو سکتا ہے۔ اہل جنت کے بارے میں آتا ہے:

يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَالتَّحْمِيْدَ كَمَا تُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ...❶

''حاصل یہ ہے کہ اہل جنت کا کوئی سانس ذکر سے خالی نہ جائے گا۔''

نیز عارفین کے نزدیک مقربین و سابقین کے لیے ذکر اللہ پر مداومت کرنا یہ دنیوی جنت ہے۔ اس لیے کہ اللہ کے ذکر پر مداومت کرنے سے بہتر اور بڑھ کر کوئی نعمت نہیں اور یہی دنیوی جنت، اُخروی جنت کے حصول کا ذریعہ ہے۔''❷

الشیخ حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی کے افادات سے جناب ابوالاحمدینؒ ذکر پاسِ انفاس اور لطائف کے بارے میں لکھتے ہیں:

''فی زمانہ کچھ لوگ اس پر معترض ہیں کہ سلسلہ عالیہ میں ذکر پاسِ انفاس یعنی ہر سانس کے ساتھ ذکر اسم ذات ''اللہ ھو'' کی اس قدر تلقین کیوں کی جاتی ہے؟ ذکر کے اور بھی کئی طریقے ہیں تو ہر سانس کے ساتھ دل پر توجہ اور 'اللہ اللہ' کرنے کا اس قدر اہتمام کیوں ہے؟ اس ضمن میں حضرت جنید بغدادیؒ کا ایک انتہائی بصیرت افروز قول ایسے تمام اعتراضات کا سیر حاصل جواب ہے کہ ذکر کا یہ طریقہ پاسِ انفاس کہاں سے آ گیا؟

ایک شب حضرت جنید بغدادیؒ یادِ الٰہی میں مصروف تھے کہ اچانک توجہ میں ارتکاز نہ رہا۔ حجرے سے باہر نکلے تو ایک درویش کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ پوچھا، کس وجہ سے انتظار کر رہے ہو؟ درویش نے سوال کیا، حضرت صرف اتنا بتا دیجیے کہ نفس کا علاج کیسے کیا جائے؟

آپؒ نے فرمایا: ''نفس کو ہر سانس پر اس حد تک کچل کچل کر ختم کر ڈالو کہ اس میں اتنی طاقت ہی نہ رہے کہ وہ ایمان کی شکل اختیار کر لے۔''

اس قول میں سانس کے ساتھ ساتھ ضربات بھی ہیں کہ کچلنے کے لیے محنت چاہیے۔ اور

❶ صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا واھلھا، حدیث نمبر: 7152، 7155، ج: 2، ص: 379

❷ ذکر اللہ بطریق پاس انفاس، ص: 10، 11

خالی سانس ہی نہیں بلکہ ذکر اسمِ ذات بھی کہ سانس، نفس کو کچلنے کے لیے خود کوئی ہتھیار نہیں جب تک اسمِ ذات کی قوت سے لیس نہ ہو۔ ذکر اسمِ ذات کی یہ قوت صرف نفس ہی کو نہیں، خود اس بندے کو درجہ فنائیت عطا کر دیتی ہے۔ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ اویسیہ کے نظامِ تربیت میں ذکر پاسِ انفاس کے ذریعے قلب اور دیگر لطائف کو منور کیا جاتا ہے۔"❶

فوائد:

(1) تلاوت قرآن اور عبادات کے باوجود ذکر کی ضرورت ہے۔

(2) ذکر قلبی، ذکر لسانی سے افضل ہے۔

(3) ذکر خفی قلبی کا طریقہ 'پاسِ انفاس' قرآن وسنت کے سب سے زیادہ قریب ہے۔

اس کتاب کو مرتب کرتے ہوئے خیال آیا کہ بعض حضرات "اَللّٰہ اَللّٰہ" یا "اللہ ھو" کے ذکر اور ضربیں لگانے پر اعتراض کرتے ہیں جبکہ یہ قرآن، حدیث، آثار اور عمل تواتر سے ثابت ہے تو اس کے ثبوت پیش کیے جائیں۔

ذکر اسمِ ذات، اللہ اللہ، کا قرآنِ حکیم سے ثبوت:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ ...❷

"تُو اپنے ربّ کے نام کا ذکر کیا کر۔"❸

ربّ کے نام کے ذکر کا حکم ہے۔ ربّ کا نام "اللہ" ہے۔ اللہ اسمِ ذات ہے، باقی تمام نام صفاتی ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے اللہ عزوجل اپنے حبیب ﷺ کو ایسے کام کا حکم فرمائیں جو جائز نہ ہو اور جو سنّت نہ بنے؟ کیا یہ سوچا جا سکتا ہے کہ اللہ جل جلالہٗ اپنے حبیب (ﷺ) کو حکم فرمائیں اور آپ ﷺ اس پر عمل نہ کریں؟

قاضی محمد ثناء اللہ لکھتے ہیں:

"وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ میں اسمِ ذات کی طرف اشارہ ہوگا۔"❹

---

❶ حیات جاوداں، ج:2، ص:182، 183 ❷ المزمل 8:73 ❸ احسن البیان، مترجم مولانا جونا گڑھی، ص:1625

❹ تفسیر مظہری، ج:12، ص:165

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:

اسی آیت میں ذکر اللہ کے حکم کو لفظ اسم کے ساتھ مقید کر کے وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ فرمایا ہے، وَاذْكُرْ رَبَّكَ نہیں فرمایا۔ اس میں اشارہ اس طرف نکلتا ہے کہ اسم ربّ یعنی اللہ اللہ کا تکرار بھی مطلوب و مامور بہ ہے۔ بعض علماء نے جو صرف اسم ذات اللہ اللہ کی تکرار کو بدعت کہہ دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کو بدعت کہنا صحیح نہیں۔ واللہ اعلم۔"❶

حدیثِ مبارکہ سے ثبوت:

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِي الْاَرْضِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ...❷

"حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک زمین میں اللہ اللہ کہا جائے گا۔"

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰى اَحَدٍ يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ...❸

"حضرت انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی اس شخص پر جو اللہ کہتا ہوگا۔"

شیخ بہاء الدین شطاریؒ فرماتے ہیں:

"ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہو، (بشرطیکہ کوئی شرعی عذر مانع نہ ہو) وہ اللہ کا ذکر کرے اور اس کے ذریعے اپنے قلب کی پاکیزگی حاصل کرے۔"❹

دونوں احادیث سے واضح ہے کہ:

---

❶ معارف القرآن، ج:8، ص:594 ❹ اخبار الاخیار، ص:416

❷ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ذھاب الایمان آخر الزمان، حدیث نمبر:375، 376، ج:1، ص:84 ❸ ایضاً

1۔ جب تک ایک فرد بھی اللہ اللہ کہنے والا موجود ہوگا، قیامت قائم نہ ہوگی۔
2۔ آنحضرت ﷺ نے یہاں سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وغیرہ نہیں فرمایا، صرف اللہ اللہ فرمایا ہے۔ یقیناً ایسا کہنا سنّت ہے اور ایسا کہنے والے قیامت تک ہوں گے۔

اثر تابعی:

حضرت شیخ فریدالدین عطار، حضرت امام جعفر صادق ؒ (جو تابعی ہیں) کے عمل کو بطور ثبوت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ایک مرتبہ آپ (حضرت ابومحمد امام جعفر صادق ؒ) تنہا اللہ اللہ کا ورد کرتے ہوئے کہیں جارہے تھے کہ راستہ میں ایک اور شخص بھی اللہ اللہ کا ورد کرتے ہوئے آپ کے ساتھ ہوگیا۔“ (1)

ذِکر اَللّٰہ ھُوْ

اَللّٰہ ھُوْ (اللہ وہ ہے / اللہ وہی ہے)۔ یہ اسم مفرد نہیں بلکہ مرکب تام یا جملہ ہے جو مبتدا اور خبر سے مرکب ہے۔ اس کے دو اجزاء جب علیحدہ علیحدہ پڑھے جائیں گے تو تلفظ ہوگا، اَللّٰہ ھُوَ۔ جب ان دونوں پر وقف ہوگا تو تلفظ یوں ہوگا، اَللّٰہ ھُوْ۔

تعجب ہے کہ جو حقیقت ایک فلاسفر اور مغربی درسگاہوں کے متعلم مسلمان کی سمجھ میں آگئی، وہ بات عربی مدارس کے پروردہ علماء کو بھی سمجھنا چاہیے۔ سنیے، علامہ اقبال مرحوم کیا کہتے ہیں:

جہانِ دل جہانِ رنگ و بو نیست
دَر و پست و بلند و کاخ و کو نیست
زمین و آسمان و چار سو نیست
دریں عالم بجز اَللّٰہ ھُوْ نیست

ترجمہ: یہ دل کی دنیا، رنگ و بو کی دنیا نہیں ہے۔ اس کے اندر بلندی، پستی، محل اور گلیاں

(1) تذکرۃ الاولیاء، ص:10 (تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: الکشف، ص:702)

ترجمہ: یہ دل کی دنیا، رنگ و بو کی دنیا نہیں ہے۔ اس کے اندر بلندی، پستی محل اور گلیاں نہیں ہیں، اس میں زمین، آسمان اور سمتیں نہیں ہیں۔ اس جہانِ دل میں سوائے 'اَللہ ھُوْ' کے کچھ بھی نہیں۔

بلکہ وہ تو یہاں تک کہہ گئے ہیں اور بڑے وثوق سے کہہ گئے ہیں:

نصیب اوست مرگِ ناتمامے
مسلمانے کہ بے اَللہ ھُوْ نیست

ترجمہ: وہ مسلمان جس نے 'اَللہ ھُوْ' کے بغیر زندگی گزاری، اس کے نصیب میں نہ ختم ہونے والی موت ہے۔

حضرت ابی نصر عبداللہ بن علی السراج الطوسی (متوفی 378ھ) لکھتے ہیں:

صوفیاء یہ بھی بتاتے ہیں کہ اللہ کا اسمِ اعظم 'اللہ' ہے کیونکہ جب اس سے 'الف' ہٹا دیا جائے تو یہ 'للہ' رہ جاتا ہے، اور جب اس سے 'لام' کو الگ کر دیا جائے تو 'لَہٗ' رہ جاتا ہے، اور جب اس سے وہ لام بھی ہٹا دیا جائے تو 'ہٗ' یعنی وہ رہ جاتا ہے اور سارے کے سارے بھید اسی میں پائے جاتے ہیں کیونکہ اس کا معنی 'ھُوْ' ہے۔ اللہ کے دوسرے ناموں میں سے اگر ایک حرف بھی الگ کر دیا جائے تو اُن کا کوئی معنی ہی نہیں رہ جاتا اور نہ ہی اس نام کی طرف اشارہ رہ سکتا ہے جس کے ذریعے اُسے بتایا جا سکے اور یہی وجہ ہے کہ یہ نام اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی اور کا نہیں رکھا جا سکتا۔'[1]

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں، قاضی حمید الدین ناگوریؒ (متوفی 425ھ) فرماتے ہیں:

''اے عزیز! اچھی طرح یاد رکھو اسم 'ھُوْ' اشارہ ہے موجود ازلی وہست لم یزل کی جانب جو تمام اوصاف و کمال سے موصوف اور نقائص و زوال سے پاک و منزہ ہے... یہی وہ پہلا اسم ہے جو اسرار او قاتِ غیب سے دنیا میں ظہور پذیر ہوا ہے جیسا کہ سورہ اخلاص میں ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ[2] سے ظاہر ہے۔ 'ھُوْ' وہ اسم اعظم ہے جس کے انوار کی تجلیات سے پروردگار کے خصوصی اسرار ظاہر ہوتے ہیں اور جبکہ یہ اسم اشارہ ہے تو بیان کی وضاحت کے لیے اسم 'اَللہ' کو اس کے ساتھ

[1] اللمع ص: 177 [2] اخلاص 1:112

لگا دیا جو ھُوَ اللہُ ' ہو گیا... اسم ' ھُوَ ' کہتے رہنا، یہ منتہی اور سابق بالخیرات لوگوں کا کام ہے جو ہزار جان سے اللہ کی عزت کے عاشق ہیں۔ کیونکہ اسم ' ھُوَ ' اسم ' اَللہ ' کا منتہا ہے۔ اس راز سے وہی واقف ہے جس کی جان اللہ کے عشق میں مستغرق ہے۔'' ❶

ضربیں لگانا:

بعض حضرات دورانِ ذکر حرکت کرنے (ضرب لگانے) کو غلط جانتے ہیں۔ بعض حضرات کا کہنا ہے ہم ذکر پاسِ انفاس کو صحیح سمجھتے ہیں مگر '' پاسِ انفاس '' (سانس کی نگرانی) کے ساتھ جسم کی حرکت اکابرین سے نہیں پاتے۔

جواباً عرض ہے اس حرکت کو ضرب لگانا کہتے ہیں، اس کے ثبوت ملاحظہ ہوں۔

مولانا محمود اشرف عثمانیؒ لکھتے ہیں:

'' ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر جائز ہے۔ کھڑے ہو کر ہو، بیٹھ کر ہو، پہلو میں ہو، لیٹ کر ہو، سر جھکا کر ہو یا سر اٹھا کر یا سر ہلا کر، ذکر جلی ہو یا خفی ہو۔ کلمہ طیبہ کا ذکر ہو یا تیسرے کلمہ کا، تسبیح ہو یا تحمید، درود شریف ہو یا استغفار۔ یہ سب سرّاً ہوں یا جہراً، انفراداً ہوں یا اجتماعاً، سب جائز ہیں۔ ذکر اللہ کی کوئی صورت ممنوع نہیں (اِلّا یہ کہ اس میں ذکر اللہ کی بے ادبی اور اہانت نہ ہو)۔'' ❷

حضرت ابو نصر سراج (متوفی 178ھ) لکھتے ہیں:

'' کچھ واردات ایسے ہوتے ہیں جن میں حرکت لازمی طور پر ہوتی ہے چنانچہ ان میں حرکت ہی کامل ہوتی ہے۔'' ❸

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ لکھتے ہیں:

'' اور شاید کہ تُو کہے اے سالک! ضربات اور تشدیدات کے شرط کرنے میں کیا حکمت ہے؟ اور مکانات کی مراعات میں کیا فائدہ ہے؟ تو میں جواب میں کہتا ہوں کہ انسان مخلوق ہے جہاتِ مختلفہ کی طرف متوجہ ہونے پر اور آوازوں کی طرف کان لگانے پر، اور اس پر مجبور ہے کہ اس کے دل میں باتیں اور خطرات گھوما کریں۔ تو علمائے طریقت نے یہ طریقہ نکالا اپنے غیر کی طرف متوجہ ہونے سے روک دینے کا اور خطراتِ بیرونی کے آنے سے باز رکھنے کا، تا کہ آہستہ

---

❶ اخبار الاخیار، ص: 70،67 ❷ تصوف کی حقیقت، ص: 20 ❸ اللمع، ص: 478

آہستہ اپنی ذات سے بھی توجہ ٹوٹ کر اُس کا دھیان نقطہ اللہ پاک سے لگ جائے۔"❶

القول الجمیل کے مترجم مولانا خرم علیؒ حاشیہ میں لکھتے ہیں:

"یاد رکھنا چاہیے یعنی ایسے امور کو مخالف شرع یا داخل بدعات نہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ بعض کم فہم سمجھتے ہیں کیونکہ یہ ممد اور آلہ ہے حضور مع اللہ کے حاصل کرنے کا، جیسے علم صرف ونحو آلہ اور ممد ہیں پڑھنے، عبارتوں، کلام اللہ اور حدیث وغیرہ کتب دینیہ کے۔"❷

مولانا موصوف حاشیہ میں لکھتے ہیں:

"کیونکہ یہ ممد اور آلہ ہے حضور مع اللہ کے حاصل کرنے کا، جیسے علم صرف ونحو آلہ اور ممد ہیں پڑھنے عبارتوں کلام اللہ اور حدیث وغیرہ کتب دینیہ کے۔"❸

مولانا زکریاؒ فضائل ذکر میں فرماتے ہیں:

"ایک حدیث میں آیا ہے کہ شیطان گھٹنے جمائے ہوئے آدمی کے دل پر مسلط رہتا ہے، جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو یہ عاجز و ذلیل ہو کر پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ آدمی غافل ہوتا ہے تو یہ وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔ اس لیے صوفیائے کرام ذکر کی کثرت کراتے ہیں تاکہ قلب میں اس کے وساوس کی گنجائش نہ رہے اور اتنا قوی ہو جائے کہ اس کا مقابلہ کر سکے۔ یہی راز ہے، صحابہ کرامؓ کو حضور اقدس ﷺ کے فیضِ صحبت سے یہ قوتِ قلبیہ اعلیٰ درجہ پر حاصل تھی تو ان کو ضربیں لگانے کی ضرورت پیش نہ آتی تھی۔ حضور ﷺ کے زمانہ سے جتنا بُعد ہوتا گیا اتنی ہی قلب کے لیے مقوی خمیرہ کی ضرورت بڑھتی گئی۔ اب قلوب اس درجہ ماؤف ہو چکے ہیں کہ بہت سے علاج سے بھی وہ درجہ قوت کا حاصل تو نہیں ہوتا لیکن جتنا بھی ہو جائے بساغنیمت ہے کہ وبائی امراض میں جس قدر بھی کمی ہو بہتر ہے۔"❹

---

❶ شفاء العلیل، ص:56 ❷ ایضاً، ص:57 ❸ ایضاً، ص:57 ❹ فضائل الذکر، ص:46

لطائف اور مراقبات

لطائف:

پاسِ انفاس کی کثرت اور توجہِ شیخ سے جب قلب روشن ہوتا ہے تو مزید لطائف کروائے جاتے ہیں۔ لطائف کیا ہیں؟

مفتی محمد شفیعؒ "معارف القرآن" میں تفسیر مظہری سے قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

''روح کی دو قسمیں ہیں، علوی اور سفلی۔ روحِ علوی مادّہ سے تجرّد، اللہ کی ایک مخلوق ہے جس کی حقیقت کا ادراک مشکل ہے۔ اہلِ کشف کو اس کا اصل مقام عرش کے اوپر دکھائی دیتا ہے کیونکہ وہ عرش سے زیادہ لطیف ہے اور روحِ علوی بنظرِ کشفی اوپر نیچے پانچ درجات میں محسوس کی جاتی ہے۔ وہ پانچ یہ ہیں: قلب، روح، سِرّی، خفی، اخفاء۔ اور یہ سب عالمِ امر کے لطائف ہیں جن کی طرف قرآن نے اشارہ فرمایا ہے: قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ --- اور روحِ سفلی وہ بخارِ لطیف ہے جو بدنِ انسانی کے عناصرِ اربعہ: آگ، مٹی، پانی، ہوا سے پیدا ہوتا ہے اور اسی روحِ سفلی کو نفس کہا جاتا ہے۔''❶

اسی حقیقت کی نشاندہی فرماتے ہوئے شیخ المکرم حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان مدظلہٗ العالی فرماتے ہیں:

''انسان پانچ چیزوں کا آمیزہ ہے: آگ، ہوا، پانی، مٹی اور نفس جو ان چاروں عناصر کے ملنے سے بنتا ہے۔ مگر یہ پانچ اجزاءِ بدنِ انسانی ہیں جن پر 'انسان' کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ محققین کے نزدیک جب مطلق انسان بولا جائے گا تو مراد روح سے ہوگی کہ بدن میں جب تک روح نہیں پھونکی جاتی کوئی اسے انسان نہیں کہتا، اور جب روح نکل جاتی ہے تو مردہ نعش تو کہلاتا ہے، انسان نہیں۔''❷

---

❶ معارف القرآن، ج:5، ص:286 ❷ رموزِ دل، ص:10

مزید تفصیل کے لئے ان کتب کو ملاحظہ فرمایئے: دلائل السلوک، ص:43؛ رموزِ دل، ص:12، 13؛ کنوزِ دل، ص:22، 23

حضرت شیخ المکرم مدظلہ العالی مزید فرماتے ہیں:

''روح عالمِ امر سے ہے ... امر اوصافِ باری میں سے ایک صفت ہے۔ اسے دوام ہے، فنا نہیں ... اور اس کے پانچ لطائف بھی عالمِ امر میں سے ہیں جیسے بدن کے اجزا۔ چنانچہ قلب، روح، سرّی، خفی اور اخفاء، یہ پانچ لطائف عالمِ امر سے ہیں۔'' ❶

مولانا امداد اللہ مہاجر مکیؒ فرماتے ہیں:

''جب روح لطیفۂ قلبی کی مشق کامل ہو جائے اور فنائے قلبی حاصل ہو جائے تو باقی لطائف کی الگ الگ مشق کرنا چاہیے اور فنائے لطائف یہی ہے کہ لطیفہ میں مستغرق ہو جائے اور اس میں تکلیف کی ضرورت نہ ہو۔'' ❷

مولانا سید زوار حسین شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

''اب یہ جاننا چاہیے کہ عالمِ امر کے ان پانچوں لطائف کو کمالات کے اعتبار سے ولایت کے پانچ درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر ایک درجہ اولوالعزم نبیوں میں سے کسی ایک نبی کے زیرِ قدم ہے۔'' ❸

حضرت شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان مدفیوضہم فرماتے ہیں:

''پہلا لطیفہ قلب ہے۔ یہ دل کے اندر ایک لطیفۂ ربانی ہے جس پر حضرت آدم علیہ السلام سے فیض آتا ہے۔ اس میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اگر ایمان قبول کرے تو تجلیاتِ باری کا مرکز بھی بن سکتا ہے اور یوں امورِ دنیا میں بھی احکامِ الٰہی اور تعلیماتِ نبوت سے مزین ہو کر شادکام ہوتا ہے اور اسی پر اس کی آخرت کی تعمیر بھی تکمیل پاتی ہے۔'' ❹

حضرت شیخ المکرم مدظلہ العالی مزید فرماتے ہیں:

''تصوت مقاماتِ علیاء کا حصول اور اس کے طفیل عملی زندگی میں اصلاح اور حصول تقویٰ کا

❶ رموزِ دل، ص:10 ❷ کلیاتِ امدادیہ، ضیاء القلوب، ص:47 ❸ عمدۃ السلوک، ص:249 ❹ رموزِ دل، ص:11

نام ہے اور اس کی اساس لطیفہ قلب ہے۔ شیخ کی پہچان بھی یہی ہے کہ اس کی محبت میں قلب منور ہو کر کردار کی اصلاح کا سبب بن جائے۔ قلب بنیاد ہے عالمِ خلق کے عالمِ امر کے ساتھ تعلق کی۔" ❶

فائدہ: اگر صرف پہلے لطیفہ قلب کے منور ہونے کے فوائد عظیم ہیں تو باقی لطائف کے منور ہونے سے قربِ الٰہی کی کیا کیفیات ہوں گی؟

مراقبات

الشیخ حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی فرماتے ہیں:

مراقبہ کا معنی یکسو ہو کر اور گردن جھکا کر بیٹھنا ہے، اور مراد ہے ظاہری آنکھیں بند کر کے، گردن جھکا کر پوری طرح اپنے مقصد کی طرف متوجہ ہونا اور جس مقام کی طرف متوجہ ہوں اس کی کیفیات کو وصول کرنا یا جذب کرنا۔ چنانچہ لطائف کے بعد مراقبات کی ابتداً ہوتی ہے۔" ❷

حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ فرماتے ہیں:

"جب سالک کے لطائف منور ہو جائیں اور اس میں مزید استعداد پیدا ہو جائے تو شیخ کامل اسے سلوک کی منازل اس ترتیب سے طے کراتا ہے۔ اوّل استغراق اور رابطہ کرایا جاتا ہے، پھر مراقباتِ ثلاثہ (احدیت، معیت، اقربیت)، پھر دوائر ثلاثہ، پھر مراقبہ اسم الظاہر و الباطن، پھر سیر کعبہ، سیر صلوٰۃ اور سیر قرآن اور اس کے بعد فنافی الرسول کی منزل آتی ہے۔" ❸

حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مزید فرماتے ہیں:

"اللہ کو منظور ہو تو ولایتِ اولیاء کے منازل انتہا تک طے ہو سکتے ہیں اور کرائے جا سکتے ہیں، مگر چونکہ اس کی انتہا عالمِ امر اور عالمِ حیرت میں جا کر ہوتی ہے اس لیے مدت درکار ہے۔" ❹

---

❶ رموز دل، ص:12 ❷ ایضاً، ص:20 ❸ دلائل السلوک، ص:55 ❹ ایضاً، ص:65

لطائف پر ذکر الٰہی کے اثرات کی تفصیل جاننے کے لیے مطالعہ فرمائیے: رموز دل، ص:13 تا 21؛ کنوز دل، ص:66 تا 75

الشیخ حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی 'کنوز دل' میں مراقبہ' احدیت'
کے بارے میں رقمطراز ہیں:

''مراقبہ احدیت کیا ہے؟ آیۂ کریمہ: اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ... (البقرہ:163)
پر تفکر اور اس کے انوارات و کیفیات سے مستفید ہونا۔''

''یہ درحقیقت عرشِ عظیم کا دروازہ ہے... شیخ توجہ دے کر راہنمائی کرتے ہوئے اسے احدیت پر لے جاتا ہے۔ از خود یہ کام ہرگز ممکن نہیں کہ زمین سے احدیت تک کا فاصلہ بہت زیادہ ہے جو تقریباً پچاس ہزار سال اور وہ بھی نوری سال کا بنتا ہے۔ از خود کوئی جس قدر بھی کوشش کرے راستے کی وسعتوں میں گم ہو جائے گا، ممکن نہیں کہ منزل پہ پہنچ سکے۔ ہاں! شیخ کی توجہ آنِ واحد میں رسائی کا سبب بن جاتی ہے اور یہ اللہ کریم کا خصوصی انعام ہے۔''

''حاصل یہ ہوتا ہے کہ توحید باری پر یقین پختہ ہو کر اس درجہ کو پہنچتا ہے کہ انسان عملی زندگی میں اطاعت پر کاربند ہو جاتا ہے اور غیر اللہ سے امیدیں منقطع ہو کر تمام امیدیں بارگاہِ الوہیت سے وابستہ ہو جاتی ہیں۔'' ❶

مولانا حماد اللہ درخواستی، مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی'' کے افادات، سبق:16 بعنوان مراقبہ معیت (ولایتِ صغریٰ) سے لکھتے ہیں:

''آیۂ کریمہ: وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ (الحدید:4، وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو) کا مضمون لحاظ رکھ کر خلوصِ دل سے زبانِ خیال سے یہ تصور کر لے کہ اس ذاتِ پاک سے جو میرے ساتھ ہے اور کائنات کے ہر ذرّہ کے ساتھ ہے جس کی صحیح کیفیت اللہ ہی جانتا ہے، میرے لطیفہ قلب پر فیض آ رہا ہے۔ فیض کا منشاء ولایتِ صغریٰ کا دائرہ ہے جو اولیاءِ عظام کی ولایت ہے اور اسماء و صفاتِ الٰہی کا ظل ہے۔'' ❷

❶ کنوز دل، ص:82، 83 ❷ فیوضات درخواستی، ص:113

فائدہ: ولایتِ صغریٰ کی تشریح کرتے ہوئے مولانا حماد اللہ درخواستی صاحب لکھتے ہیں:

''اکثر مشائخ نقشبندیہ کا سلوک یہیں تک ہے۔ سالک کو اس مقام کی تکمیل کے بعد طریقہ سکھانے کی اجازت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یاد کے سوا سب کو بھلا دینا اس کو لطیفۂ قلب کی فنا کہتے ہیں اور دوام حضور یعنی یادِ حق میں دائمی طور پر ثابت قدم رہنا کہ کسی وقت بھی غافل نہ ہو اس کو لطیفۂ قلب کی بقاء کہتے ہیں۔ دائرہ ولایتِ صغریٰ یہی ہے۔'' ❶

مگر یہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی ابجد ہے۔

حضرت شیخنا المکرم امیر محمد اکرم اعوان زید مجدہم کے مختلف ارشادات کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''سلوک ختم نہیں ہوتا۔ قربِ الٰہی لامتناہی سلسلہ ہے۔'' ❷

''مراقبات میں ترقی کے ساتھ ولایت میں ترقی ہوتی رہتی ہے۔'' ❸

''شیخ کی توجہ اور مجاہدہ کے مطابق منازل اور مناصب نصیب ہوتے ہیں۔'' ❹

معزز قارئین!

آپ نے سوالات کے جوابات پڑھے۔ دانستہ کوشش کی گئی کہ اپنی بات نہ کریں۔ قرآن وحدیث اور علماء امت کے ارشادات پیش کریں اور فیصلہ آپ پر چھوڑ دیں کہ حق کیا ہے؟

يَهْدِيٓ إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ ... ❺

''ہدایت اس کے لئے ہے جو اس کی طرف رجوع کرے۔''

---

❶ فیوضات درخواستی، ص: 113 ❷ کنز الطالبین، ص: 10، 64 ❸ وضاحت: مولانا شفیق الرحمن درخواستی کے حوالہ سے گزرا، ظاہر ہے پہلے لطیفہ سے ولایت کا پہلا درجہ، پانچویں لطیفہ سے ولایت کا پانچواں درجہ نصیب ہوتا ہے۔ مراقبہ معیت پر ولایتِ صغریٰ مل جاتی ہے تو مزید مراقبات پر ولایت کبریٰ ملتی ہے۔

❹ کنز الطالبین، ص: 62، 87، 107 ❺ شوریٰ 13:42

حضرت العلام مولانا اللہ یار خان قدس سرہ العزیز

اللہ کریم ہر دور میں اپنی ایسی مقرب ہستیوں کو پیدا کرتا آیا ہے جو اُس دور کی ظلمت دور کرنے کے لیے نورِ نبوت کو حاصل کر کے تقسیم فرما سکیں۔ دورِ حاضر کے اندھیروں کو دور کرنے کے لیے اللہ کریم نے حضرت مولانا اللہ یار خانؒ کی صورت ایسی ہستی پیدا کی کہ قرونِ ثلاثہ کے بعد تاریخ تصوف میں پہلی مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں ہر آنے والے کا دل روشن اور اسے شرفِ ولایت نصیب ہوا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار برصغیر کے تبحر علماء میں ہوتا ہے۔ آپ متقدمین کی نہایت اعلیٰ مثال اور ان میں اعلیٰ درجہ کے حامل ہیں۔ آپ ایک بلند پایہ مناظر بھی تھے اور آپ نے عمرِ عزیز کا ایک بڑا حصہ احقاقِ حق میں صَرف کیا۔ آپ کی تصنیف کردہ تحقیقی کتب علماء کے لیے سند کا درجہ رکھتی ہیں۔ آپ کی تصانیف میں دلائل السلوک جیسی شہرۂ آفاق کتاب کے علاوہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حیاتِ برزخیہ، اسرار الحرمین، علم و عرفان اور عقائد و کمالات علمائے دیوبند جیسی بلند پایہ تحقیقی کتب شامل ہیں۔ ان کے علاوہ آپ کی تحقیقی کتب، ریفرنس بکس (Reference Books) کے طور پر جید علماء کے کتب خانوں کی زینت ہیں۔

ایک تبحر عالم، بلند پایہ مصنف و محقق و مناظر ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ کریم نے آپ کو روحانیت کے بھی نہایت اعلیٰ مقام پر فائز فرمایا اور ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ علومِ باطنی سے بھی حصہ وافر عطا فرمایا۔

1936ء میں آپ نے اپنے شیخ کے زیرِ سایہ تصوف و سلوک کے میدان میں قدم رکھا اور 24 برس کی مسلسل کاوش سے اس میں کمال حاصل فرمایا۔ 1962ء میں

1۔ کنز الطالبین، ص: 100

آپ نے سالکین کی تربیت بطریق نسبتِ اویسیہ شروع فرمائی۔ آپ کی صحبت میں سالکین نے لطائف، مراقبات ثلاثہ، فنافی الرسول، فنافی اللہ اور منازل بالا تک ان بلندیوں کو حاصل کیا کہ تاریخ تصوف میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

آپ نے برملا فرمایا:

''مجھ پر اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا احسان ہے کہ میں تزکیۂ باطن کی تربیت کر سکتا ہوں، حتیٰ کہ روحانی تربیت کرنے کے بعد طالب کی روح کو بارگاہِ نبوی ﷺ میں پیش کر کے اسے نبی اکرم ﷺ سے روحانی طور پر بیعت بھی کرا سکتا ہوں۔ اگر کسی میں طلب ہو تو آئے اور اپنا دامن اس دولت سے بھر لے۔ آپ نے بیشمار طالبین کی تربیت فرمائی جن میں بچے، جوان، بوڑھے، خواتین سب شامل ہیں۔ آپ کے تربیت یافتہ آج دنیا کے کونے کونے میں موجود ہیں۔

جس طرح آپ نے علوم ظاہری میں باطل عقائد کی بیخ کنی فرمائی، اسی طرح آپؒ نے شعبۂ تصوف میں رائج خرافات کا شدت سے رد فرمایا اور حقیقی تصوف کی اصل کو اجاگر اور رائج فرمایا۔

آپ نے فرمایا:

''تصوف کے لیے نہ کشف وکرامات شرط ہے، نہ دنیا کے کاروبار میں ترقی دلانے کا نام تصوف ہے۔ نہ تعویذ گنڈوں کا نام تصوف ہے، نہ جھاڑ پھونک سے بیماری دور کرنے کا نام تصوف ہے۔ نہ مقدمات جتنے کا نام تصوف ہے، نہ قبروں پر سجدہ کرنے کا، نہ ان پر چادریں چڑھانے اور چراغ جلانے کا نام تصوف ہے اور نہ آنے والے واقعات کی خبر دینے کا نام تصوف ہے۔ نہ اولیاء اللہ کو غیبی ندا کرنا، مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا تصوف ہے، نہ اس میں ٹھیکیداری ہے کہ پیر کی ایک

توجہ سے مرید کی پوری اصلاح ہوجائے گی اور سلوک کی دولت بغیر مجاہدہ اور بدون اتباع سنت حاصل ہوجائے گی۔ نہ اس میں کشف والہام کا صحیح اترنا لازمی ہے اور نہ وجد وتواجد اور رقص وسرود کا نام تصوف ہے۔ یہ چیزیں تصوف کا لازمہ بلکہ عین تصوف سمجھی جاتی ہیں حالانکہ ان میں سے کسی ایک چیز پر بھی تصوف اسلامی کا اطلاق نہیں ہوتا، بلکہ یہ ساری خرافات اسلامی تصوف کی عین ضد ہیں۔''

آپ حقیقی تصوف کے بارے فرماتے ہیں:

''لغت کے اعتبار سے تصوف کی اصل خواہ صوف ہو اور حقیقت کے اعتبار سے اس کا رشتہ چاہے صفا سے جا ملے، اس میں شک نہیں کہ یہ دین کا ایک اہم شعبہ ہے جس کی اساس خلوص فی العمل اور خلوص فی النیت پر ہے اور جس کی غایت تعلق مع اللہ اور حصول رضائے الٰہی ہے۔ قرآن وحدیث کے مطالعے، نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور آثار صحابہؓ سے اس حقیقت کا ثبوت ملتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے حق کی حفاظت اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ اس کی رحمت یہ کب گوارا کرسکتی ہے کہ وہ اپنے بندوں کو گمراہی کی وادیوں میں بھٹکتا چھوڑ دے۔ چنانچہ ہر دور میں وہ اپنے خاص بندوں کے ذریعے حق کی حمایت اور اصلاحِ خلق کی خدمت لیتا رہا اور صوفیائے کرام نے جس خلوص اور للّٰہیت سے یہ خدمت انجام دی ہے اس کی مثال ملنا ممکن نہیں۔ قلزمِ فیوضات، حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ اس کی بہترین مثال ہیں۔ اللہ کریم ان پر اپنی کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے۔

شیخنا المکرم حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان صاحب مدظلہم،

جانشین حضرت العلام مولانا اللہ یار خان قدس سرہ العزیز

حضرت مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گوہر مراد، اپنے نہایت لائق ہونہار اور سعادتمند شاگرد حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی کو اپنی زندگی میں ہی اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ آپ مدظلہ العالی نے بھی اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے انتخاب کا خوب حق ادا کیا اور کر رہے ہیں۔ آپ نے ظاہری اور باطنی علوم اپنے عظیم المرتبت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہ کر حاصل کیے۔ آپ ولایت خاصہ کے جس مقام پر فائز ہیں اس کا اندازہ صرف اس ایک بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ مدظلہ العالی سے ایک ملاقات میں سالک کے تمام لطائف اللہ اللہ کرنے لگتے ہیں اور اس کی روح مراقبات ثلاثہ تک جانے کی استعداد حاصل کر لیتی ہے۔ اب یہ سالک پر ہے کہ وہ اس کو قائم رکھنے کے لیے کس خلوص سے صحبت شیخ اختیار کرتا ہے اور کتنا مجاہدہ کرتا ہے۔

یہی بات فرماتے ہوئے حضرت مدظلہ العالی رقم طراز ہیں:

"مجھ پر اللہ کا احسان ہے کہ جس کام کے لیے برسوں لگتے ہیں، جس کے لیے بڑے بڑے صوفی برسوں وقت طلب کرتے ہیں، مجھے اللہ نے یہ قوت بخشی ہے کہ وہ بات میں ایک لمحے میں کر سکتا ہوں۔ یہ اللہ کی عطا ہے۔ اگر آپ اس کے طالب ہیں تو یہ اس راستے کی ایک منزل ہے۔"

یہاں ظرف سے زیادہ عطا کیا جاتا ہے۔ بانٹا نہیں، لٹایا جاتا ہے۔ کوئی اس راہ کا مسافر ہونے کی ہمت کرے تو مراقبات ثلاثہ ہی نہیں بلکہ فنا فی الرسول، روحانی بیعت، فنا فی اللہ اور انتہائی بلند منازلِ بالا تک، جہاں تک ہمت ہو شہسواری کر سکتا ہے۔ سالک، مجاہدہ اور فیضِ صحبت، خلوص سے حاصل کرے تو وہاں تک جا سکتا ہے کہ جہاں سمندِ خیال تھک تھک کر گرتا ہے۔ تاریخ تصوف شاہد ہے کہ ان مقامات

کے حصول کے لیے لوگ مشائخ کی صحبت میں اپنی زندگیاں گذار دیتے تھے۔

نہایت بلند باطنی منازل و مناصب کا حامل ہونے کے ساتھ ساتھ شیخ المکرم حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی کی تصانیف ان کے بلند پایہ علمی مرتبہ کا ثبوت ہیں۔ جہاں اللہ کریم نے آپ کو علومِ باطنی سے حظِ وافر عطا فرمایا وہیں ظاہری علوم پر بھی اعلیٰ دسترس عطا فرمائی۔ آپ کے شاعری کے سات مجموعۂ کلام شائع ہو چکے ہیں۔ دُنیا کے کونے کونے میں پھر کر دین پھیلانے کی روئداد کو آپ نے 'غبارِ راہ' کی صورت میں قلمبند فرمایا۔ دیگر کتب کے علاوہ آپ کی تصوف پر کتب میں کنز الطالبین، تعلیمات و برکاتِ نبوت، طریق نسبت اویسیہ، ارشاد السالکین، رموزِ دل اور کنوزِ دل، دیارِ حبیب میں چند روز، شرح دلائل السلوک، شرح مسائل السلوک، نقوشِ حق، نور و بشر کی حقیقت، اور تصوف کیا ہے؟ اس کے علاوہ تصوف اور دینی موضوعات پر کثیر تعداد میں کتابچے اور پمفلٹس شامل ہیں۔ تصوف پہ آپ کی کتب جہاں تصوف و سلوک کے طالبین کے لیے مشعلِ راہ ہیں، وہیں علماء کے لیے باعث راہنمائی بھی ہیں۔

اللہ کریم نے آپ کو علمِ لدنی سے فہمِ قرآن عطا فرمایا کہ آپ نصف صدی سے زیادہ عرصہ سے قرآن حکیم کے مضامین بیان فرما رہے ہیں۔ ربِّ جلیل نے آپ کے لیے ظاہری علوم کو اتنا آسان فرمایا کہ خیر القرون کے بعد آج تک شاید ہی کسی کو قرآنِ حکیم کی تین مرتبہ تفسیر کی سعادت ملی ہو۔ آپ نے پہلی تفسیر قرآن کریم "اسرار التنزیل" کے نام سے تحریر فرمائی جو ہر سال صرف رمضان المبارک میں ہی لکھی گئی اور یوں یہ تفسیر بارہ سال میں مکمل ہوئی۔ دوسری تفسیر آپ نے "ربّ دیاں گلاں" کے عنوان کے تحت بیان فرمائی جو USB، CDs کی صورت میں دستیاب ہے اور ابھی طباعت کے مرحلہ میں ہے۔

الحمدللہ! "اکرم التفاسیر" کے عنوان سے آپ کی بیانیہ تفسیر پایۂ تکمیل تک پہنچ چکی ہے۔ اس تفسیر کے اب تک 24 پارے شائع ہو چکے ہیں اور باقی طباعت کے مراحل میں ہیں۔ آپ کی تینوں تفاسیر مقبولِ خاص و عام ہیں۔

آپ کا انتہائی آسان زبان میں تحریر کردہ قرآن حکیم کا ترجمہ "اکرم التراجم" کے نام سے شائع ہو چکا ہے اور اس کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مختصری مدت میں یہ متعدد بار چھپ چکا ہے۔

آپ مدظلہ العالی ایک کامل صوفی، معلم وادیب اور شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک شعلہ بیان مقرر وخطیب، فلاسفر محقق، ایک ماہر شکاری، طبیب حاذق، اعلیٰ پائے کے نباض اور کئی زبانوں کے ماہر بھی ہیں۔ آپ کا ذریعہ روزگار کھیتی باڑی، کان کنی اور تجارت ہے۔ آپ صقارہ نظام تعلیم کے بانی ہیں جو دینی اور جدید دنیاوی تعلیم کے حسین امتزاج سے باکردار، فعال اور ذمہ دار مسلمان نوجوان معاشرے کو دینے میں کوشاں ہے۔ آپ نے 1988ء میں الفلاح فاؤنڈیشن کی بنیاد رکھی جو دیہی اور دور دراز علاقوں میں عموماً اور قدرتی آفات کی صورت میں خصوصاً عوامی فلاح وبہبود کے کام سرانجام دے رہی ہے۔ آپ کے زیر سرپرستی، سالکین کی رہنمائی کے لیے تصوّف کا ماہنامہ "المرشد" باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ اپنی تمام کاوشوں کے ساتھ اپنے بیان وکردار سے مسلم امّہ کو شریعتِ مطہرہ کے عین مطابق ایک فعال، باکردار، ذمہ دار اور روشن زندگی گزارنے کی دعوت دیتے ہیں اور اپنی پوری توانائیوں اور نظم وضبط کے ساتھ مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے کوشاں ہیں۔

آپ کا فیض پوری آب وتاب کے ساتھ جاری وساری ہے۔

اللہ کریم حضرت شیخ المکرم مدظلہ العالی کی زندگی میں صحت کے ساتھ برکت عطا فرمائیں اور تمام عالم کو آپ مدظلہ العالی کے فیض صحبت سے منور فرمائیں۔ سالکین کو آپ کے زیر سایہ انتہائی بلند منازل کے حصول کی توفیق عطا فرمائیں اور شریعتِ مطہرہ پر خلوص سے گامزن فرمائیں۔

آمین!

صلائے عام ...!!!

الشیخ حضرت مولانا محمد اکرم اعوان دام اللہ فیوضہم کے زیر سایہ
''دارالعرفان منارہ'' واقع خوشاب چکوال روڈ پر سالکین کے لیے تربیت کا مکمل نظام موجود ہے۔ جہاں سالک قلبی اصلاح سے لے کر فنافی الرسول تک اور فنافی الرسول کے بعد منازل بالا تک جا سکتا ہے۔
خواتین بھی باپردہ اور پاکیزہ ماحول میں رہ کر قلبی اصلاح و منازلِ سلوک کو حاصل کر رہی ہیں۔ اللہ کی رضا کے شوقین حضرات و خواتین رابطہ کر سکتے ہیں۔
دنیا کے مختلف ممالک میں ذکرِ قلبی سیکھنے کے لیے دارالعرفان مرکز، پاکستان سے مختلف ممالک میں مقیم نائبین کا رابطہ نمبر حاصل کیا جا سکتا ہے۔
سالکین کی سہولت کے لیے رابطہ نمبرز، ویب سائٹس (web sites) اور سوشل میڈیا (Social media) کے ایڈریسز کتاب کے شروع میں دیئے گئے ہیں۔

''ہے کوئی رضائے باری کا طالب!
جو سچی طلب لے کر آئے اور اپنے نصیب کا حصہ پالے۔''

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ...
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ...

مصادر و مراجع

احسن البیان (تفسیر) مترجم: مولانا محمد جونا گڑھی، سلام پبلشرز، 1998ء
احیاء العلوم، امام ابو الحامد محمد الغزالیؒ، مشتاق بک کارنر، لاہور، س ن
اخبار الاخیار، مولانا عبد الحق محدث دہلویؒ، دار الاشاعت، کراچی، 1997ء
ارشاد السالکین، مولانا امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی، ادارہ نقشبندیہ اویسیہ، دار العرفان، منارہ، چکوال، س ن
ارشاد السلوک، مولانا سعید الحسن شاہ بخاریؒ، دار السعادۃ الصفویہ، بہاولپور، 2007ء
ارشاد السلوک ترجمہ امداد السلوک، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، دار التحقیق والاشاعت، لاہور، 2007ء
اسرار التنزیل، مولانا محمد اکرم اعوان، ادارہ نقشبندیہ اویسیہ، دار العرفان، منارہ، چکوال، پاکستان
اشرف التفاسیر، مولانا اشرف علی تھانویؒ، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، 1425ھ
اشعۃ اللمعات، شاہ عبد الحق محدث دہلویؒ، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر، 1976ء
اکرم التراجم، مولانا امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی، ادارہ نقشبندیہ اویسیہ، دار العرفان، منارہ، چکوال، 2015ء
اکرم التفاسیر، مولانا امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی، ادارہ نقشبندیہ اویسیہ، دار العرفان، منارہ چکوال، 2005ء
الترغیب والترہیب، امام ذکی الدین عبد العظیم المنذریؒ، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی وادلادہ، مصر، 1954ء
التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف، مولانا اشرف علی تھانویؒ، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان 1986ء
التکشف عن مہمات التصوف، مولانا اشرف علی تھانویؒ، تالیفات اشرفیہ، ملتان، س ن
الجامع الاحکام القرآن، محمد بن احمد انصاری القرطبی، مکتبہ غزالی دمشق، س ن
الجامع لشعب الایمان، ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی، مترجم مولانا قاضی ملک محمد اسماعیل، دار الاشاعت کراچی، س ن
الجامع لشعب الایمان، ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی، الدار السلفیہ، بمبئی، 1988ء
الجامع لشعب الایمان، ابوبکر احمد بن الحسین البیہقیؒ، مترجم مولانا قاضی ملک محمد اسماعیل، دار الاشاعت، کراچی، س ن
الجامع لشعب الایمان، ابوبکر احمد بن الحسین البیہقیؒ، الدار السلفیہ، بمبئی، الہند، 1988ء

الدر المنثور، عبدالرحمٰن بن ابوبکر جلال الدین سیوطی، دارالفکر، بیروت، 1993ء

الدر المنضود (ترجمہ البحر المورود)، علامہ عبدالوہاب شعرانی، مترجم مولانا ظفر احمد عثمانی، ادارہ اسلامیات، کراچی، 2002ء

الدعوات الکبیر، ابی بکر احمد بن الحسین البیہقیؒ، المکتب الاسلامی، بیروت، س ن

الرسالۃ القشیریہ، امام ابوالقاسم عبدالکریم القشیری، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن

العظمۃ ابومحمد عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حیا المعروف ابوشیخ الاصفہانی دارالعاصمہ بریاض 1408ھ

الغنیۃ الطالبی طریق الحق، مطبع مصطفےٰ البابی الحلبی، مصر، 1956ء

اللمع، مولانا ابی نصر سراج، اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور، س ن

اللمع، ابی نصر بن عبداللہ علی سراج الطوسی، مترجم شاہ محمد چشتی، ادارہ پیغام القرآن، لاہور، س ن

المعتصر من المختصر من مشکل الآثار، ابوالمحاسن یوسف بن موسیٰ الحنفی، مکتبۃ المتنبی القاہرہ، س ن

المعجم الکبیر، سلیمان بن احمد طبرانیؒ، دارالاحیاء، اثرات العربی، بیروت، س ن

المہند علی المفند یعنی عقائد علمائے اہل سنت دیوبند، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، مدنی کتب خانہ، لاہور 2005ء

امداد السلوک، شیخ قطب الدین دمشقی، مؤلف مولانا رشید احمد گنگوہی، مترجم محمد عاشق الٰہی، ادارہ اسلامیات، لاہور، س ن

امداد الفتاویٰ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، مکتبہ دارالعلوم، کراچی، 1999ء

انتباہ فی سلاسل الاولیاء، شاہ ولی اللہؒ، سید عبدالغنی جعفری کلیسی، آرمی برقی پریس، دہلی، س ن

اہل علم اور ضرورت شیخ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، ادارہ اشاعت، کراچی، 2000ء

بیان القرآن، مولانا اشرف علی تھانویؒ، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، س ن

تحفۃ الذاکرین، علامہ شوکانیؒ، مطبع مصطفےٰ البابی الحلبی، مصر، 1955ء

تحفۃ القاری، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، المکتبۃ العثمانیہ، لاہور، س ن

تذکرۃ الاولیاء، شیخ فریدالدین عطارؒ، ممتاز اکیڈمی، اردو بازار، لاہور، س ن

تذکرۃ الرشید، مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھیؒ، ادارہ اسلامیات، لاہور، 1986ء

تربیت السالک، مولانا اشرف علی تھانویؒ، دارالاشاعت، کراچی، 1988ء

تصوف کا انسائیکلو پیڈیا، ترجمہ: الرسالۃ القشیریہ، امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ھوازن، مترجم عبدالنصیر، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن

تصوف کی حقیقت، مولانا محمود اشرف عثمانی، اددارہ اسلامیات، لاہور، س ن

تصوف کی حقیقت، مولانا محمود اشرف عثمانی مدظلہ، ادارہ اسلامیات، لاہور، 1414ھ

تصوف کیا ہے؟ مولانا محمد منظور نعمانیؒ، ادارہ اسلامیات، لاہور 1981ء

تعارف سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ، ادارہ نقشبندیہ اویسیہ، منارہ، ضلع چکوال، س ن

تعلق مع اللہ، مولانا حکیم محمد اختر، کتب خانہ، کراچی، س ن

تعلیم الاسلام، مفتی کفایت اللہ، قدیمی کتب خانہ، کراچی نمبر 1، س ن

تعلیم وتبلیغ وجہاد کے لیے کثرت ذکر کی ضرورت، مفتی رشید احمدؒ، دارالافتاء والارشاد، کراچی، 1986ء

تفسیر ابی السعود، علامہ ابی السعودؒ، بالمطبعۃ العامرہ الشرفیہ، 1324ھ

تفسیر الجلالین، مولانا جلال الدین محمد بن احمد المحلیؒ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، 1368ھ

تفسیر القرآن العظیم، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، دار الکتب العربیہ، بیروت، س ن

تفسیر کشاف، امام محمود بن عمر الزمخشری، مکتبہ الاستقامہ، قاہرہ، 1946ء

تفسیر عثمانی، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، تاج کمپنی، لاہور/کراچی، 1409ھ

تفسیر محمود، مولانا مفتی محمود، جمعیت پبلیکیشنز، لاہور، 2011ء

تفسیر مظہری، مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، 1980ء

تفسیر مظہری، مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2007ء

تفہیمات الٰہیہ، شاہ ولی اللہؒ، مدینہ برقی پریس، یوپی، 1936ء

تفہیم القرآن، مولانا مودودی، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 1981ء

تقاریر و خطبات، سید ابوبکر غزنویؒ، فاران اکیڈمی، لاہور، 1995ء
جامع العلوم والحکم، علامہ حافظ ابن رجبؒ، المطبع الاسلامی السعودی، لاہور، 1397ھ
جامع البیان، محمد بن جریر طبری، مطبع مصطفیٰ البابی، مصر، 1954ء
جامع ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، 1988ء
جان السلوک (عین السلوک)، پروفیسر میاں اعجاز احمد، میاں جاں پبلی کیشنز، لاہور، 2000ء
حجۃ اللہ البالغۃ، شاہ ولی اللہ"، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور، س ن
حقیقۃ الطریقۃ، مولانا اشرف علی تھانوی"، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، س ن
حلیۃ الاولیا، حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی، دار الفکر، بیروت، 1996ء
حیات جاوداں، ج: اوّل، ابوالاحمدین"، اویسیہ کتب خانہ، لاہور، 2014ء
خزائن العرفان، سوانح اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی، قدرت اللہ کمپنی، لاہور، س ن
خطبات مدنی، مولانا محمد حسین احمد مدنی"، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان، س ن
درس بخاری، مفتی نظام الدین شامزیؒ" النبراس، ادارۃ الانوار، کراچی، س ن
درّ مختار، علامہ محمد علاء الدین شامی الحسکفی"، دار الاحیاء التراث العربی، بیروت، س ن
دعوت و تبلیغ میں ذکر و اعتکاف کی اہمیت، مولانا محمد زکریا کاندھلوی"، مکتبہ دینیات، رائے ونڈ، لاہور، س ن
دلائل السلوک، مولانا اللہ یار خان"، ادارہ نقشبندیہ اویسیہ، دار العرفان، چکوال، 2009ء
دل کی دنیا، مفتی محمد شفیع"، ادارۃ المعارف، کراچی، 2005ء
ذکر اللہ کے فضائل، مولانا محمد تقی عثمانی"، بیت العلوم، لاہور، س ن
ذکر الٰہی (ترجمہ: الوابل الصیب عن الکلم الطیب)، حافظ ابن قیمؒ، الدار السلفیہ شاہی ممبئی، انڈیا، س ن
ذکر اللہ بطریق پاس انفاس، ادارہ نقشبندیہ اویسیہ، دار العرفان، منارہ، چکوال، ن س
راہ سنت، مولانا سرفراز خان صفدر"، ادارہ نشر و اشاعت، گوجرانوالہ، 1965ء

ردّ المحتار علی الدرّ المختار، علامہ ابن عابدین شامیؒ، دار الاحیاء التراث العربی، بیروت، س ن
رسالہ دینیات، مولانا مودودی، دفتر ترجمان القرآن، اچھرہ، لاہور، س ن
رسالہ فوائد مہمات تصوف و دفع مغالطات، مولانا عبداللہ بہلوی، عبدالرشید نعیم اللہ، سرگودھا، 1384ھ
رموز دل، مولانا امیر محمد اکرم اعوان، ادارہ نقشبندیہ اویسیہ، منارہ، ضلع چکوال، س ن
روح المعانی، سید محمود آلوسی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1994ء
سر الاسرار، شیخ عبدالقادر جیلانی، مترجم احسن علی سروری، سلطان الفقر پبلی کیشنز، لاہور، س ن
سکونِ دل کے 100 نسخے، مجموعہ افادات، مولانا اشرف علی تھانوی، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، 1433ء
سلطان الوہم (کلاں)، سلطان باہوؒ، مترجم حافظ حماد الرحمٰن، سلطان الفقر پبلی کیشن، لاہور، 2012ء
سنن ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہؒ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، 1407ھ
سنن ابی داؤد، ابوداؤد سلیمان بن الاشعثؒ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، 1407ھ
سوانح قاسمی، مولانا سید مناظر احسن گیلانی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن
شانِ رسالت ﷺ، قاری محمد طیبؒ، کتب خانہ صدیقیہ، ملتان، س ن
شرح الکامل النواوی، یحیٰی بن شرف النواوی، قدیمی کتب خانہ، کراچی، 1956ء
شریعت و تصوف، شاہ مسیح اللہؒ، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، 1425ء
شریعت و طریقت، مولانا اشرف علی تھانویؒ، ادارہ اسلامیات، لاہور 1981ء
شریعت و طریقت کا تلازم، مولانا محمد زکریاؒ، دار الاشاعت، کراچی، 1399ھ
شفاء العلیل (ترجمہ القول الجمیل، شاہ ولی اللہؒ (مترجم: مولانا خرم علی)، اسلامی اکادمی، لاہور، س ن
صحیح ابن حبان، الامیر علاء الدین علی بلبان فارسیؒ، دار المعرفۃ، بیروت، س ن
صحیح بخاری، محمد بن اسماعیل بخاریؒ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، 1961ء
صحیح مسلم، ابوالحسین مسلم بن حجاجؒ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، 1958ء

صحیح موارد الظمآن، ابن حبان نورالدین حافظ، دار الصمیعی، ریاض، س ن
صحیح مسند ابی عوانہ، عوانہ یعقوب بن اسحاق، دار المعرفۃ، بیروت، س ن
صراط مستقیم، شاہ اسماعیل شہید ؒ، محمد سعید اینڈ سنز ناشران کتب، کراچی، 2004ء
ضیاء القرآن، پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 1399ھ
ضیاء القلوب، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ؒ، مکتبۃ العلم، لاہور، س ن
طلیب دل تلاش کرو، مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی، ادارہ نقشبندیہ اویسیہ، دار العرفان، منارہ، چکوال، 2008ء
طریق السلوک فی آداب الشیوخ، آسیہ اعوان صاحبہ، الخیر پبلی کیشنز، فیصل آباد، 2003ء
طریق نسبت اویسیہ، مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ، ادارہ نقشبندیہ اویسیہ دار العرفان، منارہ چکوال، 2008ء
عقائد و کمالات علمائے دیوبند، ادارہ نقشبندیہ اویسیہ، دار العرفان، منارہ، ضلع چکوال، س ن
عقائد علماء دیوبند، مولانا خلیل احمد، مدنی کتب خانہ، لاہور، س ن
عمدۃ السلوک، مولانا سید زوار حسین شاہ ؒ، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی، 2013ء
عمدۃ القاری، علامہ بدر الدین ابو محمد محمود العینیؒ، ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، بمصر، س ن
عوارف المعارف، عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی ؒ، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، لاہور، حیدر آباد، س ن
فتاویٰ ثنائیہ، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مکتبہ ثنائیہ، سرگودھا، 2006ء
فتاویٰ رشیدیہ، مولانا رشید احمد گنگوہی ؒ، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، 1985ء
فتاویٰ سلفیہ، مولانا محمد اسماعیل سلفی، اسلامک پبلشنگ ہاؤس، لاہور، 1987ء
فضائل ذکر، مولانا محمد زکریا ؒ، کتب خانہ فیضی، لاہور، س ن
فقہ اور تصوف: ایک تعارف، مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ، ادارۃ المعارف، کراچی، 1995ء
فوائد مہمات تصوف و دفع مغالطات، مولانا عبداللہ بہلوی ؒ، عبدالرشید، سرگودھا، 1384ھ
فہم حدیث، مفتی عبدالواحد، مجلس نشریات اسلام، کراچی، 2014ء

فیض الباری، الشیخ محمد انور کشمیری"، مکتبہ حجازی بالقاہرہ، مصر، 1938ء

فیوضِ یزدانی، شیخ عبدالقادر جیلانی"، مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، 1982ء

فیوضات حسینی المعروف بہ تحفہ ابراہیمیہ، مولانا حسین علی، مترجم صوفی عبدالحمید خان، مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ، 1993ء

فیوضات درخواستی، مولانا شفیق الرحمان درخواستی مدظلہ، مکتبہ شیخ درخواستی، خانپور، 2014ء

قصد السبیل (تسہیل)، مولانا اشرف علی تھانوی"، دار الاشاعت، کراچی، س ن

قوت القلوب، شیخ ابوطالب محمد بن عطیہ مکی"، دار الاشاعت، کراچی، 1397ھ

کتاب ختم الاولیاء، الشیخ ابی عبداللہ محمد بن علی الترمذی"، المطبعۃ الکاثولیکیہ، بیروت، س ن

کتاب الزہد والرقائق، عبدالرحمٰن عبداللہ بن المبارک، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1419ھ

کلیات امدادیہ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی"، دار الاشاعت، کراچی، 1397ھ

کنز الطالبین، مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ، ادارہ نقشبندیہ اویسیہ، دار العرفان، 1999ء

کنز العمال، علامہ علی المتقی علاؤالدین الہندی"، مطبع مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد، دکن، 1950ء

کنوز دل، مولانا امیر محمد اکرم اعوان، ادارہ نقشبندیہ اویسیہ، دار العرفان منارہ ضلع چکوال، س ن

لائحہ عمل، مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ، ادارہ نقشبندیہ اویسیہ، دار العرفان، منارہ، چکوال س ن

لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، شاہ عبدالحق محدث دہلوی، مکتبۃ المعارف، لاہور، س ن

ماہنامہ الخیر، خصوصی اشاعت بیادِ مفتی عبدالستار، جامع خیر المدارس، ملتان، ص:7 تا 9، ج:24، 2006ء

مجالس حضرت رائے پوری، شاہ عبدالقادر رائے پوری"، مکتبہ سید احمد شہید، کراچی، 1416ھ

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، علی بن سلطان محمد القاری، مکتبہ امدادیہ، ملتان، س ن

مسند داؤد طیالسی، سلیمان بن داؤد طیالسی، مکتبہ حسینہ، دار المعرفۃ، بیروت، س ن

مسند ابی یعلی، امام ابو یعلی احمد بن علی"، دار المعرفہ، بیروت، 2005ء

مسند احمد بن حنبل، الامام احمد بن حنبل"، المکتبۃ الاسلامی و دار صادر، بیروت، 1969ء

مشکوٰۃ المصابیح، ابومحمد الحسین بن مسعود الفرا بغوی، قدیمی کتب خانہ، کراچی، مکتبہ محمدیہ، لاہور، س ن
معارف القرآن، مفتی محمد شفیعؒ، ادارۃ المعارف، کراچی، 2011ء
معالم العرفان، صوفی عبدالحمید سواتیؒ، مکتبہ دروس القرآن، گوجرانوالہ، 2012ء
معرفت الٰہیہ، شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ، قرآن محل، کراچی، س ن
مظالطے، حافظ عبدالرزاق، ادارہ نقشبندیہ اویسیہ، دارالعرفان، منارہ، چکوال، س ن
مفاتیح الغیب، مولانا امام محمد فخر الدین رازیؒ، طبع بالمطبعۃ الحسینیۃ، مصر، 1324ھ
مکتوبات قدوسیہ، شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ، بزم اتحاد المسلمین، لاہور، 1412ھ
مکتوبات مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندیؒ، ادارہ تعلیمات مجددیہ، لاہور، س ن
ملفوظات طیبات (حضرت عبداللہ بہلوی)، مرتب غلام مصطفیٰ، مدرسہ اشرف العلوم، حبیب آباد، شجاع آباد، س ن
مواہب الرحمان، علامہ سید امیر علی ملیح آبادیؒ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن
مؤقف آئمۃ الحرکۃ السلفیۃ، عبدالحفیظ بن ملک عبدالحق مکی، دارالسلام، مصر، 1988ء
نسبت و احسان، ڈاکٹر محمد اسماعیل میمن مدنی، دارالاشاعت، کراچی، 2002ء
نفحۃ العنبر، مولانا سید محمد یوسف بنوری، مجلس علمی ڈابھیل (سورت) ہند، 1936ء
نماز مسنون کلاں، صوفی عبدالحمید سواتیؒ، مکتبہ دروس القرآن، گوجرانوالہ، 1987ء

ضروری گزارش:

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ہے اور اس میں عبارات اور حوالہ جات کی صحت کی پوری کوشش کی گئی ہے پھر بھی سہواً اگر حوالہ جات میں کوئی کمی بیشی رہ گئی ہو تو برائے مہربانی اس کی نشاندہی فرما دیں۔ (ادارہ نقشبندیہ اویسیہ، دارالعرفان، منارہ، ضلع چکوال)

فہرست کتب

الشیخ حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

- اسرار القلوب
- شرح مسائل السلوک
- شرح دلائل السلوک
- لطیفہ قلب ذریعہ علم
- اکرم التفاسیر
- بیعت کیا ہے؟
- محافل شیخ
- اکرم التراجم
- طبیب دل تلاش کرو
- کنوز دل
- درود وسلام
- رموزِ دل
- کنز الطالبین
- دیدہ تر
- سوچ سمندر
- گردِ سفر
- نشان منزل
- کون سی ایسی بات ہوئی ہے
- متاع فقیر
- آس جزیرہ
- خطابات امیر

Phone: +92543562200, Fax: +92543562198

E-mail: darulirfan@gmail.com
Web site: www.oursheikh.org